عمران سیریز
ڈی گروپ
مظہر کلیم ایم اے
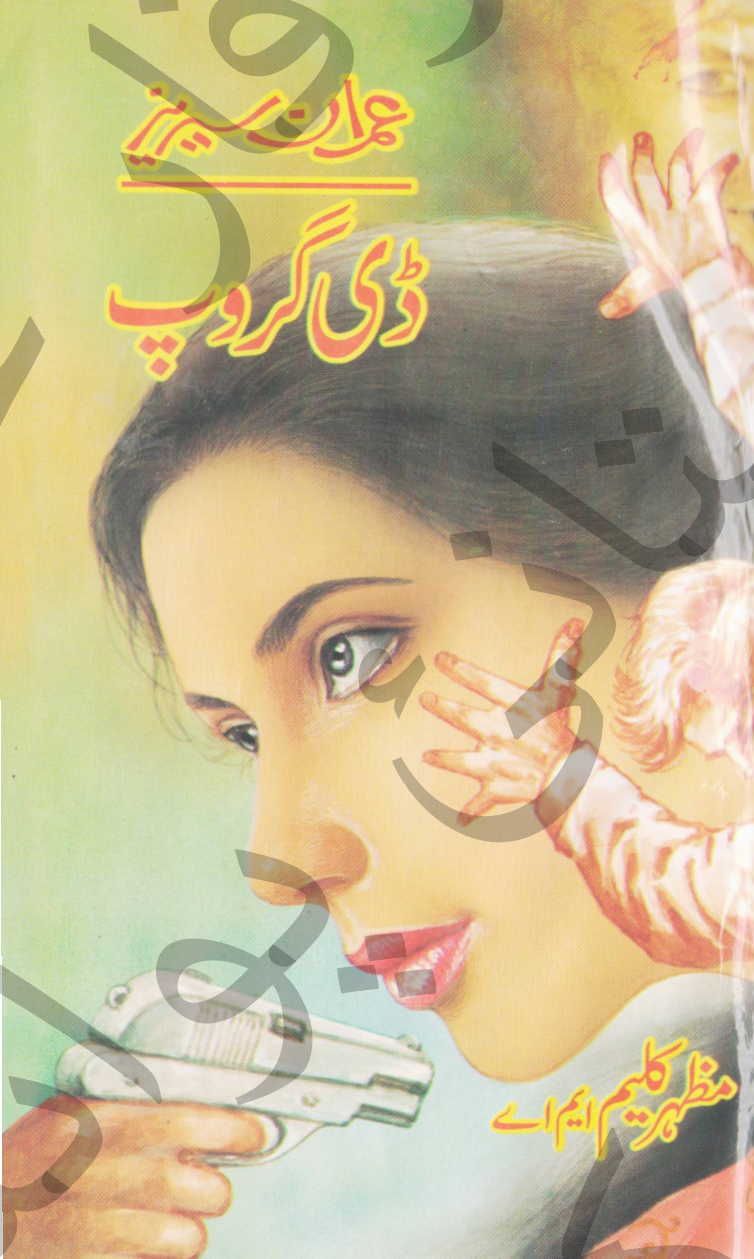
چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''ڈی گروپ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موجودہ سائنسی دور کا یہ المیہ ہے کہ بڑی طاقتوں نے سائنس کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ رکھا ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی ترقی پذیر ملک سائنس کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو بڑی طاقتیں ہر طریقے سے اسے پیچھے دھکیلنے کے درپے ہو جاتی ہیں۔

موجودہ ناول بھی اسی کشمکش کا حامل ہے۔ ایک جدید ترین آلہ پی پی جو پاکیشیا اور شوگران نے مل کر پاکیشیا کی فضائیہ کے ایک لڑاکا طیارے بلیک کرافٹ کے لئے تیار کیا تھا۔ کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک نیا گروپ جس کا نام بلیک سٹار ایجنسی تھا، کے ایجنٹ اس آلے کو چوری کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے۔ کافرستانی ایجنٹوں نے بچوں اور عورتوں کے اسمگلروں کی آڑ لے کر پی پی کو چوری کرنے کا نرالا منصوبہ بنایا اور اپنے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے آلہ لے کر پاکیشیا سے فرار ہو گئے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو جب اس آلے کی چوری کا علم ہوا تو وہ اپنی پوری قوت سے اس کی واپسی کے لئے کافرستان پہنچ گئے جہاں ان کے مقابل نہ صرف ملٹری انٹیلی جنس کی بلیک سٹار فورس تھی بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے

شاگل بھی میدان میں کود پڑا اور پھر ایکشن کا نہ تھمنے والا ایسا طوفان اٹھا جسے روکنا مشکل ہو گیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک سٹار ایجنسی اور شاگل اور اس کی فورس کے سامنے ٹھہر سکے۔ کیا عمران پاکیشیا سے چوری کیا گیا آلہ واپس لانے میں کامیاب ہو سکا یا پھر اس بار عمران اور سیکرٹ سروس کے لئے شکست مقدر بن گئی۔ ڈی گروپ کیا تھا اور اس کا مقصد کیا تھا یہ سب تو آپ ناول پڑھ کر ہی جان سکیں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہیں۔

گوجرانوالہ سے ماجد بشیر لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا مطالعہ طویل عرصے سے کر رہا ہوں اور عمران کے کردار میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ اپنے ناولوں میں جس طرح سے عمران اور دوسرے کرداروں کو لڑتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ پہلے میرے خیال میں یہ صرف تحریر کی حد تک محدود ہے اور عملی طور پر ایسا ممکن نہیں ہے لیکن اب تجربے نے مجھ پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ کے ناولوں میں بیان کی جانے والی فائٹس اور ان کے حربوں کو حقیقی روپ میں واقعی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ آپ اس طرح نوجوانوں کو واقعی صحیح معنوں میں تربیت دے رہے ہیں۔ اس کے لئے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

محترم ماجد بشیر صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ مارشل آرٹس کے جن حربوں کو عمران اور اس کے ساتھی یا پھر مجرم استعمال کرتے ہیں وہ واقعی اصل اور درست ہوتے ہیں لیکن ظاہر ہے کتابیں پڑھ لینے سے کوئی ان کا ماہر نہیں بن جاتا اس لئے باقاعدہ عملی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تربیت لئے بغیر جہاں کوئی حربہ آپ کسی کو زیر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اگر آپ ذہانت کا استعمال نہیں کریں گے اور اسے اپنے طور پر صحیح ڈھنگ سے استعمال کرنے میں ذرا سی بھی کوتاہی کریں گے تو وہی حربہ آپ کا مخالف آپ پر بھی الٹ سکتا ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے آپ کا نقصان ہی ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں مارشل آرٹس اور فائٹس کے دوسرے فن سکھانے والے بے شمار ادارے موجود ہیں جن سے باقاعدہ ٹریننگ لے کر سند حاصل کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آپ نے بھی اس کی باقاعدہ ٹریننگ کی ہو گی یا لینے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ آپ اپنی محنت جاری رکھیں انشاء اللہ آپ بھی عمران سے کہیں بڑھ کر ثابت ہوں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

منڈی بہاؤ الدین سے حشمت علی لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں اور آپ نے آج تک ایسا کوئی ناول تحریر نہیں کیا ہے جس پر تنقید کی جا سکتی ہو۔ آپ واقعی اس دور کے بہترین رائٹر ہیں۔ ایسے رائٹر جس کا بدل کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ بلیک تھنڈر کے سلسلے کا کوئی ناول لکھیں جو کافی عرصے سے نہیں آیا ہے۔ امید ہے

آپ میری اس درخواست کو رد نہیں کریں گے اور جلد ہی کوئی ایسا ناول لکھیں گے جو بلیک تھنڈر کے عظیم اور ذہین مجرموں کے ساتھ عمران اور اس کی ٹیم کے بہترین کارناموں میں سے ایک ہو گا۔

محترم حشمت علی صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی اور خط لکھنے کا شکریہ۔ جہاں تک آپ نے بلیک تھنڈر کے کرداروں پر لکھنے کی درخواست کی ہے تو میں آپ کی درخواست کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔ میں جلد ہی کوشش کروں گا کہ آپ کے لئے اور آپ جیسے دوسرے قارئین کے لئے بلیک تھنڈر کے کرداروں پر نیا ناول لکھ سکوں جو مجھ سے اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً فرمائش کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

صفدر کار میں سوار تیزی سے دارالحکومت کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔ وہ اپنے ایک پرانے دوست سے ملنے قصبہ شاداب نگر گیا ہوا تھا۔ اس کا دوست جس کا نام کیپٹن وحید تھا اور وہ شاداب نگر کے ایئر بیس کیمپ کا سیکنڈ چیف انچارج تھا ایک حادثے میں زخمی ہو گیا تھا اور اسے علاج معالجے کے لئے شاداب نگر کے ہی سی ایم ایچ ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔

کیپٹن وحید چونکہ زیادہ زخمی تھا اس لئے وہ کئی روز بے ہوش پڑا رہا تھا پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنا سیل فون منگوا کر اپنے تمام دوستوں اور اپنے عزیزوں کو اپنے بارے میں مطلع کیا تھا۔ اس نے اپنے ایکسیڈنٹ ہونے اور ہسپتال میں ایڈمٹ ہونے کے بارے میں سب کو بذریعہ ایس ایم ایس مطلع کیا تھا اور اس نے جن عزیزوں اور دوستوں کو ٹیکسٹ میسجز بھیجے تھے ان میں صفدر کا نام بھی شامل تھا۔ اپنے دوست کے حادثے میں زخمی ہونے کا

مسیج پڑھ کر صفدر فوراً شاداب نگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے صفدر نے جولیا یا کسی اور کو کچھ بتانا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ صبح جائے گا اور پھر دوپہر تک واپس لوٹ آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ ہسپتال جا کر کیپٹن وحید سے ملا اس کی تیمار داری کی اور پھر اس کے ساتھ کچھ وقت گزار کر وہ واپس روانہ ہو گیا لیکن کچھ دور آ کر اس کی گاڑی کے انجن میں خرابی آ گئی اور اس کی کار رک گئی۔ اتفاق سے جہاں صفدر کی کار رکی تھی وہاں قریب ہی کاروں کی ورکشاپ موجود تھی۔ صفدر کار سے اتر کر ورکشاپ میں گیا اور وہاں سے ایک کار مکینک کو لے آیا۔

کار مکینک نے کار چیک کی اور پھر اس نے صفدر سے کہا کہ کار کے انجن میں خرابی ہے جسے ٹھیک کرنے میں وقت لگے گا اور اسے کار ورکشاپ میں لے جانی پڑے گی۔ صفدر نے اس کی بات مان لی اور وہ کار ورکشاپ لے آیا۔ کار ٹھیک ہونے میں خاصا وقت لگ گیا۔ صفدر نے ایک دو بار جولیا کو کال کر کے صورتحال سے آگاہ کرنے کی کوشش کی لیکن جولیا شاید اپنے فلیٹ میں موجود نہ تھی۔ اس کا سیل فون بھی آف جا رہا تھا۔ جولیا کے سوا وہ کسی اور سے بات نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو رہا۔ کار ٹھیک ہونے پر وہ سہ پہر کے وقت ہی وہاں سے روانہ ہو سکا تھا۔ جلد سے جلد دارالحکومت پہنچنے کے لئے وہ مین روڈ سے جانے کی بجائے

ایک شارٹ کٹ راستے کی طرف آ گیا۔ یہ سڑک چند کلو میٹر کے بعد مین روڈ کی طرف جاتی تھی۔ صفدر چاہتا تھا کہ شارٹ کٹ راستے کے ذریعے رات ہونے سے پہلے وہ مین روڈ اور پھر دارالحکومت پہنچ جائے گا۔ اس کے ارد گرد سڑک کے دونوں اطراف درخت ہی درخت دکھائی دے رہے تھے چونکہ یہ ایک غیر آباد علاقہ تھا اور سڑک کے دونوں اطراف بنجر میدانی علاقہ تھا اس لئے وہاں دور دور تک کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ چونکہ یہ علاقہ نواحی علاقوں میں شمار ہوتا تھا اور ہر طرف ویرانی اور سنسانی چھائی رہتی تھی اس لئے اس طرف کوئی شاذ و نادر ہی آتا تھا۔

یہ سڑک عموماً خالی ہی رہتی تھی اور اس وقت بھی ایسا ہی تھا۔ اس سڑک پر سوائے صفدر کی کار کے دور دور تک کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ سڑک خالی ہونے کی وجہ سے صفدر بھی کار کو انتہائی سبک رفتار سے دوڑا رہا تھا۔ سردیوں کے دن تھے اور شام کے سائے جلد ہی پھیلنا شروع ہو جاتے تھے اس لئے صفدر کی کوشش تھی کہ وہ جلد سے جلد مین روڈ پر پہنچ جائے اور پھر رات ہونے سے پہلے دارالحکومت پہنچ جائے۔

ابھی شام پوری طرح نہ ڈھلی تھی۔ روشنی ابھی باقی تھی اس لئے صفدر دور تک سڑک کو باآسانی دیکھ سکتا تھا۔ وہ تیز رفتاری سے کار دوڑا رہا تھا کہ اچانک اسے دور سڑک پر ایک انسانی جسم پڑا ہوا دکھائی دیا۔ صفدر نے کار کی رفتار کم کرنا شروع کر دی۔ انسانی جسم

کسی عورت کا معلوم ہو رہا تھا کیونکہ دور سے ہی صفدر نے نسوانی
لباس دیکھ لیا تھا۔ وہ کار کو مخصوص رفتار پر لا کر آہستہ آہستہ سڑک
کے اس حصے پر پہنچ گیا جہاں واقعی ایک نوجوان لڑکی بیچ سڑک پر
پڑی تھی اور وہ جس طرح سے اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی اسے دیکھ
کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ یا تو ہلاک ہو چکی ہو یا پھر بے ہوش
ہو۔

صفدر نے کار سائیڈ پر روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر اس لڑکی
کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کے قریب پہنچ کر یہ دیکھ کر اس کے
چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا کہ لڑکی کا سانس چل رہا تھا۔ لڑکی
نے قیمتی سلک کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ اس نے گہرے نیلے
رنگ کی شال بھی اوڑھی ہوئی تھی۔ اس کے بال ہلکے سنہری مائل
تھے اور وہ سڑک پر یوں پڑی ہوئی تھی جیسے چلتے چلتے تھک گئی ہو
اور پھر وہ اسی جگہ لیٹ کر گہری نیند سو گئی ہو۔ بظاہر لڑکی کے جسم پر
کوئی زخم نہیں تھا۔ اس کے قریب یا سڑک کے ارد گرد خون کا بھی
کوئی دھبہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ لڑکی نے جوتے اور جرابیں تک
پہنی ہوئی تھیں۔ شکل و صورت سے بھی وہ کسی اچھے گھرانے کی
معلوم ہو رہی تھی۔ صفدر آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر وہ لڑکی کے
پاس سڑک پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے لڑکی کا کاندھا پکڑ کر
اسے جھنجھوڑا۔

''مس''...... صفدر نے لڑکی کو کاندھے سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے

کہا لیکن لڑکی کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی۔ صفدر نے اس
کی گردن کی ایک رگ پر انگلیاں رکھ کر دبائیں اور پھر چند لمحے
اسے چیک کرنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ کر
چاروں طرف دیکھنے لگا۔ لڑکی بے ہوش تھی اور اس کی کیفیت دیکھ
کر صفدر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ لڑکی نہ صرف طویل وقت سے بے
ہوش ہے بلکہ اس کے جلد ہوش میں آنے کا بھی کوئی امکان موجود
نہ تھا۔

سڑک کے کنارے پر درخت تھے اور درختوں کے پیچھے بھی
چاروں اطراف درختوں کا وسیع سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا
جیسے یہ سڑک کسی پرانے جنگل کو کاٹ کر نکالی گئی ہو۔ ہر سو خاموشی
چھائی ہوئی تھی۔

''حیرت ہے۔ یہاں تو دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے پھر یہ
لڑکی کہاں سے آ گئی ہے اور یہ ہے کون''...... صفدر نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔ عورت ذات تھی۔ صفدر اس کی تلاشی بھی نہیں
لے سکتا تھا۔ لڑکی کے پاس کوئی ہینڈ بیگ یا پرس بھی دکھائی نہ دے
رہا تھا۔ صفدر نے لڑکی کا کاندھا پکڑ کر اسے سیدھا کیا اور پھر کچھ
سوچ کر اس نے لڑکی کو اٹھایا اور اپنی کار کی طرف بڑھا اس نے
کار کا پچھلا دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر لڑکی کو لٹایا اور کار کا دروازہ
بند کر دیا۔ لڑکی صرف بے ہوش تھی اس لئے صفدر کو اس بات کی فکر
نہیں تھی کہ لڑکی کو فوری طور پر کسی ہسپتال پہنچانا ضروری ہے۔ اس

نے پہلے اس مقام کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا جہاں سے اسے لڑکی بے ہوش پڑی ہوئی ملی تھی۔ اس نے سڑک کا بغور جائزہ لیا اور پھر وہ درختوں کے دونوں طرف جا کر چیکنگ کرنے لگا کہ شاید اسے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے پتہ چل سکے کہ لڑکی وہاں کیسے اور کہاں سے آئی تھی لیکن اسے کوئی کلیو نہ ملا۔

صفدر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ کار کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر سر گھما کر ایک بار لڑکی کی طرف دیکھا۔ لڑکی اسی طرح بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ صفدر نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا اور پھر وہ کار لے کر روانہ ہو گیا۔ شہر پہنچ کر وہ لڑکی کو کسی ہسپتال لے جانے کی بجائے اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے کلینک میں لے گیا۔ ڈاکٹر کا نام شہزاد تھا۔ ڈاکٹر شہزاد کو صفدر نے ساری صورتحال بتائی اور اسے لڑکی کی ٹریٹمنٹ کرنے کا کہا۔ ڈاکٹر شہزاد نے لڑکی کا چیک اپ کیا اور پھر اسے طاقت کے چند انجکشن دے کہ صفدر کے ساتھ اپنے کیبن میں آ گیا۔

''ہوا کیا ہے اس لڑکی کو۔ وہ بے ہوش کیوں ہے''...... صفدر نے ڈاکٹر شہزاد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس کی گردن پر ایک چھوٹا سا نشان ہے جسے دیکھ کر لگتا ہے کہ اس کی گردن میں کوئی انجکشن لگایا گیا ہے۔ میں نے اس کا بلڈ سیمپل لے لیا ہے۔ تھوڑی دیر تک رپورٹس آ جائیں گی پھر پتہ چلے گا کہ اسے ہوا کیا ہے اور وہ کیسے بے ہوش ہوئی ہے''...... ڈاکٹر

شہزاد نے کہا تو صفدر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ آپس میں باتیں کرتے رہے پھر ڈاکٹر شہزاد کا جونیئر اس لڑکی کی رپورٹس لے کر آ گیا۔ ڈاکٹر شہزاد نے رپورٹس دیکھیں اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کیا ہوا''...... صفدر نے پوچھا جو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

''لڑکی کو لائماکس انجکشن لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ اس کے بلڈ سیمپل میں لائماکس انجکشن کے ٹریسز ملے ہیں جو خاص طور پر سرجری کے لئے مریض کو طویل مدت تک بے ہوش کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے''...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا تو صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے ڈاکٹر شہزاد کے سامنے پڑی ہوئی رپورٹ اٹھائی اور اسے غور سے پڑھنے لگا۔

''رپورٹ میں تو لکھا ہے کہ لائماکس گردن کی مخصوص رگ میں زیادہ مقدار میں انجیکٹ کیا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ انجکشن کی مقدار زیادہ ہے اسی لئے لڑکی کو ہوش آنے میں وقت لگ رہا ہے''...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا۔

''تو کیا اسے جلد ہوش آنے کا کوئی امکان نہیں ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''کیوں نہیں ہے۔ میں کس مرض کی دوا ہوں''...... ڈاکٹر شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مطلب تم اسے ہوش میں لا سکتے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہوں کوئی گھسیارا نہیں ہوں کہ یہ چھوٹا سا کام بھی نہ کر سکوں۔ میں ابھی اس لڑکی کو اینٹی لگا دیتا ہوں۔ اینٹی لگتے ہی لڑکی کو زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں ہوش آ جائے گا''...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا۔

''ویل ڈن۔ تو پھر لگاؤ اسے اینٹی انجکشن''...... صفدر نے کہا۔

''لگا دیتا ہوں۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہ لڑکی ہے کون اور تم اسے کہاں سے لائے ہو''...... ڈاکٹر شہزاد نے پوچھا۔

''کیوں۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اگر جانتا ہوتا تو میں تم سے کیوں پوچھتا''...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا تو صفدر نے اسے شاداب نگر جانے اور پھر لڑکی کے سڑک پر بے ہوش ملنے کا تمام واقعہ بتا دیا۔

''حیرت ہے۔ میں نے سسٹرز سے چیک کرایا ہے۔ لڑکی کے جسم پر تشدد یا چوٹ کا کوئی نشان نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لڑکی کو لائماکس کا انجکشن لگایا گیا اور پھر اسے مرنے کے لئے کسی نے سنسان سڑک پر پھینک دیا تاکہ کوئی اس کی مدد نہ کر سکے اور یہ بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک ہو جائے''...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا۔

''کیا اس انجکشن سے ہلاکت ممکن ہے''...... صفدر نے چونک کر

پوچھا۔

''ہاں۔ اس انجکشن کا یہی توڑ ہے کہ اس کا اینٹی لگا دیا جائے۔ اگر اینٹی نہ لگایا جائے تو دس سے بارہ گھنٹوں کے بعد انجکشن لگنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اگر وہ زندہ بچ بھی جائے تو اس کی بے ہوشی کسی بھی صورت میں نہیں ٹوٹتی۔ دوسرے لفظوں میں اس انجکشن کے لگنے والا کوما میں چلا جاتا ہے۔ سرجری کرنے کے لئے سرجن بھی اس انجکشن کا استعمال بہت کم کرتے ہیں۔ وہ بھی انجکشن لگانے کے پانچ سے چھ گھنٹوں کے بعد اینٹی لگانے کے پابند ہوتے ہیں تاکہ مریض کو ایک بار ہوش میں ضرور لایا جا سکے اور ضرورت پڑنے پر مریض کو پھر یہی انجکشن لگا کر پانچ سے چھ گھنٹوں کے لئے بے ہوش کر دیا جاتا ہے تاکہ اگر سرجری باقی ہو تو اسے مکمل کیا جا سکے''...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا۔

''اچھا اب اٹھو اور چل کر اسے اینٹی لگاؤ تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ ہے کون اور اسے اتنی دور سنسان سڑک پر کس نے اور کیوں پھینک دیا تھا''...... صفدر نے کہا تو ڈاکٹر شہزاد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ صفدر کو لے کر پرائیویٹ روم میں پہنچ گیا جہاں لڑکی بیڈ پر بدستور بے ہوش پڑی ہوئی تھی وہاں ایک نرس اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ ڈاکٹر شہزاد نے ایک چٹ پر اسے اینٹی انجکشن کا نام لکھ کر دیا تو نرس سر ہلا کر روم سے نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک سرنج اور ایک انجکشن لے آئی۔ ڈاکٹر

شہزاد نے اس سے انجکشن اور سرنج لی اور پھر وہ خود انجکشن کی سیل توڑ کر سرنج میں ہلکے زرد رنگ کا سیال بھرنے لگا۔ شیشی خالی ہوتے ہی اس نے سائیڈ پر رکھی ڈسٹ بن میں پھینک دی اور پھر وہ لڑکی کے پاس آ گیا۔ اس نے دو انگلیوں سے لڑکی کی گردن ٹٹولی اور پھر اس نے ایک مخصوص رگ کو چٹکی میں پکڑ کر سرنج کی سوئی اس رگ میں اتار دی۔

"بس۔ اب دس منٹ بعد اسے ہوش آ جائے گا"...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اگر تمہیں کوئی کام ہے تو تم جاؤ۔ میں یہاں اس لڑکی کے پاس ہی موجود رہتا ہوں۔ جب اسے ہوش آئے گا تو میں اس سے خود ہی سب کچھ پوچھ لوں گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے کچھ ضروری کام ہیں۔ میں وہ کام ختم کر لوں پھر میں یہاں آ جاؤں گا"...... ڈاکٹر شہزاد نے کہا پھر اس نے وہاں موجود نرس کو چند ہدایات دیں اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ دس منٹ بعد لڑکی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو صفدر چونک پڑا۔

"سسٹر"...... صفدر نے نرس کو دیکھ کر کہا جو ایک الماری سے کچھ نکال رہی تھی۔ اس کی آواز سن کر وہ چونک پڑی۔

"مریضہ کو ہوش آ رہا ہے۔ آپ ان کے پاس آ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خود کو بدلے ہوئے ماحول میں دیکھ کر ری ایکٹ کرنے کی کوشش کریں"...... صفدر نے کہا تو نرس تیز تیز چلتی ہوئی

بیڈ کے پاس آ گئی۔ لڑکی بری طرح سے کسمسا رہی تھی اور اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ چند لمحے وہ کراہتی اور کسمساتی رہی پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔

"میرا بھائی"...... اس کے منہ سے نکلا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ارے ارے۔ آپ لیٹی رہیں"...... نرس نے اسے اٹھتے دیکھ کر فوراً اس کے کاندھے پکڑتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم۔ تم کون ہو اور یہ۔ یہ یہ کون سی جگہ ہے"۔ لڑکی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے اور ارد گرد کے ماحول کو دیکھتے ہوئے تیز اور خوف بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس کی نظریں صفدر پر جم گئیں۔

"تم اس وقت ایک پرائیویٹ کلینک میں ہو"...... نرس نے کہا۔

"کلینک۔ کون سا کلینک اور کون لایا ہے مجھے یہاں اور میرا بھائی کہاں ہے"...... لڑکی نے کہا۔

"یہ نیو ون کلینک ہے اور تمہیں یہ صاحب یہاں لائے ہیں"۔ نرس نے کہا تو لڑکی غور سے صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔ صفدر آگے بڑھا اور بیڈ کے پاس آ گیا۔

"کون ہیں آپ اور یہ سسٹر کیا کہہ رہی ہے۔ آپ مجھے یہاں لائے ہیں۔ کہاں سے لائے ہیں آپ مجھے اور وہ سب کہاں ہیں اور میرا بھائی"...... لڑکی نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا

جسم آہستہ آہستہ کانپ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کا خوف چھایا ہوا تھا۔

''آپ مجھے شاداب نگر کی شمال کی طرف کوہسار جنگل کی سڑک پر بے ہوش پڑی ملی تھیں محترمہ۔ اس لئے میں آپ کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا''...... صفدر نے کہا۔

''کوہسار جنگل۔ کیا مطلب۔ میرا بھائی اور وہ سب کہاں گئے''...... لڑکی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار میرا بھائی میرا بھائی کہہ رہی تھی۔

''کون ہے آپ کا بھائی اور آپ کن لوگوں کی بات کر رہی ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے تم مجھے اپنا نام بتاؤ''...... لڑکی نے کہا۔

''میرا نام ماجد ہے''...... صفدر نے کہا اس نے اپنے دوست ڈاکٹر شہزاد کو بھی اپنا یہی نام بتایا ہوا تھا۔

''ماجد۔ کون ماجد۔ کیا کرتے ہو تم''...... لڑکی نے کہا۔

''میں پولیس میں کام کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا تو پولیس کا نام سن کر لڑکی کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھوں کی چمک ختم ہو گئی اور وہ ایک بار پھر بجھی بجھی سی دکھائی دینے لگی۔

''وہ۔ وہ چار لوگ تھے۔ وہ اچانک میرے گھر گھس آئے تھے انہوں نے مجھے مشین گنوں کی زد میں لے لیا تھا''...... لڑکی نے

خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کون لوگ اور آپ کہاں رہتی ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔ نرس بھی حیرت سے لڑکی کی شکل دیکھ رہی تھی۔

''میں امامیہ کالونی میں رہتی ہوں۔ وہاں ہمارا گھر ہے۔ میں اپنے چھوٹے بھائی ناصر کے ساتھ اکیلی تھی۔ میری امی کسی رشتہ دار کے گھر گئی ہوئی تھی۔ ہم کمرے میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے کہ نجانے کہاں سے چار افراد اندر گھس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ انہیں دیکھ کر میں اور میرا بھائی ڈر گئے۔ انہوں نے ہم پر مشین گنیں تان لیں اور پھر۔ پھر......'' لڑکی نے کہا اور پھر وہ خوف بھرے انداز میں خاموش ہو گئی۔

''پھر۔ پھر کیا ہوا''...... صفدر نے پوچھا۔

''پھر ان میں سے ایک آدمی نے مجھے اور دوسرے نے میرے بھائی کو پکڑ لیا۔ جس آدمی نے مجھے پکڑا تھا اس نے اچانک میری گردن میں سوئی لگا دی۔ میرا دماغ چکرایا اور میں بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اب مجھے یہاں ہوش آ رہا ہے''...... لڑکی نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تمہارا نام کیا ہے بہن''...... صفدر نے کہا اور اس کے بہن کہنے پر لڑکی کی آنکھوں میں یکلخت آنسو امنڈ آئے۔

''آمنہ۔ میرا نام آمنہ ہے''...... لڑکی نے کہا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ تم میری بہن جیسی ہو۔ مجھے بتاؤ کہ وہ

چاروں کون تھے اور وہ تمہارے گھر میں کیوں گھسے تھے۔ کیا تم نے ان کے چہرے دیکھے تھے“...... صفدر نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں جانتی کہ وہ ہمارے گھر کیوں آئے تھے۔ گھر کے دروازے لاکڈ تھے لیکن وہ پھر بھی اندر پہنچ گئے۔ کیسے میں کچھ نہیں جانتی۔ بالکل کچھ نہیں جانتی۔ انہوں نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے چہرے بھی سیاہ نقابوں سے ڈھکے ہوئے تھے اور اور......“ آمنہ نے کہا اور اس نے یکلخت رونا شروع کر دیا۔

صفدر اور نرس اسے تسلی دینے لگے۔

”خود کو سنبھالو بہن اور مجھے اپنے بارے میں ساری بات بتاؤ۔ اپنے بارے میں بھی اپنے ماں باپ کے بارے میں بھی اور اس بھائی کے بارے میں جس کا نام تم نے ناصر بتایا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ یہ کام بٹھل بھائی کا ہے۔ اسی نے مجھے بے ہوش کر کے سڑک پر پھینکا ہو گا اور میرے بھائی کو اغوا کر کے لے گیا ہو گا۔ میرا بھائی۔ اوہ اوہ۔ کہیں بٹھل بھائی نے میرے بھائی کو قتل تو نہیں کر دیا“......لڑکی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”بٹھل بھائی۔ کون ہے یہ بٹھل بھائی اور اس سے تمہارا کیا تعلق ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”ہم دو بھائی بہن ہیں۔ بھائی مجھ سے چھوٹا ہے اس کی عمر

تقریباً پندرہ سال ہے۔ ہمارے والد جو محکمہ اوقاف میں ایڈمن آفیسر تھے پانچ سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ وہ انتہائی ایماندار آدمی تھے اس لئے صرف تنخواہ پر ہی گزارہ تھا۔ ان کے بعد ہماری ماں نے دن رات محنت مزدوری کر کے ہمیں پالا پوسا ہے۔ میں نے گریجوایشن کیا ہوا ہے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد میں نے ایک پرائیوٹ سکول میں ملازمت کر لی اس طرح کسی نہ کسی انداز میں گزارہ چلتا رہا۔ میرا چھوٹا بھائی ناصر میٹرک میں پڑھتا ہے۔ ہم جس علاقے میں رہتے ہیں وہاں بہت سے بدمعاش رہتے ہیں۔ وہاں ایک ایسا کلب بھی ہے جہاں اوباش اور بدمعاش ٹائپ کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس کلب کا ایک بڑا بدمعاش ہے جس کا نام شیرو دادا ہے جس کی دہشت پورے علاقے میں ہے لیکن میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمارا اس سے کوئی تعلق ہے۔ اس کا ایک بھائی ہے جس کا نام بٹھل بھائی ہے وہ اس علاقے کا دادا ہے۔ وہ مجھ پر اور میرے بھائی پر ہمیشہ آوازیں کستا رہتا ہے۔ جب وہ مجھ سے اونچی اور بری زبان میں بات کرتا تھا تو میرے بھائی کو بہت غصہ آتا تھا۔ وہ اس سے لڑ پڑتا تھا۔ میں ہر بار اسے سمجھا بجھا کر لے جاتی تھی لیکن میرا بھائی غصے میں رہتا تھا اور اس کی اکثر بٹھل بھائی سے منہ ماری ہو جاتی تھی۔ بٹھل بھائی چونکہ علاقے کا بدمعاش ہے اور میرے بھائی سے بڑا ہے اس لئے بٹھل بھائی اسے مارنے سے بھی باز نہیں آتا۔ اس نے کئی بار میرے بھائی کا

خون بہایا ہے۔ ایک بار اس نے میرے بھائی کی ٹانگ توڑ دی تھی اور وہ دو تین بار اس سے بازو اور سر بھی تڑوا چکا ہے۔ میں اور میری ماں ناصر کو اس سے بھڑنے سے بہت منع کرتے ہیں لیکن وہ کسی طرح باز ہی نہیں آتا۔ اس کا بس نہیں چلتا کہ وہ بٹھل دادا کو گولی ہی مار دے۔ اس روز روز کی لڑائی سے بٹھل دادا بھی ناصر سے بہت خار کھاتا ہے۔ وہ بھی اسے کئی بار اغوا اور ہلاک کرنے کی دھمکیاں دے چکا ہے۔

آج صبح جب وہ اسکول سے واپس آیا تو وہ بے حد غصے میں تھا۔ اس نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ آج پھر اس کی بٹھل بھائی سے تو تو میں میں ہوئی ہے اور بٹھل بھائی نے اسے دھمکی دی ہے کہ وہ آج اسے کسی صورت میں نہیں چھوڑے گا یا تو آج وہ اسے اغوا کر کے لے جائے گا یا پھر بیچ سڑک پر گولی مار کر ہلاک کر دے گا۔ میرا بھائی ہمیشہ بٹھل بھائی کے سامنے تن کر کھڑا ہو جاتا تھا لیکن آج بٹھل بھائی نے اسے نجانے کیا کہہ دیا تھا کہ وہ غصے میں ہونے کے باوجود بے حد ڈرا ہوا تھا۔ والدہ گھر پر نہیں تھیں وہ ایک پرسے پر گئی ہوئی تھیں ناصر نے سارے گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند کئے تھے۔ وہ میرے ساتھ کمرے میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ پھر پھر۔ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ چاروں اندر آ گئے۔ انہوں نے سیاہ رنگ کے لباس اور سیاہ رنگ کے نقاب پہن رکھے تھے۔ ان میں ایک آدمی کا جسم بالکل

بٹھل بھائی جیسا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بٹھل بھائی ہی تھا جو اچانک اپنے تین ساتھیوں سمیت ہمارے گھر میں گھس آیا تھا اور اس نے ہی یہ سب کچھ کیا ہے“......آمنہ نے مسلسل روتے ہوئے کہا۔

”اگر بٹھل بھائی تمہیں اتنا تنگ کرتا تھا اور تمہارے بھائی کو مارتا پیٹتا تھا تو تم نے کبھی اس کی کسی سے شکایت نہیں کی“......صفدر نے پوچھا۔

”میں تو بے بس اور کمزور لڑکی ہوں۔ میں تو ان غنڈوں سے نہ لڑ سکتی ہوں اور نہ ہی ان کا مقابلہ کر سکتی ہوں۔ میں نے محلے کے بزرگوں اور بڑے لوگوں سے کئی بار کہا لیکن وہ سب بھی بٹھل بھائی اور اس کے بڑے بھائی شیرو دادا سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے کون بھلا ہماری مدد کرتا“......آمنہ نے کہا۔

”تو کیا وہاں کوئی پولیس اسٹیشن نہیں تھا۔ تم وہاں جا کر بٹھل بھائی کے خلاف رپورٹ کر دیتیں“......صفدر نے کہا۔

”محلے کا ایک بوڑھا آدمی ہے رحمت بابا۔ وہ اس معاملے میں ہم سے ہمدردی رکھتا ہے۔ اس نے بھی ہمیں بٹھل دادا کے خلاف پولیس میں درخواست دینے کا کہا تھا۔ ایک بار وہ میرے اور ناصر کے ساتھ پولیس اسٹیشن بھی گیا تھا لیکن انہوں نے ہماری کوئی بات نہیں سنی اور ہمیں ڈرا دھمکا کر واپس بھیج دیا۔ رحمت بابا بوڑھے اور بیمار آدمی ہیں وہ زیادہ چل پھر نہیں سکتے۔ اس لئے وہ بھی بے بس

ہو کر بیٹھ گئے''...... آمنہ نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تھے۔

''کیا تم نے اور تمہارے بھائی ناصر نے بٹھل بھائی کے بڑے بھائی شیرو دادا سے بھی بات کرنے کی کوشش نہیں کی''...... صفدر نے کہا۔

''وہ جس کلب میں ہوتا ہے وہاں بڑے بڑے غنڈے موجود ہوتے ہیں۔ جب ہماری بٹھل بھائی کے سامنے ایک نہیں چلتی تو ہم اس کے بھائی کے سامنے جانے کی جرأت کیسے کر سکتے ہیں''...... آمنہ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم بے فکر رہو۔ تم میری بہن اور ناصر میرا چھوٹا بھائی ہے۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ یہ میرے دوست کا کلینک ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر شہزاد ہے۔ ڈاکٹر شہزاد تمہارا خیال رکھے گا۔ جب تم ٹھیک ہو جاؤ گی تو وہ خود تمہیں تمہارے گھر پہنچا دے گا اور تم یقین رکھو کہ شام تک ناصر واپس گھر پہنچ جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''کیا، کیا واقعی آپ ایسا کریں گے۔ کیا واقعی ناصر واپس آ جائے گا''...... آمنہ نے اس بار نظریں اٹھاتے ہوئے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ تم مجھ پر اعتماد کرو اور مجھے اس کلب کا نام بتا دو''...... صفدر نے کہا۔

''کلب کا نام بلیک کلب ہے''...... آمنہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ان کی کار میں اپنے گھر چلی جانا۔ میں ناصر کو لے کر وہیں آؤں گا''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کار میں نہیں جا سکتی کیونکہ انہیں دیکھ کر محلے والے باتیں کریں گے۔ میں بس پر واپس چلی جاؤں گی۔ البتہ میں آپ کو اپنا پتہ بتا دیتی ہوں''...... آمنہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پتہ بتا دیا۔

''ٹھیک ہے ابھی تم آرام کرو میں ڈاکٹر شہزاد سے کہہ دیتا ہوں جب تم نارمل ہو جاؤ گی تو وہ تمہیں بس اسٹینڈ تک چھوڑ آئے گا''۔ صفدر نے کہا اور آمنہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''خدا کرے جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ویسے ہی ہو جائے۔ سارے کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پولیس بھی ان سے ملی ہوئی ہے اور ان کے اعلیٰ حکام سے بھی روابط ہیں''...... آمنہ نے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ میرے سامنے یہ دونوں دو منٹ بھی نہ کھڑے ہو سکیں گے''...... صفدر نے کہا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا آمنہ سے باتیں کرتا رہا۔ پھر ڈاکٹر شہزاد وہاں آ گیا۔ آمنہ کو ہوش میں دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوا۔ صفدر نے اسے ساری تفصیل بتائی جسے سن کر ڈاکٹر شہزاد کو بھی بٹھل بھائی اور اس کے بھائی شیرو دادا پر بے حد غصہ آیا۔ صفدر نے اس سے کہا کہ وہ آمنہ کا خیال رکھے اور جب

آمنہ نارمل ہو جائے تو وہ اسے بس اسٹینڈ تک یا پھر کسی ٹیکسی اسٹینڈ تک چھوڑ آئے تاکہ وہ گھر جا سکے۔ اس نے ایک بار پھر آمنہ کو تسلی دی اور پھر وہ آمنہ اور ڈاکٹر شہزاد سے اجازت لے کر وہاں سے نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار بلیک کلب کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی۔ اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر نے پہلے بھی شیرو دادا اور اس کے کلب کا نام سنا ہوا تھا۔ شیرو دادا اس کلب کا منیجر بھی تھا اور مالک بھی۔ یہ کلب جرائم پیشہ افراد اور غنڈوں کی آماجگاہ تھا اور شیرو دادا خود بھی ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ کلب کے علاوہ شیرو دادا کا ایک ہوٹل بھی تھا جس کا نام زمان ہوٹل تھا۔ ایک کیس کے دوران کچھ عرصہ پہلے صفدر اس ہوٹل میں تحقیقات کرنے آیا تھا تو اسے شیرو دادا کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔ زیر زمین دنیا میں واقعی شیرو دادا کے نام کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی لیکن چونکہ صفدر کی یہ فیلڈ ہی نہ تھی اس لئے وہ پہلے کبھی براہ راست اس کلب میں نہ آیا تھا۔ شیرو دادا بھاری تن و توش کا آدمی تھا اور اپنے چہرے مہرے اور انداز سے ہی لڑاکا نظر آتا تھا۔

صفدر نے کیس کے سلسلے میں شیرو دادا سے بھی ملاقات کی تھی اور اس نے شیرو دادا سے اپنا تعارف خفیہ سروس کے اہلکار کے طور پر کرایا تھا۔ خفیہ سروس کا سن کر شیرو دادا قدرے پریشان ہو گیا اور

اس نے صفدر کے ساتھ مکمل تعاون کیا تھا۔ صفدر نے اسے اپنا نام شاہد لطیف بتایا تھا۔ کلب کے گیٹ پر ایک مسلح آدمی موجود تھا۔

''شیرو دادا ہے کلب میں''...... صفدر نے اس آدمی کے قریب رکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں، باس اپنے آفس میں ہیں''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''کہاں ہے اس کا آفس''...... صفدر نے پوچھا تو اس آدمی نے اسے شیرو دادا کے آفس کے بارے میں بتا دیا تو صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک ہال سے گزر کر وہ سائیڈ سے ہوتا ہوا شیرو دادا کے آفس کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے آفس کا بند دروازہ دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہوا تو سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے شیرو دادا موجود تھا۔

''اوہ تم، تمہارا نام شاہد لطیف ہے نا۔ وہی شاہد لطیف جس نے ایک کیس کے سلسلے میں مجھ سے ہوٹل میں آ کر بات کی تھی''۔ شیرو دادا نے صفدر کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں وہی شاہد لطیف ہوں''...... صفدر نے کہا تو شیرو دادا کی آنکھوں میں بے چینی سے پھیل گئی۔

''آج ادھر کیسے بھول پڑے''...... شیرو دادا نے صفدر کو دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تم سے ایک کام پڑ گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ کون سا کام۔ بتاؤ''...... شیرو دادا نے کہا۔

''تمہارے بھائی بٹھل نے اس محلے کی ایک شریف لڑکی کے نو عمر بھائی ناصر کو دن دیہاڑے اغوا کر لیا ہے۔ میں اس لڑکے کی واپسی چاہتا ہوں''...... صفدر نے میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا، مگر تمہارا ان لوگوں سے کیا تعلق ہے''...... شیرو دادا نے چونک کر کہا۔

''میرا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے اس محلے کے ایک آدمی نے مجھے بتایا ہے کہ وہ شریف لوگ ہیں اس لئے ان کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''آئی ایم سوری شاہد لطیف۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا''۔ شیرو دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

''جانتے نہیں یا پھر مجھے کچھ بتانا نہیں چاہتے''...... صفدر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا اور میرا بھائی ایسا نہیں ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو اغوا کرتا پھرے۔ تمہیں یقیناً کسی نے غلط اطلاع دی ہے''...... شیرو دادا نے کہا۔

''میری اطلاع حتمی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کام تمہارے بھائی بٹھل نے ہی کیا ہے۔ بتاؤ کہاں ہے وہ''...... صفدر نے سخت

لہجے میں کہا۔

''تم غلط کہہ رہے ہو۔ میرا بھائی تو پچھلے دو دنوں سے یہاں نہیں ہے وہ تو کام کے سلسلے میں دوسرے شہر گیا ہوا ہے''۔ شیرو دادا نے کہا۔

''سوچ لو شیرو دادا۔ میں پرانی جان پہچان ہونے کے ناطے تمہارا خیال کر رہا ہوں۔ اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں یہاں اکیلا آیا ہوں تو یہ تمہاری بھول ہے۔ خفیہ والوں نے اس کلب کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں آ جائیں۔ اگر وہ یہاں آ گئے تو تم سمیت تمہارے کلب کے تمام افراد بے موت مارے جائیں گے اور تم جانتے ہو کہ ہم لوگ ملکی مفاد کے لئے بیسوں افراد کو بھی قتل کر دیں تو ہم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی اور ہم پیچھے ایسا کوئی نشان نہیں چھوڑتے جس سے کسی کو اس بات کا پتہ چل سکتا ہو کہ اس قتل عام میں کس کا ہاتھ ہے اور انہیں کس جرم میں قتل کیا گیا ہے''...... صفدر نے درشت لہجے میں کہا تو شیرو دادا کا رنگ زرد پڑ گیا۔

''کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ کیا واقعی باہر خفیہ والے موجود ہیں''...... شیرو دادا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر میری بات کا یقین نہیں تو دس منٹ مجھے اور یہاں بیٹھا رہنے دو۔ میں یہاں سے صحیح سلامت باہر نہ گیا یا میں نے انہیں کال کر کے اپنی خیریت کی اطلاع نہ دی تو یہاں جو کچھ ہو گا تم

اس کا سوچ بھی نہیں سکتے''...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن خفیہ والوں کا اس لڑکے سے کیا تعلق۔ کیا تم صرف اسی لڑکے کے لئے یہاں آئے ہو''...... شیرو دادا نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ تمہارے بھائی نے جس گھر کی طرف نظریں اٹھائی ہیں وہ میرا گھر ہے۔ وہاں میرے بھائی بہن اور میری ماں رہتی ہے''۔ صفدر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تمہیں آج سے پہلے نہ تو ان سے ملتے دیکھا گیا ہے اور نہ پہلے تم کبھی اس محلے میں نظر آئے ہو۔ پھر یہ سب''...... شیرو دادا نے کہا۔

''میں یہاں تمہیں اپنے رشتہ داروں کی تفصیل بتانے کے لئے نہیں آیا ہوں شیرو دادا۔ جو پوچھ رہا ہوں۔ مجھے اس کا جواب دو۔ کہاں ہے ناصر''...... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ شیرو دادا جیسا بدمعاش بھی یکبارگی کانپ کر رہ گیا۔

''تم لیٹ آئے ہو۔ اب وہ لڑکا واپس نہیں ہو سکتا''...... شیرو دادا نے کہا۔

''کیوں، کیا ہوا ہے اسے''...... صفدر نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

''اس کی قیمت اچھی مل گئی تھی اس لئے ہم نے اسے فروخت

کر دیا ہے''...... شیرو دادا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کسی لڑکے کی بجائے کسی بھینس یا گائے کی بات کر رہا ہو۔

''کہاں فروخت کیا ہے اسے''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اتفاق سے ایک کافرستانی اسمگلر آیا ہوا تھا۔ اسے نو عمر لڑکوں کی ضرورت تھی۔ میں نے اسے دکھایا تو اس نے معقول قیمت لگا دی اور میں نے اسے دے دیا''...... شیرو دادا نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''اب وہ اسمگلر اور لڑکا کہاں ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''وہ اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر لے گیا تھا شاید اب تک وہ کانگنا پہنچ بھی گئے ہوں گے''...... شیرو دادا نے کہا۔

''کانگنا۔ یہ کون سی جگہ ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کافرستان اور پاکیشیا کی سرحد پر ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں میں زیادہ تر اسمگلروں کے اڈے ہیں''...... شیرو دادا نے جواب دیا۔

''اس اسمگلر کا کیا نام ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''دھرم داس۔ بڑا مشہور اسمگلر ہے''...... شیرو دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں کانگنا میں اس کا اڈہ کہاں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کانگنا کا سردار کرتار سنگھ ہے اسے معلوم ہو گا۔ ویسے میں وہاں کبھی نہیں گیا۔ یہ بھی جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ اس دھرم داس نے ہی بتایا تھا''...... شیرو دادا نے کہا۔

''یہ کانگنا کس سڑک پر آتا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''کیا تم وہاں جانا چاہتے ہو۔ مگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ لوگ سرحد کراس کر جائیں گے۔ وہ تو یہاں سے بہت دور ہے''۔ شیرو دادا نے کہا۔

''میں پہنچ جاؤں گا اور اس دھرم داس کو ڈبل قیمت دے کر اسے واپس لے آؤں گا۔ میں نے وعدہ کر لیا ہے''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کاشالی روڈ کے آخر میں کانگنا گاؤں آتا ہے''...... شیرو دادا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ویسے وہاں کوئی فون ہے تو یہاں سے ہی اس دھرم داس سے بات کر لی جائے''...... صفدر نے کہا۔

''ہو گا شاید۔ لیکن مجھے علم نہیں ہے''...... شیرو دادا نے کہا۔

''ٹھیک ہے شکریہ''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ پہلے اس لڑکے کو واپس لے آئے گا پھر ان لوگوں سے نمٹ لے گا۔ چنانچہ کار لے کر وہ سیدھا اپنے فلیٹ پر گیا۔ اس نے کار مخصوص گیراج میں بند کی اور پھر ٹیکسی لے کر وہ سیدھا ہیلی کاپٹر کرائے پر

دینے والی کمپنی کے آفس میں پہنچ گیا۔ یہ کمپنی تفریحی مقاصد کے لئے ہیلی کاپٹر کرائے پر دینے کا کام کرتی تھی۔ آفس کے پیچھے ایک وسیع و عریض احاطے میں انہوں نے باقاعدہ ہیلی پیڈ بنایا ہوا تھا۔

''میں نے فوری طور پر کانگنا گاؤں پہنچنا ہے۔ آنے جانے کے لئے ہیلی کاپٹر چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''کتنے افراد جائیں گے''...... منیجر نے پوچھا۔

''جاؤں گا تو میں اکیلا۔ لیکن واپسی پر ایک نوعمر لڑکا بھی میرے ساتھ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر آپ چھوٹا ہیلی کاپٹر لے جائیں۔ وہ تیار ہے''...... منیجر نے کہا اور پھر ضروری معلومات کا اندراج کرنے اور ضمانت کے طور پر بھاری رقم کا چیک اور بنک حکام کی فون پر ضمانت دینے کے بعد اسے ہیلی کاپٹر مل گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے سرحد کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

''تم نے کانگنا گاؤں دیکھا ہوا ہے''...... صفدر نے پائلٹ سے پوچھا۔

''یس سر، میں بے شمار بار وہاں گیا ہوں۔ اکثر پارٹیاں وہاں ہیلی کاپٹر پر ہی جاتی ہیں''...... پائلٹ نے جواب دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''میرا نام عبدالجبار ہے جناب''...... پائلٹ نے کہا۔

''وہاں کا سردار کرتار سنگھ ہے۔ میں نے اسے ملنا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں جناب''...... عبدالجبار نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد پائلٹ نے ایک گاؤں کے قریب ہیلی کاپٹر اتار دیا۔

''تم میرا انتظار کرو گے''...... صفدر نے کہا اور عبدالجبار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر ہیلی کاپٹر سے اترا اور گاؤں کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ دو آدمی گاؤں سے نکل کر اسے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ وہ دونوں مسلح تھے ان کے کاندھوں سے جدید مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور چہرے مہرے اور انداز سے ہی وہ جرائم پیشہ دکھائی دیتے تھے۔ صفدر سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر دیکھ کر وہ اس طرف آئے ہیں۔

''آپ کون ہیں اور کس سے ملنے آئے ہیں''...... قریب آ کر ان میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''میرا نام ماجد ہے اور مجھے سردار کرتار سنگھ سے ملنا ہے۔ بلیک کلب کے شیرو دادا نے مجھے اس کے پاس بھیجا ہے۔ ایک سودا کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آؤ''...... ان دونوں نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گئے۔ صفدر ان کے پیچھے چلتا ہوا گاؤں میں داخل ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کافی بڑے احاطے میں داخل ہوئے۔

احاطے میں بند باڈی کی دو بڑی بڑی جیپیں بھی موجود تھیں اور چارپائیوں پر کافی افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک طرف برآمدہ بنا ہوا تھا جس کے پیچھے کمرے تھے۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی انہیں دیکھ کر برآمدے سے نیچے اترا۔

''سردار، یہ تم سے ملنے آئے ہیں۔ بلیک کلب کے شیرو دادا نے انہیں بھیجا ہے''...... اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر صفدر کو لے آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آؤ۔ ادھر کمرے میں''...... اس ادھیڑ عمر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید ہیلی کاپٹر کی وجہ سے صفدر کو وہ بہت بڑی پارٹی سمجھ رہے تھے اور جس طرح انہوں نے شیرو دادا سے واقفیت کا اظہار کیا تھا اس سے صفدر سمجھ گیا تھا کہ شیرو دادا نے اس سے غلط بیانی کی ہے کہ وہ یہاں کبھی نہیں آیا۔

''شیرو دادا نے ایک چودہ پندرہ برس کا لڑکا، دھرم داس کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ میں نے اسے واپس لے جانا ہے کیونکہ میں نے ایک آدمی سے وعدہ کر لیا ہے۔ دھرم داس اس کی جو قیمت کہے گا میں دینے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں وعدہ پورا کرنا چاہتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''دھرم داس تو پچاس لڑکے لے آیا ہے۔ آپ کو کون سا چاہئے''...... سردار کرتار سنگھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود ہی دھرم داس ہو۔

"جو لڑکا اس نے شیرو دادا سے خریدا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دھرم داس کو بلا لیتا ہوں۔ پھر بات ہو گی"...... سردار کرتار سنگھ نے کہا اور پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔ صفدر پچاس لڑکوں کے بارے میں سن کر بے حد پریشان ہو گیا تھا کیونکہ بہرحال یہ پچاس لڑکے بھی اغوا شدہ ہوں گے اور صفدر یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ وہ انہیں چھوڑ کر صرف ایک لڑکے کو لے کر واپس چلا جائے۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سردار کرتار سنگھ ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ یہ آدمی لمبے قد اور بھاری جسم کا تھا۔ اس کے چہرے سے خباثت ٹپک رہی تھی۔

"جی بتائیں کیا مسئلہ ہے"...... اس آدمی نے بڑے جھٹکے دار لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا نام دھرم داس ہے"...... صفدر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ یہی دھرم داس ہے"...... سردار کرتار سنگھ نے کہا۔

"آپ شیرو دادا سے جو لڑکا خرید کر لائے ہیں وہ مجھے چاہئے اور یہ بھی بتا دوں کہ شیرو دادا نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ آپ جو منافع لینا چاہیں وہ میں دوں گا"...... صفدر نے کہا۔

"کیا آپ اس کی تصدیق شیرو دادا سے کرا سکتے ہیں۔ وہ ہمارا مین سپلائر ہے۔ وہ کیسے آپ کو بھیج سکتا ہے"...... دھرم داس نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کے پاس فون ہے تو میں ابھی اس بات کی تصدیق کرا دیتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں، فون تو ہے۔ میں منگواتا ہوں"...... سردار کرتار سنگھ نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"آپ نے صبح سرحد پار جانا ہے یا رات کو"...... صفدر نے پوچھا۔

"کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... دھرم داس نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ اگر آپ رات تک رک جائیں تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے پورے مال کا یہیں پر اچھا سودا کرا دوں"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ یہاں، کس کے ساتھ۔ یہاں تو فروخت کرنے والے ہیں۔ خریدنے والے تو نہیں ہیں"...... دھرم داس نے کہا۔

"یہاں کون سا کام نہیں ہوتا۔ اگر کافرستان سے لڑکیاں یہاں لا کر فروخت ہو سکتی ہیں تو یہاں کی لڑکیاں اور لڑکے بھی تو خریدے جا سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہم نے وہاں سپلائی دینی ہے۔ اب بھی مجھے ایک لڑکے کے لئے مسئلہ بنے گا بہرحال اگر شیرو دادا کہہ دے تو میں سودا کر لوں گا"...... دھرم داس نے کہا تھوڑی دیر بعد سردار

کرتار سنگھ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون موجود تھا۔

''آپ کو شیرو دادا کا فون نمبر تو معلوم ہوگا''...... صفدر نے فون پیس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... دھرم داس نے کہا اور اس نے فون نمبر بتا دیا۔
صفدر نے نمبر پریس کئے اور پھر لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی شیرو دادا کی آواز سنائی دی۔

''شاہد لطیف بول رہا ہوں شیرو دادا کانگنا میں سردار کرتار سنگھ کے ڈیرے سے''...... صفدر نے کہا۔

''ارے، اتنی جلدی تم پہنچ بھی گئے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں تمہیں معلوم تو ہے کہ جب میں وعدہ کر لوں تو اسے پورا ضرور کرتا ہوں۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر یہاں پہنچا ہوں۔ دھرم داس صاحب اور سردار کرتار سنگھ صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ دھرم داس صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر شیرو دادا صاحب تصدیق کر دیں تو وہ سودا کر لے گا۔ اس لئے فون کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ کراؤ بات''...... شیرو دادا نے کہا تو صفدر نے فون دھرم داس کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیلو۔ دھرم داس بول رہا ہوں شیرو دادا۔ یہ کیا مسئلہ ہے۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا۔ یہ صاحب ٹھیک تو ہیں''...... دھرم داس

نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہیں۔ بے فکر رہیں۔ انہوں نے اس لڑکے کے لئے کسی آدمی سے وعدہ کر لیا ہے اور وہ وعدہ نبھانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ تم معقول منافع لے لو''...... شیرو دادا نے کہا۔

''اور اگر میں انکار کر دوں تب''...... دھرم داس نے کہا۔

''یہ تمہاری مرضی ہے دھرم داس۔ اب ظاہر ہے تم اس لڑکے کے مالک ہو۔ تمہیں زبردستی تو مجبور نہیں کیا جا سکتا''...... شیرو دادا نے کہا۔

''ٹھیک ہے شکریہ''...... دھرم داس نے کہا اور فون بند کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔

''بولیں کتنا منافع دیں گے آپ''...... دھرم داس نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم نے مال فروخت کرنا ہے تم بتاؤ''...... صفدر نے کہا کیونکہ اس نے تو شیرو دادا سے پوچھا ہی نہ تھا کہ اس نے کتنے میں ناصر کو فروخت کیا ہے۔

''پانچ لاکھ روپے دے دو اور لے جاؤ لڑکے کو۔ صرف ایک لاکھ منافع لے رہا ہوں اور وہ بھی صرف اس لئے کہ شیرو دادا نے تمہیں بھیجا ہے''...... دھرم داس نے کہا۔

''ٹھیک ہے مجھے منظور ہے''...... صفدر نے کہا اور کوٹ کی

اندرونی جیب سے اس نے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر میز پر رکھ دیں۔ وہ پہلے ہی ہر طرح سے تیار ہو کر آیا تھا کیونکہ وہ بہرحال ناصر کو صحیح سلامت واپس اس کے گھر پہنچانا چاہتا تھا۔ دھرم داس نے جھپٹ کر گڈیاں اٹھائیں۔ نوٹوں کو چیک کیا اور پھر مسکراتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم یہیں رکو۔ میں یہ رقم رکھ آؤں''...... دھرم داس نے کہا اور واپس چلا گیا۔

''ایک لاکھ میرا کمیشن بھی دے دیں''...... سردار کرتار سنگھ نے کہا تو صفدر نے خاموشی سے جیب سے ایک اور گڈی نکال کر سردار کرتار سنگھ کو دے دی۔

''آپ واقعی کمال کے آدمی ہیں جناب کہ وعدہ پورا کرنے کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں''...... سردار کرتار سنگھ نے کہا۔

''میں واقعی ایسا ہی آدمی ہوں۔ ویسے یہ باقی کے نوٹ بھی آپ کے ہو سکتے ہیں اگر آپ میری ایک بات مان لیں''۔ صفدر نے جیب سے ایک اور گڈی نکال کر اس کے سامنے لہراتے ہوئے کہا تو سردار کرتار سنگھ چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... سردار کرتار سنگھ نے چونک کر کہا۔ گڈی دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی وہ ایسی نظروں سے گڈی کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ اس سے گڈی چھین لے۔

''آپ رات تک مال سمیت دھرم داس کو یہاں روک لیں۔ میں اس کے سارے مال کا سودا کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں سے اپنی خرچ کی ہوئی رقم نکال سکوں۔ آپ کا کمیشن بھی اسی شرح سے ہو گا اور یہ گڈی بھی رکھ لو''...... صفدر نے کہا۔

''مگر دھرم داس تو آپ کو مال فروخت نہیں کرے گا۔ اس نے پیارے لال کو سپلائی دینی ہے''...... سردار کرتار سنگھ نے کہا۔

''اسے میں خود راضی کر لوں گا''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے رات بارہ بجے تک کی گارنٹی میں دیتا ہوں۔ اس کے بعد کی نہیں''...... سردار کرتار سنگھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن یہ بات آپ کے اور میرے درمیان رہے گی''...... صفدر نے کہا اور سردار کرتار سنگھ نے اثبات میں سر ہلایا تو صفدر نے ایک لاکھ روپے کی گڈی اسے دے دی اور اس نے جلدی سے گڈی کو اپنی چادر کے نیچے چھپایا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دھرم داس واپس آیا۔

''ارے سردار کرتار سنگھ کہاں چلا گیا''...... دھرم داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پتہ نہیں، ابھی اٹھ کر گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ۔ میں آپ کا مال آپ کے حوالے کر دوں''...... دھرم داس نے کہا تو صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک طرف بنے ہوئے زیر زمین بڑے ہال نما کمرے میں

پہنچے۔ جہاں واقعی پچاس نو عمر لڑکے اور بیس کے قریب نوجوان مقامی لڑکیاں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں شاید بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے۔ وہاں دو مسلح افراد بھی موجود تھے۔

''یہ ہے جناب وہ لڑکا''...... دھرم داس نے ایک طرف کونے میں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ اس لڑکے اور آمنہ کی شکل میں بے حد مشابہت تھی۔

''اب اسے ہوش میں لاؤ تاکہ میں اسے ساتھ لے جاؤں''۔ صفدر نے کہا۔

''ارے نہیں یہ تو چیخنا چلانا شروع کر دے گا۔ آپ اسے اٹھا کر لے جائیں''...... دھرم داس نے کہا۔

''میں نے اسے کمپنی سے کرائے پر لئے ہوئے ہیلی کاپٹر پر لے جانا ہے اس حالت میں تو وہ ہمیں سیدھا تھانے پہنچا دیں گے۔ تم اسے ہوش میں لے آؤ میں اسے خود ہی سنبھال لوں گا''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ میں اسے اٹھا کر بھجواتا ہوں۔ باہر ہی اسے انجکشن لگائیں گے''...... دھرم داس نے کہا اور پھر اس نے ایک آدمی سے کہا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر ناصر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔ ایک اور کمرے میں لے

جا کر ناصر کو فرش پر لٹا دیا گیا اور پھر دھرم داس کے کہنے پر اس آدمی نے جیب سے ایک سرنج نکالی اور اس کی سوئی پر موجود کیپ ہٹا کر اس نے ناصر کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔

''آپ جائیں۔ مجھے اسے سنبھالنا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو دھرم داس اور اس کا آدمی باہر چلے گئے۔ صفدر نے آگے بڑھ کر ناصر کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر اس نے ہلکی سی چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے وہ یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا لیکن خوف سے اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا۔

''ناصر بھائی۔ تم بے فکر رہو۔ میں تمہارا بڑا بھائی ہوں۔ میرا نام ماجد ہے اور مجھے تمہاری بڑی بہن آمنہ نے بھیجا ہے۔ میں تمہیں یہاں سے واپس لے جا کر تمہارے گھر پہنچانے آیا ہوں''۔ صفدر نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ تم کون ہو۔ میں تمہیں نہیں جانتا''...... ناصر نے خوف سے سمٹتے ہوئے کہا۔

''مجھے آمنہ نے ساری تفصیل بتا دی ہے وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں تاکہ تمہاری تسلی ہو جائے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے آمنہ کے اس تک پہنچنے اور اس سے ہونے والی ساری گفتگو دوہرا دی اور آمنہ نے اپنے گھر کو جو پتہ بتایا تھا وہ بھی بتا دیا۔

''اوہ اوہ کیا واقعی۔ کیا تم واقعی بھائی ہو''...... ناصر نے اس بار

قدرے مطمئن لہجے میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا تو ناصر کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''میں کہاں ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے''...... ناصر نے کہا تو صفدر نے اسے یہاں تک پہنچنے اور اسے واپس حاصل کرنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ اوہ آپ نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اتنی بڑی رقم دی ہے میرے لئے۔مم۔مم مگر......'' ناصر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ میرے لئے معمولی رقم ہے۔ مجھے خوشی صرف اس بات کی ہے کہ تم ان درندوں سے بچ گئے ہو۔ آؤ اب چلیں اور ہاں ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے سامنے تم نے ایسی کوئی بات نہیں کرنی ورنہ وہ تھانے میں اطلاع دے دے گا اور پھر مسئلہ کھڑا ہو جائے گا''۔ صفدر نے کہا تو ناصر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر صفدر ناصر کو ساتھ لئے کمرے سے باہر آ گیا۔

''معاملہ سنبھل گیا''...... دھرم داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں تمہارا شکریہ۔ سردار کرتار سنگھ صاحب کو بھی میری طرف سے شکریہ کہہ دینا''...... صفدر نے کہا اور پھر برآمدے سے اتر کر وہ حویلی کراس کر کے باہر آ گیا۔ ناصر خوفزدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا اور سمٹ کر صفدر کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے کپڑے مسلے ہوئے تھے۔ پھر وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

''چلو عبدالجبار واپس''...... صفدر نے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ

نے اثبات میں سر ہلایا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا پھر ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ہیلی کاپٹر واپس کمپنی کے احاطے میں بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر گیا تو صفدر ناصر کو لے کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے خالی ٹیکسی مل گئی اور اس نے اسے پتہ بتا دیا اور ناصر کو عقبی سیٹ پر بیٹھا کر وہ خود فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ امامیہ کالونی کے قریب انہوں نے ٹیکسی چھوڑی اور ناصر اس کی رہنمائی کرتا ہوا اپنے مکان تک پہنچ گیا۔ وہاں گلی میں سب ناصر کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آمنہ بھی گلی میں تھی اسے شاید پہلے ہی اطلاع مل گئی تھی اور وہ بھی گھر سے باہر آ گئی تھی۔ ناصر بھائی کو دیکھ کر روتی ہوئی اس سے چمٹ گئی۔

''چھوٹے بھائی کو سنبھالو آمنہ۔ میں پھر آؤں گا۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ بیٹھیں تو سہی''...... آمنہ نے کہا۔

''ابھی نہیں۔ میں پھر آؤں گا۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی''...... صفدر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ باہر سڑک پر پہنچ کر اس نے ایک بار پھر ٹیکسی لی اور سیدھا عمران کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ عمران اسے اس طرح اچانک دیکھ کر حیران رہ گیا اور صفدر نے اسے صبح سے اب تک کی ساری روئیداد بتا دی۔

''اوہ ویری گڈ صفدر۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا''...... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''وہاں اب بھی انچاس لڑکے اور بیس کے قریب لڑکیاں موجود ہیں عمران صاحب۔ ہم نے انہیں بھی رہا کرانا ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا کیا جائے۔ میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''فور سٹارز کو کہنا پڑے گا ورنہ پولیس نے پہلے انہیں اطلاع دے دینی ہے اور وہ غائب ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور صدیقی کو کال کر کے اس نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''آپ صفدر کو میرے پاس بھیج دیں۔ میں باقی سٹارز کو بھی کال کر لیتا ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''میں خود بھی ساتھ آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کی ضرورت نہیں عمران صاحب۔ ہم صفدر کے ساتھ گاہک بن کر جائیں گے اور پھر کارروائی کریں گے۔ آپ بے فکر رہیں''...... صدیقی نے کہا اور عمران نے صفدر کو صدیقی کے پاس پہنچنے کا کہہ دیا اور صفدر سر ہلاتا ہوا سلام کر کے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ صدیقی اور اس کے ساتھی وہاں مؤثر کارروائی کریں گے اور اب ان ہیومن ٹریفک میں ملوث افراد اور اسمگلروں کو بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ مل سکے گی۔

عمران اپنے فلیٹ میں سٹنگ روم میں بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''سلیمان۔ سلیمان''...... عمران نے فون کا رسیور اٹھانے کی بجائے اونچی آواز میں سلیمان کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ چند ہی لمحوں میں سلیمان دروازے پر نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔

''میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ جب میں اخبار پڑھ رہا ہوتا ہوں تو بار بار ڈسٹرب کرنے والی نامعقولات چیزوں کو اٹھا کر لے جایا کرو''...... عمران نے کہا۔

''میں اس وقت ناشتہ کر رہا ہوں اور یہ ناشتہ میں نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے اس لئے یہ ناشتہ نامعقولات میں نہیں بلکہ معقولات میں شمار ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں مصروف ہوں اور جب میں ناشتے میں مصروف ہوتا ہوں تو پھر مجھے آپ کی آواز بھی

گراں گزرتی ہے بلکہ دخل در ناشتہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے جب میں ناشتہ کر رہا ہوتا ہوں تو آپ مجھے آواز دینے سے پرہیز ہی کیا کریں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم خواہ مخواہ فلسفہ بھگارنا شروع ہو گئے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ جیسے بے عقل کے لئے فلسفہ بھگارنا ضروری ہوتا ہے تاکہ آپ کو کچھ تو عقل آئے کہ ناشتے کے وقت بے جا کسی کو پکارا نہیں کرتے''...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

''اب تم فون اٹھا کر سنتے ہو یا اسے اٹھا کر میں تمہارے سر پر مار دوں''...... عمران نے کہا۔

''شاید اخبار پڑھ کر آپ کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اسی لئے آپ ایسی الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اخبار کا طبیعت خراب ہونے سے کیا تعلق''۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ کسی کے بچے کو خراب کرنا ہو تو اسے اپنی جیب سے پیسے دینا شروع کر دو۔ نوجوان کو بگاڑنا ہو تو اسے عشق کا روگ لگا دو اور آپ جیسے انسان کی طبیعت خراب کرانی ہو تو اخبار سامنے رکھ دو۔ اخبار میں قتل و غارت، سیاسی بیانات،

سیاست دانوں کی دشنام طرازیاں اور ملکی بحرانوں کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی مایوس کن باتیں ہوتی ہیں جنہیں پڑھ کر اچھا بھلا صحت مند انسان بیمار ہو جاتا ہے اور اسے اپنا مستقبل تاریک دکھائی دینا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اخبار پڑھنے والا انتہائی ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کی بیماری کا سبب بنتا ہے۔ آپ بھی جس طرح سے چڑے ہوئے ہیں اس سے مجھے یہی اندازہ ہو رہا ہے۔ مایوسانہ خبریں پڑھ کر آپ بھی ڈپریشن کا شکار ہو گئے ہیں اور آپ کا بلڈ پریشر بھی ہائی ہو گیا ہے۔ فشار خون آپ کے دماغ تک پہنچ گیا ہے جس کی وجہ سے آپ جھنجھلائے ہوئے ہیں اور اسی جھنجھلاہٹ میں خود فون سننے کی بجائے چیخ چیخ کر مجھے آوازیں دے رہے تھے''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

''یہ تو خیر تم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ واقعی کسی صحت مند آدمی کو بیمار کرنا ہو یا اسے ذہنی خلفشار کا شکار کرنا ہو تو اس کے ہاتھ میں یا تو اخبار تھما دو یا پھر اسے پاکیشیائی اور کافرستانی نیوز چینلز کے سامنے بٹھا دو۔ ایسی ایسی خبریں ہوتی ہیں جنہیں دیکھ کر، سن کر اور پڑھ کر اچھا بھلا آدمی مایوس، دکھی، فکر مند اور بیمار ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ بیمار ہونا چھوڑیں اور فون کا ریسیور اٹھا لیں۔ ایسا نہ ہو کہ فون کرنے والا ریسیور کان سے لگائے اس انتظار میں بیمار ہو

جائے کہ آپ اس کا فون کب اٹھائیں گے۔ سوچ اور انتظار بھی مختلف بیماریوں میں مبتلا کرنے کا سبب بن جاتا ہے''...... سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''بہت بہتر محترم مہا فلسفی صاحب۔ میں سن لیتا ہوں فون۔ آپ جا کر ناشتہ کریں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ یہ ہوئی نا بات''...... سلیمان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے نکل گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس۔ علی عمران۔ ایم ایس سی، ڈی ایس سی، (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا لیکن شاید دوسری طرف سے فون کرنے والا تھک گیا تھا اس نے عمران کے فون اٹھانے سے ایک لمحہ قبل کال ڈسکنکٹ کر دی تھی۔

''حیرت ہے۔ فون پر تو کوئی نہیں۔ شاید میرے کان بجے ہوں گے۔ کسی نے کال بیل بجائی ہو گی اور میں فون کی گھنٹی سمجھا ہوں گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''سلیمان۔ جناب۔ آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے اونچی آواز میں ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

''اب کیا ہوا۔ صبح صبح کس نے آپ کے سر پر ہتھوڑا مار دیا

ہے''...... سلیمان نے ایک بار پھر دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

''ہتھوڑا۔ ہاں۔ میرے سر پر ہتھوڑا ہی مارا گیا ہے۔ آگے آؤ اور میری طرف غور سے دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ میں کیسا نظر آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیسا نظر آ رہا ہوں۔ کیا مطلب۔ آپ جیسے ہیں ویسے ہی نظر آ رہے ہیں اس میں غور سے دیکھنے والی کون سی بات ہے''۔ سلیمان نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں بوڑھا ہوں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں یا بتا رہے ہیں''...... سلیمان نے اس بار مسکرا کر کہا۔

''پوچھ رہا ہوں احمق۔ بتاؤ۔ کیا میں تمہیں بوڑھا نظر آ رہا ہوں''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''بوڑھے نظر تو نہیں آ رہے لیکن آپ کی خوراک بوڑھوں والی ضرور ہو گئی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''بوڑھوں والی خوراک۔ کیا مطلب ہوا اس کا''...... عمران نے آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

''آپ ایک کپ چائے۔ دو سوکھے سڑے توس کھاتے ہیں وہ بھی چائے میں ڈبو ڈبو کر اور ایک ابلا ہوا انڈہ کھاتے ہیں۔ ابلا ہوا انڈا اور پھر توس چائے میں ڈبو ڈبو کر بوڑھے ہی کھاتے ہیں جن

کے دانت نہیں ہوتے''...... سلیمان نے کہا۔

''لیکن میرے دانت تو ہیں۔ پورے بتیس کے بتیس''...... عمران نے منہ کھول کر اسے دانت دکھاتے ہوئے کہا۔

''ایک جانور ہے جس کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ آپ کے کھانے کے دانت تو دکھائی نہیں دے رہے لیکن دکھانے والے دانت ضرور ہے اور دکھانے والے دانت ظاہر ہے نقلی ہی ہو سکتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں نے نقلی بتیسی لگا رکھی ہے اور کیا کہا تم نے جانور کے دانت۔ میں تمہیں جانور دکھائی دیتا ہوں کیا اور وہ بھی ہاتھی''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''آپ بھی تو جانور ہی ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''جانور اور میں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو احمق۔ جانور جانور ہوتا ہے اور انسان انسان۔ تم مجھ جیسے بھلے، شریف اور نیک دل انسان کو جانور کیسے کہہ سکتے ہو۔ بولو۔ جواب دو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''انسان شریف ہو، نیک دل یا پھر ظالم، میرے نزدیک وہ بہرحال جانور ہی ہے اور انسان جانور نہ ہو تو وہ زندہ کیسے رہ سکتا ہے اسے تو مردہ ہی کہنا پڑے گا''...... سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''تم پھر فلسفہ بھگارنا شروع ہو گئے ہو''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

''اب فلسفہ بھگارے بغیر آپ کی عقل شریف میں کچھ نہ آئے تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... سلیمان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ ہائیں۔ کیا مطلب۔ کیا میری عقل شریف اتنی ہی خراب ہے کہ بغیر فلسفے کے میں کچھ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ بولو''...... عمران نے پہلے بے خیالی میں اقرار کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ چونک کر سلیمان کو غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

''خراب ہی ہے تو کہہ رہا ہوں۔ عقل شریف ہوتی تو آپ میرے جانور کہنے پر اس طرح نہ بھڑکتے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خوب۔ تم کسی شریف آدمی کو جانور کہو گے تو وہ تم پر بھڑکے بھی نہ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر میں ثابت کر دوں کہ آپ جانور ہیں تو''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا''...... عمران نے دیدے گھما کر کہا۔

''تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''میں سینگ مار کر تمہارا پیٹ پھاڑ دوں گا اور تمہیں اٹھا کر فلیٹ سے باہر پھینک دوں گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ کیسا انعام ہے''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے جانور کہو گے اور جانور ثابت بھی کر دو گے تو کیا میں تمہیں آسانی سے چھوڑ دوں گا ناخلف۔ نانجار باورچی''...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر ایسا انعام آپ کو ہی مبارک ہو۔ میں باز آیا ایسے انعام سے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس جانے کے لئے پلٹا۔

''اب جا کہاں رہے ہو جاہل باورچی''...... عمران نے اسے جاتے دیکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

''آپ کے لئے ناشتہ لینے''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں چاہئے مجھے تمہارا لغویات سے بھرا ناشتہ۔ میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں۔ ان کے پاس جا کر میں شاندار قسم کا ناشتہ کروں گا۔ سوکھا سڑا اور باسی ناشتہ تم ہی کرو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے تو آپ کے لئے قیمے بھرے ترتراتے ہوئے پراٹھے بنائے تھے۔ آملیٹ کے علاوہ جام، جیلی، مارملیٹ، مکھن اور خالص دہی کی لسی کا بڑا سا گلاس۔ آپ جا کر سر سلطان کے ہاں شاندار ناشتہ کریں۔ میں اسی سوکھے سڑے ناشتے سے کام چلا لیتا ہوں''...... سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ ایسا ناشتہ تو قسمت والوں کو ملتا ہے اور تم اسے الٹا سڑا ناشتہ کہہ رہے ہو''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''اب آپ کی قسمت ہی خراب ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں''۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اتنی جلدی تم نے اتنا تگڑا ناشتہ بنا بھی لیا۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تم خود ناشتہ کر رہے ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کر رہا تھا۔ آپ کے بڑھاپے کا سن کر میرے دل میں آپ کے لئے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے ناشتے کا کچھ حصہ آپ کو دے دیا جائے کیونکہ بوڑھوں کی دل سی نکلی ہوئی دعائیں سیدھی آسمان تک پہنچتی ہیں''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ خود، اوہ سوری از فلیٹ سوپر فیاض جو بڑا ہے بے فیض اور کرتا نہیں کسی کا لحاظ''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ارے ہاں، کیا ہوا ان لڑکوں اور لڑکیوں کا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔ وہاں ہم نے اسمگلر دھرم داس اور

اس سردار کرتار سنگھ سمیت سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان لڑکوں او
لڑکیوں کو ایک بڑی ویگن میں بیٹھا کر واپس لے آئے ہیں۔ میر
نے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کو فون کر کے فور سٹارز کے چیف کی
حیثیت سے ساری بات بتائی تو سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب بے حد
خوش ہوئے۔ انہوں نے لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنی تحویل میں لے کر
پولیس سے بات کی اور پھر پولیس کے ذریعے ان لڑکوں اور لڑکیوں
کو ان کے والدین تک پہنچا دیا گیا۔ میں ابھی فارغ ہوا ہوں تو
میں نے سوچا کہ آپ کو کال کر کے بتا دوں''...... صدیقی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے واہ پھر تو میرا بھی سکوپ بن گیا۔ صفدر کہاں ہے اس
نے مجھ سے رابطہ ہی نہیں کیا اور میں نے ٹائیگر کو بھی بھیجا تھا۔
کہاں ہیں وہ دونوں''...... عمران نے کہا۔

''وہ ہمارے ساتھ ہی تھے عمران صاحب۔ ابھی ابھی واپس گئے
ہیں''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ میں بعد میں خود ہی ان سے رابطہ کر لوں گا۔
تم سناؤ کوئی اور نئی بات''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ ڈائی جن مشن کے بارے میں کچھ جانتے ہیں''۔
صدیقی نے پوچھا۔

''ڈائی جن مشن۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تو یہ آپ کے لئے بھی نیا نام ہے''...... صدیقی نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم یہ نام کیسے جانتے ہو اور کیا مطلب ہے اس
کا''...... عمران نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب اس دھرم داس کی تلاشی کے دوران اس کے
بیگ سے ایک ایسا کارڈ مجھے ملا ہے جسے دیکھ کر میں حقیقتاً چونک پڑا
ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''کس کا کارڈ ہے''...... عمران نے بھی چونک کر پوچھا۔

''کافرستان کے وزیر داخلہ کے پرسنل سیکرٹری کا ہے لیکن اس
کے پیچھے ڈائی جن مشن کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں''۔ صدیقی نے
کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ پرسنل سیکرٹری بھی اس دھندے میں
ملوث ہے لیکن اس میں عجیب بات کون سی ہے''...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ سمجھ نہیں رہے۔ میں اس ڈائی جن مشن کے بارے میں
کہہ رہا ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا نام ہے اس پرسنل سیکرٹری کا''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا نام ہیرات ناتھ ہے''...... صدیقی نے بتایا۔

''لیکن ایک عام سے اسمگلر کے پاس موجود کارڈ پر اگر ڈائی جن
مشن لکھا ہوا ملا ہے تو اس کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔ شاید بچوں اور
عورتوں کی سمگلنگ کا کوئی مشن ہو گا۔ تم یہ بتاؤ کہ اس سمگلنگ کے

سلسلے میں تم نے مزید کیا کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب، فور سٹارز نے اس پر کام شروع کر دیا ہے اور اس سارے سلسلے کو چیک کر کے اس خوفناک برائی کو انشاء اللہ جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ میں نے تو اسی لئے آپ سے کارڈ کے بارے میں بات کی ہے کہ شاید آپ اس بارے میں کچھ جانتے ہوں''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ بہرحال۔ ٹھیک ہے میں چیف کو بتانے سے پہلے اپنے طور پر ناٹران سے بات کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو چیک کرے ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی معلومات مل جائیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی اہم بات سامنے آ جائے۔ شکریہ''...... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''تمہیں اپنا نام ناٹران کی جگہ نیوٹران رکھ لینا چاہئے''۔ عمران کی زباں رواں ہو گئی۔

''وہ کیوں''...... ناٹران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کم از کم ٹران تو نیو ہوتا۔ تم ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ نا لگاتے

ہو اور اگر تم مرد کی بجائے عورت ہوتے تو ہر بات میں تم نا ہی کرتے ہاں کرنا تو بھول ہی جاتے''...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ اگر کہیں تو میں ہاں ٹران نام رکھ لوں''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے یہ غضب نہ کرنا ورنہ تین بار اپنا نام بتاتے ہی تم نکاح کے دائرے میں آ جاؤ گے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تو پھر آپ ہی بتا دیں کہ میں نام میں کیا تبدیلی کروں''۔ ناٹران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

''یہ تو کسی نجومی یا جوتشی سے ہی پوچھنا پڑے گا اور کافرستان ویسے ہی نجومیوں اور جوتشیوں سے بھرا ہوا ہے۔ فی الحال تم یہ بات کافرستان کے وزیر داخلہ کے پرسنل سیکرٹری ہیرات ناتھ سے پوچھ سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''کیا، کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ اوہ اوہ یہ تو آپ شاید کوئی خاص اشارہ کر رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''فور سٹارز کو نو عمر بچوں اور عورتوں کے ایک کافرستانی اسمگلر دھرم داس سے ایک کارڈ ملا ہے۔ یہ کارڈ اس ہیرات ناتھ کا ہے۔ اس کارڈ کی پشت پر ڈائی جن مشن کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اب

یہ تم نے معلوم کرنا ہے کہ یہ مشن بچوں اور عورتوں کی خرید و فروخت
کا سلسلہ ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے“...... عمران نے کہا۔
”ڈائی جن مشن۔ عجیب سا نام ہے۔ کیا یہ ٹائپ شدہ ہے
ہاتھ سے لکھا ہوا ہے“...... ناٹران نے پوچھا۔
”ہاتھ سے لکھا ہوا ہے“...... عمران نے جواب دیا۔
”ہیرات ناتھ سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ وزیر داخلہ
کا صرف پرسنل سیکرٹری نہیں ہے بلکہ وہ پراسرار کردار کا مالک ہے۔
مجھے اس کے بارے میں اکثر اطلاعات ملی ہیں کہ اس کی ملاقاتیں
کافرستانی بلیک سٹار ایجنسی کے چیف سے ٹاپ رینک آفیسرز کلب
میں اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے کوشش بھی کی کہ شاید کوئی خاص
بات سامنے آجائے لیکن ابھی تک تو ایسا کچھ سامنے نہیں آیا۔ لیکن
اب آپ نے خاص طور پر اس کا نام لیا ہے تو اب میں بھی اس
کے بارے میں خصوصی طور معلومات حاصل کروں گا“...... ناٹران
نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”کس طرح معلومات حاصل کرو گے۔ کیا اسے اغوا کر کے اس
پر تشدد کرو گے“...... عمران نے پوچھا۔
”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہیرات ناتھ کی ایک
عورت سے بڑی گہری دوستی ہے۔ وہ ایک نائٹ کلب میں رقاصہ
ہے۔ انتہائی خوبصورت لڑکی ہے جسے وہ بے حد پسند کرتا ہے۔ اس
عورت کو بھاری رقم دے کر اس سے ہیرات ناتھ کے بارے میں

معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ بات مجھے معلوم ہے کہ
ہیرات ناتھ اور یہ رقاصہ سی ایکس نامی مخصوص شراب پینے پلانے
کے بڑے شوقین ہیں اور یہ شراب جب ذہن پر چڑھ جائے تو پھر
لاشعور بھی سامنے آجاتا ہے“...... ناٹران نے کہا۔
”کیا یہ عورت۔ میرا مطلب ہے کہ رقاصہ اس قابل ہے کہ
ایسے معاملات کو سمجھ سکے“...... عمران نے کہا۔
”جی ہاں وہ بہت تیز عورت ہے اور وہ صرف دولت پر مرتی
ہے۔ پہلے بھی اس کے ذریعے ہم نے کافی قیمتی معلومات اس
ہیرات ناتھ کے بارے میں حاصل کرائی ہیں“...... ناٹران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوکے۔ پھر ٹھیک ہے۔ اس بارے میں معلوم کر کے فوراً مجھے
رپورٹ دو“...... عمران نے کہا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر اس نے رسیور
رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔
”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی
آواز سنائی دی۔
”ٹائیگر ہو تو کیوں بھول جاتے ہو کہ ٹائیگر بولا نہیں کرتے
دھاڑا کرتے ہیں۔ کتنی بار سمجھاؤں تمہیں“...... عمران نے کہا۔

''اگر استاد ہنٹر والا ہو تو اس کے سامنے ٹائیگر ہی نہیں لائن بھی دھاڑنا تو ایک طرف منہ کھولنا بھی بھول جاتے ہیں باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تم نے چونکہ خوبصورت جواب دیا ہے اس لئے اب میری طرف سے اجازت ہے بولنے کی بجائے بے شک دھاڑو، چنگھاڑو''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''باس۔ دھرم داس کے ایک ساتھی جگی کی جیب سے کافرستانی بلیک سٹار ایجنسی کا خصوصی کارڈ مجھے ملا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ گروپ صرف بچوں اور عورتوں کی سمگلنگ میں ملوث نہیں ہے بلکہ یہ یہاں پاکیشیا میں کسی خاص مشن پر آئے تھے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ یہ تم نے واقعی اہم بات کی ہے۔ اس سے پہلے صدیقی نے مجھے بتایا ہے کہ اس دھرم داس سے کافرستانی وزیر داخلہ کے پرسنل سیکرٹری ہیرات ناتھ کا کارڈ ملا ہے جس کی پشت پر ڈائی جن مشن کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں اور اب تم نے یہ بات بتائی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سمگلنگ کی آڑ میں یہاں وہ کوئی اہم مشن مکمل کرنے آئے تھے۔ کیا یہ سب لوگ ہلاک ہو چکے ہیں یا ان میں سے کوئی زندہ بھی ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایک آدمی زندہ سوپر فیاض کے حوالے کیا گیا تھا کیونکہ وہ ان کا ملازم تھا اور ہم نے اسے اس لئے زندہ رکھا تا کہ اس سے بچوں اور عورتوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکیں''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اس کا کیا نام ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے اپنا نام دلیر سنگھ بتایا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے میں چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس نے پھر کریڈل دبا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو''۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے''...... فیاض نے عمران کی آواز سن کر قدرے سخت سے لہجے میں کہا۔

''فور سٹارز کے چیف نے اپنی شادی کی خوشی میں شاید تمہیں بریانی کی پوری دیگ مجھ سے پوچھے بغیر دے دی ہے جبکہ میں نے مدت سے بریانی ہی نہیں کھائی بلکہ میں تو اس کا ذائقہ تک بھول گیا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ سرکاری معاملات ہیں اور تم غیر متعلقہ آدمی ہو۔ اس لئے محتاط رہا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کارِ سرکار میں بے جا مداخلت پر تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑ جائیں''...... سوپر فیاض نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں فور سٹارز کے چیف کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ڈیڈی کو مکمل تفصیلی رپورٹ بھجوا دے''...... عمران نے ترپ کا پتہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

''کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ فور سٹارز کے چیف سے کیا تعلق ہے تمہارا۔ تم کیسے جانتے ہو اسے۔ بولو۔ جواب دو''...... سوپر فیاض نے کہا اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی ایک ہی بات پر چوکڑی بھول گیا ہے۔ ظاہر ہے اس نے یہ سب کچھ اپنی کارکردگی کے طور پر سر عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کیا ہو گا اور اب اگر واقعی سر عبدالرحمٰن کو چیف آف فور سٹارز کی رپورٹ مل گئی تو پھر سوپر فیاض کا جو حشر ہونا تھا وہ عمران بھی جانتا تھا۔

''فور سٹارز کے چیف سے یہ سمجھ لو کہ میرا ایسا ہی تعلق ہے جیسا تم جیسے کسی سرکاری افسر سے ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو''...... سوپر فیاض اس حد تک بوکھلا گیا کہ اس سے کوئی جواب ہی نہ بن پا رہا تھا۔

''تمہیں میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے کہ ہاتھی سے گنے

چھیننے کی کوشش نہ کیا کرو لیکن تم باز نہیں آتے۔ میں تمہیں اپنا دوست سمجھ کر تمہارے بھلے کے لئے ایکسٹو سے کہتا رہتا ہوں کہ وہ تمہیں پروجیکٹ کرتے رہا کریں اور فور سٹارز کے چیف سے بھی میں نے منت کی تھی کہ وہ میرے دوست سوپر فیاض کی مدد کیا کریں اور تم الٹا مجھے ہی آنکھیں دکھانے لگ گئے ہو۔ کتنی بری بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ یہ بات نہیں۔ ہاں ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم میرے دوست ہو، بھائی ہو۔ وہ دراصل میں ایک فائل میں الجھا ہوا تھا۔ اس لئے میں سمجھ نہیں سکا تھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ آئی ایم سوری تم بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا وہ اب پوری طرح مطیع ہو چکا تھا۔

''چھوڑو اب۔ میں تو غریب آدمی ہوں اور تم کارِ سرکار میں بے جا مداخلت کرنے کے الزام میں میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال سکتے ہو اور مجھے ہتھکڑیوں کا نام سنتے ہی پسینہ آ جاتا ہے''۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے اب عمران ماش کے آٹے کی طرح اکڑ گیا تھا۔

''ارے ارے میں نے سوری کہہ دیا ہے۔ ایک بار پھر سوری کہتا ہوں۔ بس جھلاہٹ میں منہ سے بات نکل گئی۔ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ تم میرے دوست ہو، بھائی ہو اور میں تم سے ایسی بات کروں۔ بس غلطی سے منہ سے ایسی بات نکل گئی''...... سوپر فیاض

نے کہا وہ اب معافیوں اور منتوں پر اتر آیا تھا۔

"میں نے تو تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ تمہارے سینے
ایک اور تمغہ لگوا دوں۔ لیکن اب کیا کروں تم جب چھوٹی چھوٹی
کلیوں پر ہی اکڑ جاتے ہو تو رنگ برنگے اور خوشبو دار پھول اب
کسی اور کو دینے پڑیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ بات نہیں۔ کیا مسئلہ ہے تم مجھے بتاؤ۔ پلیز عمران
پلیز"...... سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو آدمی بچوں اور عورتوں کی سمگلنگ کے سلسلے میں گرفتار ہوا
ہے وہ اب کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"لاک اپ میں ہے۔ اس سے تفتیش ہو رہی ہے۔ کل اسے
عدالت میں پیش کیا جانا ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ سوپر
فیاض نے کہا۔

"اس کا نام دلیر سنگھ ہے اور وہ ملازم ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن بات کیا ہے۔ بتاؤ مجھے"...... سوپر فیاض نے
چونک کر کہا۔

"ملازم ہے تو ظاہر ہے ملازمت ہی کرتا ہو گا۔ سنا ہے کہ وہ
ماہر باورچی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سلیمان کی جگہ اسے ہی اپنے
پاس رکھ لوں سنا ہے وہ سلیمان سے اچھی دالیں بگھار لیتا ہے۔
خاص طور پر ماش کی دال، تم ایسا کرو کہ میری اس سے ملاقات کرا
دو تا کہ میں جلد سے جلد تمہارے لئے ایک اور بڑے تمغہ حسن

کارکردگی کا بندوبست خیال ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ یہی سوچ رہا

"اوہ اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے تم آ جاؤ فوراً۔ میں بندوبست کر دیتا
ہوں۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جلدی آؤ پلیز"...... سوپر فیاض
نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے وہ فلیٹ میں اکیلا تھا۔ لباس
تبدیل کر کے اس نے فلیٹ لاک کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی
کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے کار
پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر سیدھا سوپر فیاض کے آفس کی
طرف بڑھ گیا۔ باہر موجود چپڑاسی نے اسے بڑے مؤدبانہ انداز
میں سلام کیا۔

"صاحب نے آپ کے آنے سے پہلے ہی آپ کے لئے
مشروب لانے کا حکم دے دیا ہے۔ میں لے آتا ہوں"...... چپڑاسی
نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر آگے
بڑھ کر اس نے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔

"آؤ آؤ خوش آمدید۔ خوش آمدید عمران"...... سوپر فیاض نے
باقاعدہ کرسی سے اٹھ کر عمران استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ آگے بڑھ کر عمران کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا دینا
چاہتا ہو لیکن سرکاری یونیفارم اور سرکاری آفس میں ہونے وجہ سے

ایسا نہ کر پا رہا ہو۔ منتوں پر اتر آیا

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ ... لئے فون کیا ... شاید سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں ہفتہ خوش اخلاقی منایا جا رہا ہے۔ بہرحال سرکاری افسروں کو عوام سے ایسے ہی پیش آنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنا لہجہ بھی نرم کرنا ہو گا۔ تم تو ایسے لہجے میں مجھے خوش آمدید کہہ رہے ہو جیسے جیل کا سپرنٹنڈنٹ کسی قیدی کو خوش آمدید کہنے پر مجبور ہو گیا ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ مم مم، میں انتہائی خلوص سے کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو انتہائی خلوص سے کہہ رہا ہوں"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پردہ ہٹا اور چپڑاسی مشروب کی دو بوتلیں اٹھائے اندر داخل ہوا تو سوپر فیاض اپنی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ عمران نے بھی کرسی سنبھال لی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا کیا ہے اس ملازم نے۔ کیا وہ کوئی بہت خاص آدمی ہے"...... چپڑاسی کے باہر جاتے ہی سوپر فیاض نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو اس سے معلوم کرنی ہے۔ اب میں نجومی تو ہوں نہیں کہ زائچہ بنایا اور بڑے بڑے مجرم اپنے جرائم کا اعتراف کرنے کے لئے میرے سامنے پیش ہو جائیں اور میں انہیں پکڑ کر تمہاری خدمت میں مفت پیش کر دوں"...... عمران نے بوتل اٹھاتے

ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ تم آخر اب تک اپنی مخصوص بھرویں کیوں نہیں الاپ رہے ہو۔ اب آ گئے ہو نا اپنی اصلیت پر"...... یکلخت سوپر فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ مم مم، میں نے کیا کیا ہے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے کہا۔

"یہ مفت کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے تم نے۔ بولو۔ جواب دو"...... سوپر فیاض نے غرا کر کہا۔

"ارے بس غلطی سے منہ سے نکل گیا۔ ویسے بھی اب یہ مفت تو نہیں رہا۔ آخر تم مجھے مشروب کی یہ بوتل اپنی سو فیصد حلال کی کمائی میں سے پلوا رہے ہو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم بہت چالاک ہو۔ بات کو فوراً گھما دیتے ہو۔ خیر میں نے اسے علیحدہ انکوائری روم میں بلوا لیا ہے۔ چلو میرے ساتھ اور پوچھو اس سے کیا پوچھنا ہے تم اس سے جو بھی پوچھو گے میرے سامنے ہی پوچھو گے۔ سمجھ گئے تم"...... سوپر فیاض نے جلدی جلدی بوتل حلق میں انڈیل کر اسے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اطمینان سے یہاں بیٹھو۔ ایسا کرو گے تو تمغہ حسن کارکردگی کی بجائے تم نوکری سے ہی ہاتھ دھو بیٹھو گے اور یہ بھی سن لو کہ تم نے وہاں نہیں جانا۔ ورنہ تمہیں دیکھ کر وہ اس قدر

رعب میں آجائے گا کہ جو کچھ اس کے ذہن میں ہو گا وہ بھی بھول جائے گا۔ آئی بات سمجھ میں''...... عمران نے بھی آخری گھونٹ لے کر خالی بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم بعد میں مجھے کچھ نہیں بتاؤ گے۔ اس لئے جو کچھ پوچھنا ہے میرے سامنے ہی پوچھو گے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ارے میں نے کیا کرنا ہے۔ میں کوئی سرکاری آدمی ہوں۔ میں تو صرف تمہاری شہرت کے لئے سب کچھ کرنے آیا ہوں اور اگر تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے تو پھر میں یہیں سے ہی واپس چلا جاتا ہوں۔ مجھے کیا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب میں کیا کہوں۔ اچھا ٹھیک ہے۔ تم وعدہ کرو کہ بعد میں مجھے بتاؤ گے سب کچھ''...... سوپر فیاض نے قدرے بے بس لہجے میں کہا۔

''جو تمہارے کام کی بات ہو گئی وہ ضرور بتاؤں گا۔ وعدے کی ضرورت نہیں''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اٹھ کھڑا ہوا۔

''ہونہہ۔ تم سے جیتنا مشکل ہے۔ آؤ میرے ساتھ''...... سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے ایک طرف ہٹ کر بنے ہوئے بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ یہاں ایک ادھیڑ عمر لیکن مضبوط جثے کا آدمی کھڑا تھا اور وہاں دروازے پر مسلح سپاہی بھی موجود

تھے۔

''کرسیاں لے آؤ اور اس کی ہتھکڑیاں بھی کھول دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے احکامات دینے شروع کر دیئے اور پھر اس کے احکامات کی فوری تعمیل کر دی گئی۔

''ٹھیک ہے اب تم جاؤ''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض سپاہیوں کو باہر آنے کا کہہ کر خود بھی کمرے سے باہر چلا گیا اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

''تمہارا نام دلیر سنگھ ہے اور تم ملازم ہو''...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اس نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے دروازے کی طرف مڑ کر دیکھا اور پھر آگے کی طرف جھک گیا۔

''کیا ڈائی جن مشن مکمل ہو چکا تھا یا ابھی باقی ہے''...... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو دلیر سنگھ اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا، کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... دلیر سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیرات ناتھ سے میری بات ہوئی تھی۔ وہ پوچھ رہے ہیں۔ انہوں نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں بڑی مشکل سے تم تک پہنچا ہوں۔ تمہیں یہاں سے نکلوا لیا جائے گا''...... عمران نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو ہیرات ناتھ کے نام نے واقعی

جیسے کھل جا سم سم کا کردار ادا کیا۔

''اوہ۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا تمہیں واقعی بڑے صاحب نے ہی بھیجا ہے''...... دلیر سنگھ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''وقت مت ضائع کرو۔ کسی بھی لمحے انہیں شک پڑ سکتا ہے اور بڑے صاحب فون پر منتظر ہیں۔ مجھے انہیں جواب بھی دینا ہے''...... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''لیکن وہ تو بڑے صاحب کے پاس پہنچ بھی چکا ہو گا۔ ہریش اسے پہلے ہی لے کر نکل گیا تھا۔ کیا وہ ابھی تک بڑے صاحب تک نہیں پہنچا ہے''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''اگر پہنچ جاتا تو بڑے صاحب کیوں پوچھتے۔ تفصیل بتاؤ تاکہ میں انہیں بتا کر مطمئن کر سکوں۔ وہ بے حد غصے میں ہیں۔ اس لئے تم تفصیل بتاؤ مجھے''...... عمران نے کہا۔

''تفصیل کیا بتاؤں۔ ساری تفصیل کا علم بھی ہریش کو ہی تھا۔ وہی کارٹری ایئر بیس کے ہیڈ کوارٹر گیا تھا۔ وہاں کیپٹن نفیس ہے۔ وہ اپنے بڑے صاحب کے پاس گیا تھا اور اس نے ہی اپنے بڑے صاحب سے ڈائی جن حاصل کر کے ہریش کو دیا تھا۔ ہریش واپس آیا اور فوراً ہی کافرستان روانہ ہو گیا۔ دھرم داس تو لڑکے اور لڑکیاں لے کر بعد میں آیا تھا''...... دلیر سنگھ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں بڑے صاحب کو یہی بات بتا دیتا

ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ جلد ہی تمہیں یہاں سے نکال لیا جائے گا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا جبکہ دلیر سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے دروازے پر جا کر باہر موجود سپاہیوں کو اسے لے جانے کو کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ سوپر فیاض کے آفس میں پہنچ گیا۔

''ہاں کیا ہوا۔ کیا پتہ چلا۔ کچھ بتایا اس نے''...... سوپر فیاض نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

''وہ واقعی عام سا ملازم ہے اور وہیں سرحدی گاؤں میں ہی رہتا ہے۔ باقی سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس لئے کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تم نے معلوم کیا کرنا تھا میرا مطلب ہے تم اس سے کیا پوچھنے آئے تھے''...... سوپر فیاض نے پوچھا۔

''ٹائیگر نے اس کیس کا سراغ لگایا تھا۔ وہ فور سٹارز کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ ایک آدمی نے مرتے وقت لاشعوری انداز میں کسی مشن کی بات کی تھی۔ اس پر میں چونکا کہ لفظ مشن کیوں کہا گیا جبکہ یہ عام سے اسمگلر ہیں۔ میں نے سوچا کہ اس ملازم سے معلوم کروں لیکن یہ بھی چھوٹا سا آدمی ہے اس لئے کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ لٹک سا گیا۔

''ہونہہ۔ بس اتنی سی بات تھی جسے تم نے خواہ مخواہ بتنگڑ بنا دیا
تھا۔ ان اسمگلروں نے بھلا کون سا مشن مکمل کرنا تھا۔ ان کا مشن تو
صرف لڑکے اور لڑکیوں کو اغوا کر کے دولت کمانا ہے اور بس''۔ سوپر
فیاض نے منہ بنا کر کہا تو عمران نے اس سے اجازت لی اور پھر
تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی جا
رہی تھی۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ وہ دانش منزل
کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ
کر کھڑا ہو گیا۔ سلام دعا کے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ''..... رابطہ قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ میری سر سلطان سے بات کراؤ۔
فوراً''..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ بہتر جناب''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز
سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ آپ فوراً معلوم کر کے مجھے دانش
منزل کے فون پر بتائیں کہ کارٹری ایئر بیس ہیڈ کوارٹر میں کیپٹن
نفیس نامی افسر کون ہے اور وہ فوری طور پر کہاں دستیاب ہو سکتا ہے
لیکن خیال رکھیں اس تک بات نہ پہنچے۔ ورنہ وہ غائب بھی ہو سکتا

ہے''..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں تمہیں جلد ہی فون کرتا ہوں''۔
دوسری طرف سے عمران کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے سر سلطان
نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ کافی سنجیدہ ہیں۔ کیا کوئی نیا
کیس شروع ہو گیا ہے''..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے
ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ اس کا مطلب ہے کہ اس بار کافرستان کی بلیک سٹار ایجنسی
نے اسمگلروں کے ساتھ اپنے آدمی بھیج کر پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل
کیا ہے''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں اب یہ صرف عام اسمگلنگ کی بات نہیں رہی''..... عمران
نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر
تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا
کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں ہو گا''..... دوسری طرف
سے سر سلطان کی آواز آئی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ کیا معلوم ہوا ہے''..... عمران نے کہا۔

''کیپٹن نفیس بلیک کرافٹس کے سیکشن کا انچارج ہے اور اس
وقت اپنے آفس میں موجود ہے اور اس کی شہرت بے داغ ہے۔ تم

نے کیوں اس انداز میں اس کے بارے میں معلوم کیا ہے''...... سر
سلطان نے حیرت اور انتہائی مضطرب سے لہجے میں کہا۔
''فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی صرف ایک اطلاع ہے۔
ہو سکتا ہے کہ وہ اطلاع غلط ہو۔ آپ کارٹری ایئر بیس کے ایئر
مارشل سکندر صاحب کو میرے بارے میں بتا دیں۔ باقی بات چیت
میں خود کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔
''میں نے اسی سے تو معلوم کیا ہے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے تم ان
سے مل لو۔ میں انہیں فون کر کے تمہارے بارے میں کہہ دیتا
ہوں''...... سر سلطان نے کہا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور
رکھ دیا۔
''آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا وہ بتا دے گا''...... بلیک زیرو نے
عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
''کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اس سے ملنے پر ہی معلوم ہو گا۔ بہرحال
اس بارے میں معلوم تو کرنا ہی پڑے گا''...... عمران نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی
کار خاصی تیز رفتاری سے کارٹری ایئر بیس کی طرف بڑھی چلی جا
رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی سر
سلطان فون کر دیں گے اور پھر پہلی سے آخری چیک پوسٹ تک
صرف نام بتانے پر اسے آگے جانے کی اجازت دے دی جائے
گی اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈ کوارٹر انچارج ایئر مارشل سکندر

کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار ایکسٹو
کے نمائندہ خصوصی کے طور پر ان سے مل چکا تھا اس لئے وہ اسے
جانتے تھے۔ اس نے اٹھ کر عمران کا استقبال کیا۔
''عمران صاحب۔ کیپٹن نفیس سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ چیف
ایکسٹو نے خصوصی طور پر آپ کو یہاں پر بھیجا ہے''...... ایئر مارشل
سکندر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔
''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چیف کو مختلف قسم کی اطلاعات ملتی
رہتی ہیں جن کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ کیپٹن
نفیس صاحب سے بھی معلومات ہی حاصل کرنی ہیں اور بس''۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''اوہ اچھا میں انہیں کہہ دیتا ہوں''...... ایئر مارشل نے کہا اور
پھر انہوں نے رسیور اٹھا کر پی اے کو کیپٹن نفیس سے بات کرانے
کو کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں
نے رسیور اٹھا لیا۔
''کیپٹن نفیس، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ
خصوصی علی عمران صاحب آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں وہ آپ
سے کسی اطلاع کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے
ہیں۔ آپ نے ان سے تعاون کرنا ہے''...... سکندر نے کہا۔
''مجھے نہیں معلوم کہ مسئلہ کیا ہے لیکن عمران صاحب نے کہا ہے
کہ صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں''...... دوسری طرف سے

بات سن کر ایئر مارشل سکندر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اپنے اردلی کو بلا کر اس سے کہا کہ عمران کو کیپٹن نفیس کے آفس تک چھوڑ آئے اور عمران خاموشی سے اٹھا اور ان کے آفس سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور آفس میں داخل ہوا تو بڑی سی میز کے پیچھے موجود لمبے قد اور بھاری جسم کے مالک کیپٹن نفیس نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات تھے۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے جناب'' ...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ سوری، میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اور میری ڈیوٹی بھی بے حد سخت ہے۔ کیونکہ آپ جیسے محب وطن اور ایماندار افسر سے کچھ پوچھنا میرے لئے امتحان سے کم نہیں ہے لیکن کیا کیا جائے چیف صاحب نادر شاہی احکامات دے دیتے ہیں اس لئے ان کے احکامات کو تو ماننا ہی پڑتا ہے'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن نفیس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے جناب آپ فرمائیں۔ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں'' ...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''وہ آدمی پکڑا گیا ہے جو ڈائی جن مشن کے سلسلے میں آپ سے مل کر گیا تھا'' ...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو

کیپٹن نفیس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ اس قدر تیزی سے مسخ ہوا کہ عمران خود حیران رہ گیا لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

''کیا، کیا مطلب۔ کون آدمی۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ'' ...... کیپٹن نفیس نے بڑی مشکل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا آدمی کا نام ہرلیش ہے'' ...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

''ہرلیش۔ کون ہرلیش۔ مم۔ مم میں تو کسی ہرلیش کو نہیں جانتا اور نہ ہی مجھ سے کوئی آدمی ملا ہے'' ...... کیپٹن نفیس نے رک رک کر کہا۔

''کیپٹن نفیس۔ معاملات بے حد حساس اور خطرناک ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ معمولی سی کوتاہی سے آپ کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے لیکن میں نے درمیان میں پڑ کر اس معاملے کو فی الحال روک دیا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی شہرت بے داغ ہے۔ یقیناً آپ نے کسی انتہائی مجبوری کی بناء پر یہ سب کچھ کیا ہو گا۔ اب بھی میں آپ کو انتہائی خوفناک سزا سے بچا سکتا ہوں اگر آپ کھل کر سب کچھ بتا دیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ نتائج کیا نکل سکتے ہیں'' ...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہے۔

میں کچھ بھی نہیں جانتا''...... اس بار کیپٹن نفیس نے انتہائی سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ دل ہی دل میں کوئی فیصلہ کر چکا ہے۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں چیف کو یہی رپورٹ دے دیتا ہوں۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں بالکل۔ آپ بے شک انہیں رپورٹ دے دیں۔ میں نے آپ سے کوئی غلط بیانی نہیں کی''...... کیپٹن نفیس نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور عمران اس سے مصافحہ کر کے تیزی سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہیڈ کوارٹر سے نکل کر سائیڈ میں موجود ایئر بیس آفیسرز کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ نیوی کے تمام بڑے افسروں کی رہائش گاہیں اسی کالونی میں ہیں۔ کالونی کے آغاز میں چیک پوسٹ تھی لیکن انہوں نے اسے نہ روکا اور عمران کار چلاتا ہوا کالونی میں داخل ہو گیا۔ شاید وہاں چیکنگ رات کو ہوتی تھی کیونکہ وہاں عام کاریں اور جیپیں آ جا رہی تھیں۔

عمران نے کار ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا رہائش گاہوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کیپٹن نفیس اب فرار ہونے کی کوشش کرے گا اور اس کے لئے لازماً پہلے وہ اپنی رہائش گاہ پر آئے گا۔ ویسے اسے وہاں چیکنگ سے یہی معلوم ہو گا

کہ عمران واپس جا چکا ہے اور چونکہ آفس میں وہ اس سے زبردستی کچھ معلوم نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس کی رہائش گاہ میں ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔

تھوڑی سی تلاش کے بعد اس نے کیپٹن نفیس کی کوٹھی تلاش کر لی اور وہ اس کی عقبی طرف پہنچ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ عقبی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا اور پھر عقبی طرف سے ایک کھلی کھڑکی کے ذریعے وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر اس کمرے سے راہداری میں آیا اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ یہ معلوم کر چکا تھا کہ کوٹھی میں کیپٹن نفیس کی فیملی موجود نہیں ہے۔ صرف گارڈ ہیں۔ ایک کمرے میں عمران ایسی جگہ پر پہنچ کر چھپ گیا جہاں سے وہ کیپٹن نفیس کو اندر آتے چیک کر سکتا تھا۔

اس نے کوٹ کی ایک خصوصی جیب سے چھوٹے سائز کی گن نکال لی جس میں بے ہوش کرنے والی گیس کے کیپسول موجود تھے۔ ایسی چیزیں وہ ہنگامی استعمال کے لئے ساتھ رکھتا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کو پھاٹک کے باہر کار کے ہارن کی آواز سنائی دی اور پھر پھاٹک کے ساتھ گارڈ روم میں سے ایک گارڈ نے نکل کر جلدی سے پھاٹک کھول دیا تو سیاہ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ عمران نے دیکھا کہ اسے باوردی ڈرائیور چلا رہا ہے جبکہ کیپٹن نفیس عقبی سیٹ پر موجود تھا۔ کار پورچ میں رکی تو کیپٹن نفیس تیزی سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندرونی عمارت

کی طرف چلا گیا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن سے یکے بعد دیگرے دو گیس کیپسول فائر کئے اور خود سانس روک لیا۔ سفید رنگ کا دھواں اس جگہ سے ابھرتا ہوا چند لمحوں کے لئے دکھائی دیا جہاں اس نے کیپسول فائر کئے تھے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے کار سے نکل کر پاس کھڑے ڈرائیور کو لہرا کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا تو اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر کچھ نہ ہونے پر اس نے زور زور سے سانس لیا۔ گن جیب میں رکھی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کیپٹن نفیس کو ٹریس کر چکا تھا۔ وہ ایک کمرے میں کرسی پر اس حالت میں پڑا ہوا تھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں فون کا رسیور تھا جبکہ دوسرا ہاتھ نمبروں پر رکا ہوا تھا۔ اس کا جسم ڈھلک چکا تھا۔ عمران نے رسیور اس کے ہاتھ سے کھینچ کر واپس کریڈل پر رکھا چند لمحے وہ کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے جھک کر کیپٹن نفیس کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے سے نکل کر باہر صحن میں آ گیا۔

عمران نے گیٹ کی ایک سائیڈ پر اسے زمین پر لٹا دیا۔ گارڈ، گارڈ روم میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا جسم بھی ڈھلک چکا تھا۔ عمران نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کار پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ

یہاں پوچھ گچھ کرنے کی بجائے وہ کیپٹن نفیس کو کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر رانا ہاؤس لے جائے اور پھر تفصیل سے اس سے معلومات حاصل کرے گا تاکہ اس سے ہر بات اگلوائی جا سکے۔ کیپٹن نفیس صرف نام کا ہی نفیس معلوم ہو رہا تھا ورنہ اس کا انداز جس قدر مشکوک ہو چکا تھا اس سے عمران کی طبیعت خاصی مضمحل ہو چکی تھی اور وہ اب کیپٹن نفیس سے اپنے طریقے سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی آفس ٹیبل موجود تھی۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا تو آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے کافرستانی بلیک سٹار ایجنسی کے چیف آنند نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ یہ بلیک سٹار ایجنسی ملٹری انٹیلی جنس کے ایک نئے اور فعال سیکشن کے افراد پر مشتمل تھی جسے حال میں ہی بنایا گیا تھا اور پھر اس سیکشن کی کارکردگی دیکھ کر پرائم منسٹر سے کہہ کر ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے اسے خود مختار اور ایک الگ ایجنسی کا درجہ دے دیا تھا اور اب یہ سروس بلیک سٹار ایجنسی کے طور پر ہی کام کر رہی تھی جس کا چیف آنند تھا۔ دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر باقاعدہ فوجی سلیوٹ کیا۔

''کیا رہا میجر شیکھر''...... چیف آنند نے انتہائی کرخت اور باوقار لہجے میں کہا۔

''کامیابی چیف۔ ہمارا پلان سو فیصد کامیاب رہا اور ایٹمی بیٹ کرافٹس کے آپریشنل سپاٹس کے مکمل پوائنٹس ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں''...... میجر شیکھر نے کہا اور کوٹ کی جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکال کر اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں چیف کے سامنے رکھ دی۔ چیف نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا اور فائل کھول کر اس میں موجود کاغذات کو غور سے پڑھنے لگا۔

''گڈ شو۔ یہ تو واقعی تازہ ترین شیڈول ہے''...... کاغذات کو پڑھنے کے بعد چیف نے فائل بند کرتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب پاکیشیائی بلیک کرافٹ جس کا کوڈ نام تھری سکس سکس ہے کو کنٹرول اور کور کرنا ہے۔ اس سے پلاننگ پلار جس کا کوڈ نام ڈائی جن رکھا گیا ہے، کا حصول ہمارے لئے مشکل نہیں رہا اور شیڈول کے مطابق آج رات ہی شاید یہ کام ہو جائے گا اور پلاننگ پلار جلد ہی ہمارے ہاتھوں میں ہو گا''...... میجر شیکھر نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تفصیل بتاؤ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو اس کا علم نہیں ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تھری سکس سکس کو اپنے پاس غیر معینہ مدت کے لئے روک لیں''...... چیف نے کہا۔

''نہیں جناب۔ ہم نے پلان ہی ایسا بنایا تھا کہ پاکیشیا کی کسی بھی ایجنسی کو اس بارے میں معلوم ہی نہیں ہو سکا ہے''...... میجر

شیکھر نے کہا۔

''اس اسمگلروں والے پلان کی بات کر رہے ہو تم۔ لیکن ظاہر سی بات ہے وہاں سے شیڈول تو اسمگلروں نے حاصل نہیں کیا ہو گا''...... چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ہم نے صرف اسمگلروں کی آڑ لی ہے اور وہ بھی بچوں اور عورتوں کے اسمگلروں کی۔ جن کے بارے میں اب تک کسی ایجنسی کو علم نہیں ہے۔ میں نے اپنے سیکشن کے چار افراد ان کے ساتھ بھیجے تھے جن کا انچارج کیپٹن ہریش تھا۔ کیپٹن ہریش کا رابطہ پاکیشیا کے کارٹری ایئر بیس کے سیکنڈ انچارج سے پہلے سے تھا کیونکہ بھاری رقم کے عوض وہ ہمیں ایئر بیس کے سلسلے میں اطلاعات بھجواتا رہتا تھا اور اس سے یہ اطلاعات ہریش ہی حاصل کرتا تھا لیکن بلیک کرافٹس کے شیڈول کے بارے میں وہ معلوم نہ کر سکا کیونکہ یہ اس سیکشن کے کیپٹن نفیس کی ذاتی تحویل میں تھا اور اسے ٹاپ سیکرٹ قرار دیا گیا تھا۔ اس کیپٹن نفیس نے اب تک شادی نہیں کی اور وہ انتہائی عیاش فطرت آدمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا کو چھوڑ کر ایکریمیا سیٹل ہونے کی کوششوں میں مصروف ہے ایکریمیا وہ وہاں کسی لارڈ کے سے انداز میں رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے اسے انتہائی بھاری رقم کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو وہ ٹاپ رینک آفیسرز کلب میں جوا کھیل کر پورا کرنا چاہتا ہے لیکن ظاہر ہے ایسا ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ ٹاپ رینک آفیسرز کلب میں جوا

انتہائی محدود پیمانے پر ہوتا ہے اور چونکہ وہ اعلیٰ افسر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی اہم پوسٹ پر ہے اس لئے وہ عام کلبوں میں جا کر جوا کھیل نہ سکتا تھا۔ ان کمزوریوں کا علم ہونے پر ہریش اس یاشن کمانڈر ہاشم کے ذریعے کیپٹن نفیس سے ملا اور اسے نہ صرف انتہائی بھاری نقد رقم کی آفر کر دی بلکہ ساتھ ہی یقین دلایا کہ اسے ایکریمیا سیٹل کرنے میں پوری مدد دی جائے گی اور اس سے ایٹمی بلیک کرافٹس کے آپریشنل شیڈول میں تھری سکس سکس کا شیڈول طلب کیا۔ چونکہ یہ سپاٹ پاکیشیائی حدود میں ہیں۔ اس لئے کیپٹن نفیس نے زیادہ اعتراض نہ کیا اور بھاری رقم نقد حاصل کر کے اس نے ہریش کو اس شیڈول کی کاپی دے دی اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ باقی سیکشن اسمگلروں کے ساتھ رک گیا تا کہ اس کے ساتھ ہی واپس آئے اور کسی کو ان پر شک نہ ہو جبکہ ہریش شیڈول لے کر یہاں پہنچ گیا۔ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو گیا''...... میجر شیکھر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ ریئلی ویری گڈ شو۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اب اصل مرحلہ باقی ہے کہ اس شیڈول کے مطابق جیسے ہی پاکیشیائی ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ تھری سکس سکس اپنے مخصوص سپاٹ پر پہنچے۔ اس سے پی پی میرا مطلب ہے۔ پلاسٹک پلار حاصل کر لیا جائے۔ اس کے لئے تم نے کیا پلان بنایا ہے''۔ چیف نے پوچھا۔

”جناب اس شیڈول سے معلوم ہوا ہے کہ تھری سکس سکس بلیک ایئر کرافٹ رات کو آرٹو ایئر بیس پہنچے گا اور اس ایئر بیس پر ہمارے ایجنٹ پہلے سے قبضہ کر لیں گے۔ اس کے بعد جیسے ہی یہ بلیک ایئر کرافٹ وہاں پہنچے گا اس سے پلاٹنک پلار حاصل کر کے ہمارے ایجنٹ فوراً ایئر بیس کو چھوڑ دیں گے اور پلاٹنک پلار سپیشل لیبارٹری بھجوا دیا جائے گا اور مشن مکمل ہو جائے گا“...... میجر شیکھر نے کہا۔

”لیکن اس طرح ایئر بیس پر قبضہ کرنا بھی تو اعلانِ جنگ کے مترادف ہے۔ تم احمق تو نہیں ہو گئے۔ تم کافرستان اور پاکیشیا میں ایٹمی جنگ شروع کرانا چاہتے ہو“...... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ چیف میں ایسے قبضے کی بات نہیں کر رہا جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔ وہاں ہمارا ایک آدمی موجود ہے۔ وہ وہاں بے ہوش کر دینے والی مخصوص گیس فائر کر دے گا۔ اس طرح آپریشن ایئر بیس اور بلیک ایئر کرافٹس میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ آدمی جو خود بے ہوش نہ ہو گا۔ ایئر بیس پر موجود ہمارے انجینئرز کو کال کرے گا۔ وہ انجینئرز پلاٹنک پلار نکال لیں گے اور وہاں ایکریمیا میڈ پلاٹنک پلار نصب کر دیا جائے گا جو عام حالات میں ایک جیسا ایکشن کرتا ہے جبکہ وہ پلاٹنک پلار جو پاکیشیا نے شوگران کی مدد سے ایجاد کیا ہے وہ سپیشل لیبارٹری میں پہنچا دیا جائے

گا۔ جب ان لوگوں کو ہوش آئے گا تو وہاں کچھ بھی نہ ہو گا۔ سب کچھ او کے ہو گا۔ اس لئے وہ اسے اہمیت نہ دیں گے اور مشن مکمل ہو جائے گا“...... میجر شیکھر نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ گڈ۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم اس پر کام کرو“...... چیف نے کہا اور میجر شیکھر نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے باہر جانے پر چیف نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے اس کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

”پریذیڈنٹ صاحب سے بات کراؤ۔ میں نے انہیں اہم خوشخبری سنانی ہے“...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... چیف نے کہا۔

”پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

”آنند بول رہا ہوں سر“...... چیف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ کیا بات ہے مسٹر آنند“...... دوسری طرف سے پریذیڈنٹ کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"سر ڈائی جن مشن کے سلسلے میں رپورٹ دینی تھی۔ ہم نے اسے تقریباً مکمل کر لیا ہے"...... چیف نے کہا۔

"تقریباً مکمل کا کیا مطلب ہوا نانسنس۔ کھل کر اور وضاحت سے بات کرو"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری سر۔ میں تفصیل بتا دیتا ہوں سر"...... چیف نے معذرت کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ روانی میں بات تو کر گیا تھا لیکن پریذیڈنٹ کے ناخوشگوار لہجے پر اسے فوراً احساس ہو گیا تھا کہ اس سے حماقت ہوئی ہے کیونکہ پروٹوکول کے مطابق صدر مملکت اور پرائم منسٹر جیسے عہدیداروں سے مبہم اور ادھوری بات نہیں کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ اس بار اس نے شروع سے آخر تک پوری تفصیل بتا دی۔

"تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ مشن آج رات ہی مکمل ہو جائے گا"...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

"یس سر"...... چیف نے کہا۔

"کیا پاکیشیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی اور ایجنسی کو تو اس بارے میں معلوم نہیں ہو جائے گا"...... پریذیڈنٹ نے کہا۔ ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں جناب۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ مشن بچوں اور عورتوں کے اسمگلروں کی آڑ میں کیا گیا ہے اور اگر کسی طرح معلوم ہو بھی گیا تو

بھی وہ ہم تک کسی صورت نہ پہنچ سکیں گے"...... چیف نے کہا۔

"آپ اس مشن کی تکمیل کے بعد ایک کام کریں اور وہ یہ کہ ان کیپٹن نفیس اور اپنے ایجنٹ دونوں کو فنش کرا دیں تاکہ اس مشن کے سلسلے میں بات کسی صورت آگے نہ بڑھ سکے۔ اس طرح یہ راز راز ہی رہ جائے گا اور ہمارا کام بھی ہو جائے گا"...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... چیف نے کہا۔

"اوکے۔ مشن مکمل ہونے پر آپ نے پہلے مجھے فون پر اطلاع دینی ہے۔ پھر تحریری رپورٹ دینی ہے"...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

"یس سر"...... چیف نے کہا تو دوسری طرف پریذیڈنٹ صاحب نے رسیور رکھ دیا۔ چیف نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اس نے واقعی بہت بڑا معرکہ مار لیا ہو۔

عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں داخل ہوا تو سامنے کرسی پر کیپٹن نفیس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز تھے اور اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک یونیفارم میں ہی تھا کیونکہ عمران نے اسے رہائش گاہ پر پہنچتے ہی بے ہوش کر دیا تھا اور پھر اسے کار کی عقبی سیٹوں کے سامنے درمیانی خلا میں ڈال کر رانا ہاؤس لے آیا تھا۔

اس نے اس پر چادر ڈال دی تھی اور کالونی کی چیک پوسٹ پر چونکہ اسے واپسی کے وقت بھی نہ روکا گیا تھا اس لئے کسی کو معلوم ہی نہ ہوا تھا کہ وہ کیپٹن نفیس کو بے ہوش کر کے اغوا کر کے لے جا رہا ہے۔

جوانا کیپٹن نفیس کی ناک سے ایک شیشی لگائے کھڑا تھا جبکہ جوزف عمران کی کرسی کے ساتھ کھڑا تھا۔ چند لمحوں کے بعد جوانا نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر وہ واپس الماری کی طرف بڑھ

گیا۔

''باس یہ پاکیشیائی فوج کا اعلیٰ عہدیدار ہے۔ کیا اس نے ملک سے غداری کی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ جب یہ زبان کھولے گا تو پتہ چلے گا کہ یہ ملزم ہے، مجرم یا پھر غدار''...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد کیپٹن نفیس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ اس دوران جوانا شیشی الماری میں رکھ کر واپس آ کر عمران کی کرسی کی دوسری سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن نفیس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ اوہ۔ تم۔ تم عمران۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے اور تم۔ تم''...... کیپٹن نفیس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

''کیپٹن نفیس تم کارٹری ایئر بیس کے اعلیٰ عہدیدار ہو۔ لیکن یہ میری کرسی کے دائیں بائیں تمہیں جو دو سیاہ دیو نظر آ رہے ہیں یہ کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ دونوں جلاد ٹائپ کے آدمی ہیں اور یہ دونوں انسانوں کی ہڈیاں توڑنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ اس لئے تم بتا دو کہ تم نے ہریش کے ساتھ کیا ڈیل کی ہے''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہریش۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کسی ہریش کو نہیں جانتا''...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''جوانا''...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ماسٹر''۔ جوانا نے یکلخت تن کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''اس کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور بڑے جارحانہ انداز میں کیپٹن نفیس کی طرف بڑھنے لگا۔

''ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ روکو اسے روکو۔ فار گاڈ سیک اسے روک لو''...... کیپٹن نفیس نے جوانا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ نہیں رکے گا''...... عمران نے کہا تو جوانا کے قدم اور تیز ہو گئے۔

رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں سچ سچ''...... کیپٹن نفیس نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ جوانا کی قامت اور جسامت کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر ابھر آنے والی سفاکی کے تاثرات اور اس کے جارحانہ پن سے ہی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

''وہیں رک جاؤ جوانا۔ پھر جیسے ہی یہ زبان روکے یا جھوٹ بولے۔ اس کی دونوں آنکھیں نکال دینا''...... عمران نے سرد لہجے

میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے وہیں سائیڈ پر رکتے ہوئے کہا۔

''عمران پلیز۔ فار گاڈ سیک۔ پہلے تم وعدہ کرو کہ تم میری رپورٹ نہیں کرو گے۔ میں نوکری اور یہ ملک چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ایکریمیا چلا جاؤں گا۔ مجھے معاف کر دو۔ پلیز پلیز''...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''کیوں اپنی آنکھیں ضائع کرانا چاہتے ہو کیپٹن۔ اصل بات بتاؤ''...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

''مم۔ میں نے ہریش کو بلیک کرافٹس کے فلائنگ شیڈول کی کاپی دی ہے اور کچھ نہیں دیا اور یہ کوئی ایسا اہم راز نہیں ہے۔ ہماری سیکرٹ سروس نے بھی کافرستان کے ایئر بیس کے بلیک کرافٹس کا فلائنگ شیڈول وہاں سے حاصل کیا ہوا ہے۔ مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ''...... کیپٹن نفیس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''اس شیڈول میں کیا ہوتا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''صرف یہ کہ کون کون سا بلیک ایئر کرافٹ کس کس روز کس کس آپریشنل سپاٹ یا ایئر بیس پر جائے گا۔ ایک ہفتے کا شیڈول ہوتا ہے جو ہم ہر ہفتے نیا تیار کرتے ہیں''...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''یہ آپریشنل سپاٹس کیا ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کافرستانی سرحدی حدود کے قریب پاکیشیائی سپاٹ بنائے جاتے ہیں۔ یہ انتہائی خفیہ ہوتے ہیں جو پہاڑی علاقوں میں موجود کسی سپیشل بلڈنگ کے اندر خصوصی طور پر بنائے جاتے ہیں اور پھر وہاں بلیک ایئر کرافٹ کی مدد سے دشمن کے بلیک کرافٹس اور جہازوں کو نشانہ بنانے کی مشقیں کی جاتی ہیں اور ان سپاٹس کی جدید سائنسی آلات سے باقاعدہ حفاظت کی جاتی ہے۔ کافرستان نے بھی اپنی سرحد میں ایسے آپریشنل سپاٹس بنائے ہوئے ہیں''۔ کیپٹن نفیس نے کہا۔

''کیا وہاں عملہ مستقل رہتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں لیکن ہر دس دن بعد عملہ تبدیل کر دیا جاتا ہے کیونکہ دس روز سے زیادہ وہ پہاڑیوں کے اندر بنی ہوئی عمارتوں میں نہیں رہ سکتے''...... کیپٹن نفیس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ان آپریشنل سپاٹس کو دشمن ملک تباہ نہیں کرتے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ ایک بین الاقوامی معاہدے کے تحت ہوتا ہے البتہ اعلان جنگ ہونے پر انہیں بلاسٹ کرنا ایئر بیس کا پہلا فرض ہوتا ہے لیکن اگر زمانہ امن میں ایسا کیا جائے تو اسے دونوں ملکوں میں اعلان جنگ کے مترادف تصور کیا جاتا ہے''...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''ہریش تم تک کیسے پہنچا اور اس نے تمہیں کیا دیا ہے بدلے

ں''...... عمران نے کہا۔

''میرا نائب کیپٹن ہاشم میرے پاس آیا تو اس کے ساتھ ہریش تھا۔ ہماری ملاقات کلب میں ہوئی تھی۔ میں یہاں کی نوکری چھوڑ کر مستقل طور پر ایکریمیا میں سیٹل ہونا چاہتا تھا کیونکہ ایکریمیا میرا خواب ہے لیکن میں وہاں کسی لارڈ کی طرح رہنا چاہتا تھا اس کے لئے مجھے بھاری رقم چاہئے تھی۔ اس لئے میں نے کلب میں جوا کھیلنا شروع کر دیا لیکن باوجود اکثر جیتنے کے میں معمولی سی رقم بھی اکٹھی نہ کر سکا۔ اس لئے جب ہریش نے مجھے دو کروڑ ڈالر دینے کا وعدہ کیا تو میں حیران رہ گیا۔ اس کے جواب میں اس نے مجھ سے صرف شیڈول کی کاپی طلب کی تو میں اور زیادہ حیران ہو گیا کیونکہ یہ کوئی اتنی اہم چیز نہ تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ دو کروڑ ڈالرز کیسے دے سکتا ہے۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے تو اس نے بتایا کہ اس کا تعلق کافرستان کی بلیک سٹار ایجنسی سے ہے اور حکومتوں کے لئے یہ رقم انتہائی معمولی حیثیت رکھتی ہے جس پر میں نے آمادگی ظاہر کر دی۔ اس نے مجھے دو کروڑ ڈالرز کا ایکریمین بنک کا گارینٹڈ چیک دیا۔ میں نے احتیاطاً اس بنک میں فون کر کے وہاں سے تصدیق کرائی تو انہوں نے چیک کیش ہونے کی تصدیق کر دی جس پر میں نے شیڈول کی کاپی اسے دے دی اور وہ واپس چلا گیا۔ یہ ساری کارروائی آج صبح ہوئی اور آج ہی تم پہنچ گئے''۔ کیپٹن نفیس نے کہا۔

''وہ چیک کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''میری جیب میں ہے اور میں اسے ہروقت اپنے پاس ہی رکھتا ہوں''...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''جوانا۔ اس کی جیب سے چیک نکالو''...... عمران نے جوانا سے کہا تو کیپٹن نفیس کے قریب کھڑے جوانا نے اس کی جیب کی تلاشی لینا شروع کر دی اور پھر ایک جیب سے اس نے چیک نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے اسے کھولا اور پھر روشنی کی طرف کر کے اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے لوگ عام کرنسی نوٹوں میں موجود تصویر کو چیک کرتے ہیں۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

''جس بنک کو تم نے فون کیا تھا اس کا نمبر تمہیں ہریش نے بتایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... کیپٹن نفیس نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم انتہائی احمق آدمی ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ تم جیسے احمق کو کیسے اس قدر اہم عہدے پر لگایا گیا ہے۔ یہ چیک جعلی ہے۔ گارینٹڈ چیکوں کی چھپائی بالکل کرنسی نوٹوں کے سے انداز میں کی جاتی ہے۔ اس کے اندر خفیہ طور پر بھی اس بنک کا نام چھپا ہوا ہوتا ہے جو صرف نیلی روشنی میں دیکھنے پر نظر آتا ہے جبکہ اس میں ایسا نہیں ہے۔ اس لئے ہریش نے باقاعدہ گیم کھیلی ہے۔ انہوں نے پہلے سے سیٹ اپ کر رکھا تھا اور فون پر ان کا ہی آدمی

وجود تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ اتنی بڑی رقم کی وجہ سے تم لازماً چیک کرو گے اس طرح انہوں نے تمہیں یقین دلا دیا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم صرف یہ چیک اپنے پاس رکھنے کے لئے چکر چلا رہے ہو''...... کیپٹن نفیس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اسے ہاف آف کر دو جوانا''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ساتھ کھڑے جوانا کا ہاتھ گھوما اور کیپٹن نفیس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور ایک ہی جھٹکا کھا کر اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ عمران بلیک روم سے نکل کر سیدھا فون والے کمرے میں آیا اور اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کہاں ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''رانا ہاؤس میں ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

''اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو سراسر غداری ہے۔ یہ تو انتہائی شرمناک بات ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سر سلطان سے بات کر کے انہیں ساری تفصیل بتا دو۔ میں

جوزف کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ اس کیپٹن نفیس کو ان کی کوٹھی پر چھوڑ آئے گا۔ سر سلطان ایئر بیس کے سربراہ کو بلا کر خود ہی سب کچھ بتا دیں گے اور ہاں انہیں کہہ دینا کہ اس کا نائب کیپٹن ہاشم بھی کافرستان کا ایجنٹ ہے۔ وہ اس کے خلاف بھی فوری کارروائی کریں۔ ورنہ وہ کیپٹن نفیس کے پکڑے جانے کا سن کر کہیں فرار ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ اب آپ کا اپنا پروگرام کیا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں دانش منزل آ رہا ہوں۔ اس ہریش کو ناٹران کے ذریعے فوری طور پر ٹریس کرنا ہو گا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس شیڈول کے حصول سے ان کا اصل مقصد کیا ہے۔ ویسے تو واقعی اس شیڈول کی اتنی اہمیت نہیں ہے کہ اس کے لئے اتنا لمبا چوڑا اور پیچیدہ پلان بنایا جائے لیکن کہیں نہ کہیں اور کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ضرور ہے۔ یہ گڑ بڑ کیا ہے اسی کا پتہ لگانا ہے اور وہ بھی فوراً''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر وہ دوبارہ بلیک روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ جوزف کو ہدایات دے سکے اور پھر جوزف کو ہدایات دے کر وہ واپس مڑا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور وہ بری طرح سے الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

ناٹران کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ چیف نے اسے پاکیشیا سے ایٹمی بلیک کرافٹس کے آپریشل سپاٹس تک پہنچنے کا شیڈول کافرستان پہنچنے کے بارے میں بتایا تھا اور اس نے اپنے خاص آدمی ریحان کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ بلیک سٹار ایجنسی کے کیپٹن ہریش کو کور کرے تاکہ اس نے معلوم ہو سکے کہ یہ شیڈول اس نے کس مقصد کے لئے حاصل کیا ہے۔

ریحان کو گئے ہوئے آٹھ گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے نہ کال آئی تھی اور نہ ہی وہ خود واپس آیا تھا۔ اس لئے ناٹران بے چین ہو رہا تھا اور اس بے چینی کے عالم میں اس نے ٹہلنا شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور کسی بھی وقت چیف کی کال آ سکتی ہے۔ ابھی وہ ٹہلتا ہوا یہ سب باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ اس طرح فون پر جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے اور اس نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ناٹران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ریحان بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ریحان کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی''...... ناٹران نے کہا۔

''بڑی مشکل سے ہریش کو ٹریس کیا گیا ہے باس۔ وہ بلیک سٹار ایجنسی میں کیپٹن ہے اور میجر شیکھر کے سیکشن میں کام کرتا ہے۔ وہ کہیں گیا ہوا تھا اس لئے اس کی واپسی کا انتظار کرنا پڑا۔ اب وہ آیا ہے تو میں اسے بے ہوش کر کے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ میں اسے پوائنٹ فائیو پر لے جا رہا ہوں تاکہ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جا سکے۔ آپ اگر چاہیں تو پوائنٹ فائیو پر پہنچ جائیں میں آپ کا انتظار کرتا ہوں''...... ریحان نے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... ناٹران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنے ہیڈ کوارٹر انچارج کو ضروری ہدایات دیں اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک مضافاتی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہاں انہوں نے ایک کوٹھی کے تہہ خانوں میں اڈہ بنایا ہوا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے کار روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

''یس باس۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں''...... اس نوجوان نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ناٹران کو دیکھ کر سلام کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو ناٹران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ریحان کی کار بھی موجود تھی۔ اس نے کار اس کے ساتھ روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ وہ نوجوان پھاٹک بند کر کے واپس پورچ کی طرف ہی آ رہا تھا۔

''ریحان کب آیا ہے''...... ناٹران نے پوچھا۔

''ابھی آپ کے آنے سے دس منٹ پہلے''...... اس نوجوان نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم نے یہاں پوری طرح الرٹ رہنا ہے۔ ریحان بلیک سٹار ایجنسی کے ایک آدمی کو اٹھا لایا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کسی طرح یہاں پہنچ جائیں''...... ناٹران نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں باس۔ میں ریڈ سسٹم آن کر دیتا ہوں''...... نوجوان نے کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہوا تو وہاں ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی ایک کرسی پر موجود تھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز تھے اور اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ ریحان بھی وہاں موجود تھا۔

''یہ ہے وہ ہریش''...... ناٹران نے اس نوجوان کو دیکھ کر

ریحان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس"...... ریحان نے کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس کو کس طرح اٹھا لائے ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... ناٹران نے کہا اور ریحان نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی کو فوری طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے"...... ناٹران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ریحان نے کہا۔

"اس لئے کہ اگر اسے زندہ چھوڑنا ہے تو پھر ہم ماسک میک اپ کر لیں کیونکہ بہرحال یہ بلیک سٹار ایجنسی کا آدمی ہے اور اگر اسے ہلاک کر کے اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈالنی ہے تو پھر ماسک میک اپ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ اس کے اغوا کا شک تم پر پڑ جائے اور اس طرح بلیک سٹار ایجنسی ہمارے سیٹ اپ کو ہی اکھاڑ پھینکے"...... ناٹران نے کہا۔

"باس۔ اگر اس کی لاش غائب کر دی گئی تو پھر بلیک سٹار ایجنسی چونک پڑے گی اس کی لاش کسی روڈ ایکسیڈنٹ کی صورت میں سامنے آئے تو پھر کسی کو شک نہ پڑ سکے گا"...... ریحان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... ناٹران نے کہا تو ریحان نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم"...... ہریش نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے رک رک کر کہا۔

"تمہارا نام ہریش ہے اور تم بلیک سٹار ایجنسی میں کیپٹن ہو اور تمہارا تعلق میجر شیکھر کے سیکشن سے ہے"...... ناٹران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں مگر تم کون ہو اور میں کس جگہ ہوں اور تم نے مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے"...... ہریش نے کہا۔

"تم پاکیشیا گئے بچوں اور عورتوں کے اسمگلروں کے ساتھ اور تم نے وہاں ایئر بیس کے کیپٹن نفیس کو دو کروڑ ڈالرز کا جعلی چیک دے کر اس سے پاکشیا کے ایٹمی بلیک کرافٹس کے شیڈول کی کاپی لے آئے۔ تمہارا گروپ تو وہیں رک گیا لیکن تم اکیلے یہاں واپس آ گئے"...... ناٹران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم، تم کون ہو۔ کیا تم پاکیشیائی

ایجنٹ ہو"..... اس بار ہریش نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ
چونکہ تربیت یافتہ آدمی تھا اس لئے اس نے بہت جلد اپنے آپ کو
سنبھال لیا تھا۔

"نہیں، ہمارا تعلق مقامی سیکرٹ سروس سے ہے"..... ناٹران
نے کہا تو ہریش چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم سرکاری آدمی ہو کر میرے ساتھ یہ سب
کیوں کر رہے ہو"..... ہریش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"ہمارا چیف شاگل یہ جاننا چاہتا ہے کہ تم نے سب کچھ کیوں کیا
ہے۔ اس شیڈول سے تمہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ یہ عام سی
چیز ہے اور یہ بھی سن لو کہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر تم سب
کچھ ویسے ہی بتا دو تو ہم تمہیں بے ہوش کر کے یہاں سے واپس
تمہاری رہائش گاہ پر پہنچا دیں کیونکہ بہرحال تم سرکاری آدمی ہو لیکن
اگر تم نہ بتاؤ تو تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کاٹ کر معلوم کر لیا
جائے اور تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دی جائے لیکن
ہم ایسا نہیں چاہتے کیونکہ تم بھی ہماری طرح سرکاری آدمی ہو لیکن
اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر مجبوری ہو گی"..... ناٹران نے کہا اور
شاگل کا نام سن کر ہریش کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات
ابھر آئے تھے۔

"میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے بتانے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے

ہونا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو چھپایا جائے اور پھر یہ سارا کام
سرکاری ہے۔ میرا ذاتی تو نہیں ہے"..... ہریش نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ یہ تفصیل ہمارے چیف شاگل کو پہلے سے معلوم
ہے کہ تم نے وہاں جا کر کیا کیا اور کیا نہیں۔ صرف یہ بتاؤ کہ اس
شیڈول کو آگے تم نے کہاں پہنچایا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا
گیا ہے یا کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے"..... ناٹران نے اسے درمیان
میں ٹوکتے ہوئے کہا۔

"فائل تو میں نے اپنے سیکشن انچارج میجر شیکھر کو دے دی تھی
البتہ مجھے معلوم ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ وہ میں بتا دیتا
ہوں کیونکہ اس کے سارے انتظامات بھی میجر شیکھر کے کہنے پر میں
نے ہی کئے تھے"..... ہریش نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سب تفصیل سے بتاؤ"..... ناٹران نے کہا۔

"کافرستان کا اصل ٹارگٹ پاکیشیا کا ایک ایٹمی بلیک ایئر
کرافٹ ہے جس کا کوڈ نام تھری سکس سکس ہے۔ اس کے اندر
ایک خصوصی سسٹم نصب ہے جسے پلاٹنک پلار کہا جاتا ہے۔ ویسے تو
یہ سسٹم تمام بلیک کرافٹس میں ہوتا ہے اور کافرستان کے بلیک
کرافٹس میں بھی ہے لیکن پاکیشیا کے سائنسدانوں نے شوگران کے
سائنسدانوں کے ساتھ مل کر اس سسٹم کو بہت زیادہ ایڈوانس کر دیا
ہے۔ ایسا ایڈوانس سسٹم کہ اس کی مدد سے کوئی بھی بلیک ایئر کرافٹ

کسی صورت ٹارگٹ سے باہر نہیں جا سکتا جبکہ ہمارا پلانٹک پلار سسٹم بھی یہی کام کرتا ہے لیکن اسے ڈاج دینے کے آلات ایجاد ہو چکے ہیں جبکہ پاکیشیا کے پلانٹک پلار سسٹم کے بارے میں ابھی کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے اس کا توڑ بنایا ہی نہیں جا سکا۔ ویسے بھی یہ سسٹم شوگران میں تیار ہوا ہے۔ یہ سسٹم ایک آلے کی شکل میں ہے اور صرف ایک آلہ اس ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ میں نصب کیا گیا ہے۔ ہمارے ایجنٹوں نے اس کی تفصیل معلوم کر لی ہے اور اس کے بعد یہ پلان بنایا گیا کہ اس پلانٹک پلار سسٹم کو اس انداز میں حاصل کیا جائے کہ پاکیشیا کو اس کا علم نہ ہو سکے اور پھر اس پلانٹک پلار سسٹم کو کافرستان کے سائنس دان چیک کریں اور اس کا توڑ بنا سکیں۔ لیکن اس کے لئے اصل بنیادی کام اس شیڈول نے کرنا تھا کیونکہ یہ کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ تھری سکس سکس کب اور کس آپریشنل سپاٹ پر آتا جاتا ہے۔ اس شیڈول کو حاصل کرنے کے بعد اس کے بارے میں علم ہو گیا اور اتفاق سے اس بلیک ایئر کرافٹ نے اسی رات ایک آپریشنل سپاٹ پر پہنچنا تھا اور یہ کافرستان کی خوش قسمتی تھی کہ اس آپریشنل سپاٹ پر کافرستان کا ایک آدمی پہلے سے موجود تھا چنانچہ فوری طور پر اسے سارا پلان دے دیا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ بلیک ایئر کرافٹ وہاں پہنچا۔ اس آدمی نے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دی اور خود گیس ماسک پہن لیا۔ اس طرح بلیک ایئر کرافٹ میں آپریشنل سپاٹ کا سارا

عملہ سوائے ہمارے آدمی کے بے ہوش ہو گیا تو اس آدمی نے اطلاع دی جس پر یہاں سے خصوصی انجینئرز کی ٹیم ایک عام پلانٹک پلار دے کر وہاں بھیجی گئی۔ انہوں نے وہ شوگران ساختہ پلانٹک پلار اس بلیک ایئر کرافٹ سے اتار لیا اور اس کی جگہ وہ عام پلانٹک پلار نصب کر دیا اور وہ ٹیم یہ آلہ لے کر واپس آ گئی۔ دو گھنٹے بعد تمام عملے کو ہوش آ گیا لیکن کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ سب کچھ اوکے تھا۔ اس پر یہی سمجھا گیا کہ کسی وجہ سے آپریشنل سپاٹ میں آکسیجن میں کمی ہو گئی ہو گی۔ جس کی وجہ سے وہ سب بے ہوش ہو گئے تھے کیونکہ پلانٹک پلار صرف جنگ کے دوران ہی استعمال ہوتا ہے اور عام آپریشنل ورک میں سارے ہی پلانٹک پلار ایک جیسا رزلٹ دیتے ہیں اس لئے انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ سپیشل پلانٹک پلار بدل دیا گیا ہے''...... ہریش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو وہ سپیشل پلانٹک پلار اب کہاں ہے''...... ناٹران نے پوچھا۔

''وہ پریذیڈنٹ صاحب کو پہنچا دیا گیا ہے اور پریذیڈنٹ صاحب کو معلوم ہو گا کہ اسے کہاں بھیجا گیا ہے۔ ہمارا جو کام تھا وہ ہم نے کر دیا''...... ہریش نے کہا۔

''تمہیں اطلاع مل چکی ہے کہ تمہارے باقی ساتھی وہاں پاکیشیا میں ہلاک ہو گئے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''ہاں لیکن وہ اسمگلروں کے چکر میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اصل بات کا کسی کو علم ہی نہیں ہو سکا اور اگر ہو بھی جائے تو اب وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں''...... ہریش نے کہا۔

''اوکے۔ اب میں جا رہا ہوں۔ میں نے چیف کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ تم اس کے ساتھ وہی کچھ کرو جو تم نے سوچا ہے''۔ ناٹران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے ریحان سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ناٹران نے کال نہیں کی ابھی تک''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تک تو اس کی کوئی کال نہیں آئی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں انتظار کرتا ہوں تم میرے لئے ایک کپ کافی بنا کر لے آؤ۔ مسلسل بھاگ دوڑ کر کر کے اور سوچ سوچ کر میرے سر میں درد ہونا شروع ہو گیا ہے کیونکہ ابھی تک اس معاملے کی اصلیت کا پتہ نہیں چلا ہے کہ یہ سب ہے کیا، کیوں ہو رہا ہے اور اس کے ذریعے کیا ہونے جا رہا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں۔ چیف''...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے کہا تو ناٹران نے پوری تفصیل بتا دی اور جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر موجود سنجیدگی مزید گہری ہوتی چلی جا رہی تھی۔

''تو اب تم یہ معلوم کرو کہ اس سپیشل پلاننگ پلار کو کہاں پہنچایا گیا ہے تاکہ میں ٹیم بھیج کر فوری طور پر اسے واپس حاصل کر سکوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں میرا خاص آدمی موجود ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسی وقت بلیک زیرو کچن سے واپس آیا۔

''اس کے ہاتھوں میں کافی کی دو پیالیاں تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی۔ اے تو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر حکم''...... پی اے نے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سر سلطان سے بات کراؤ''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ سلطان بول رہا ہوں سر''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''سر سلطان۔ کافرستان نے پاکیشیا کے خلاف ایک بھیانک کارروائی کی ہے۔ ہمارے ایک بلیک ایئر کرافٹ میں ایک خصوصی سسٹم نصب کیا گیا ہے جسے عام طور پر پلاننگ پلار سسٹم کہا جاتا ہے۔ اس سسٹم کے تحت دشمنوں کے جنگی جہازوں کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے لیکن اس کا توڑ بھی ایجاد ہو چکا ہے مگر پاکیشیائی سائنس دانوں نے شوگران کے ساتھ مل کر اس پلاننگ پلار کو مزید جدید اور اس قدر مؤثر بنا دیا ہے کہ اس کا ٹارگٹ کسی صورت بھی بچ نہیں سکتا اور نہ ہی اس کا کوئی توڑ کسی کے پاس ہے۔ یہ آلہ جسے سپیشل پلاننگ پلار کہا جاتا ہے پاکشیا کی ایک ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ تھری سکس سکس میں نصب کیا گیا۔ لیکن اس کے بارے میں کافرستان کو علم ہو گیا تو انہوں نے اسے حاصل کرنے کا پلان بنایا اور اس پلان کے تحت کیپٹن نفیس کو استعمال کیا گیا اور جب اس بلیک ایئر کرافٹ کو آپریشنل کیا گیا تو کیپٹن نفیس سے اس کا شیڈول حاصل

کر لیا گیا اور جب وہ بلیک ایئر کرافٹ آپریشنل سپاٹ پر پہنچا وہاں موجود ایک غدار کی مدد سے سب کو بے ہوش کر دیا گیا اور کافرستانی انجینئرز نے وہ جدید پلاٹنک پلار نکال کر اس کی جگہ عام سا پلاٹنک پلار نصب کر دیا اور چونکہ اس آلے کی اصل کارکردگی صرف جنگ میں سامنے آتی ہے۔ اس لئے کسی کو اس تبدیلی کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا اور یہ آلہ کافرستان نے اپنی کسی لیبارٹری میں پہنچا دیا ہے تاکہ وہاں اس کا توڑ ایجاد کیا جا سکے اور ہم نے بہرحال اس آلے کو فوری طور پر واپس حاصل کرنا ہے۔ اطلاع تو یہی ملی ہے کہ یہ آلہ شوگران میں تیار ہوا ہے۔ آپ سیکرٹری وزارت سائنس کے ذریعے معلوم کریں کہ کیا اس جیسا دوسرا آلہ پاکیشیا میں موجود ہے یا نہیں۔ اگر موجود نہیں ہے تو پھر اس کا مخصوص ڈایا گرام مجھے مہیا کریں تاکہ میری ٹیم اسے پہچان کر کافرستان سے واپس حاصل کر سکے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ سر۔ یہ تو پاکیشیا کے خلاف بہت گہری اور بھیانک سازش ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے بہرحال اس سازش کا خاتمہ کرنا ہے۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ سب کچھ معلوم کر کے مجھے رپورٹ دیں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا یہ رپورٹ ناٹران نے دی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا

اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ واقعی انتہائی بھیانک سازش ہے۔ اگر اس اغوا ہونے والے لڑکے کی بہن صفدر کے سامنے نہ آتی تو شاید ہمیں اس کا علم تک نہ ہو سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ جب رحمت کرتا ہے تو وہ ایسے اتفاقات پیدا کر دیتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔ وہ معاملے کی نزاکت کی وجہ سے انتہائی سنجیدہ ہو رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں جناب۔ پاکیشیا کے پاس ایک اور آلہ موجود ہے جسے دوسرے بلیک ایئر کرافٹ میں نصب کرنا تھا۔ آپ اب یہ حکم دیں کہ اسے کہاں پہنچایا جائے''...... سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ عمران کے فلیٹ میں عمران کے باورچی سلیمان تک اسے پہنچا دیں''...... عمران نے کہا اور اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

''جی صاحب''...... دوسری طرف سے سلیمان نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سر سلطان کی طرف سے ایک پیکٹ ابھی تمہارے پاس پہنچے گا۔ یہ انتہائی اہم ترین پیکٹ ہے۔ تم نے اسے فوری طور پر اور انتہائی حفاظت سے دانش منزل پہنچانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر صاحب''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو الرٹ کر دو اور تم بھی تیار ہو جاؤ۔ ایک انتہائی اہم اور تیز رفتار مشن کافرستان میں درپیش ہے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا اور وہی تم سے خود رابطہ کر کے تمہیں بریف کرے گا لیکن تم سب فوری روانگی کے لئے تیار ہو جاؤ''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جناب میں نے معلوم کر لیا ہے۔ یہ آلہ کافرستانی پریذیڈنٹ نے ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری جو پلگانہ سے تقریباً دو سو کلو میٹر اندر ایک علاقے شیتال میں قائم ہے، میں بھیجا ہے۔ اس آلے پر وہاں کام ہو رہا ہے اور میں نے اس لیبارٹری کے بارے میں جو تفصیلات معلوم کی ہیں ان کے مطابق شیتال میں ایک بہت بڑی فوجی چھاؤنی ہے۔ جسے شیتال چھاؤنی کہا جاتا ہے۔ لیبارٹری اس چھاؤنی کے اندر زیر زمین تعمیر کی گئی ہے اور یہ لیبارٹری فوجیوں کے ہی زیر انتظام ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل فوری طور پر نہیں مل سکی''...... ناٹران نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اتنا ہی کافی ہے۔ باقی کام عمران اور اس کے ساتھی کر لیں گے''...... عمران نے خشک اور سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے اس آلے کا انتظار تھا جو سلیمان لے کر وہاں آنے والا تھا۔ اس کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی کے تاثرات تھے۔ اسے سنجیدہ دیکھ کر بلیک زیرو کو بھی اس سے کچھ کہنے یا پوچھنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نائن ون کی کال ہے جناب۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے اس کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا کیونکہ نائن ون بلیک سٹار ایجنسی میں اس کا مخبر تھا۔ اس نے مخبروں کو باقاعدہ نمبر الاٹ کر رکھے تھے تاکہ ان کو پہچانا جا سکے۔

"او کے۔ کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو سر۔ نائن ون بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس نائن ون۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر انتہائی اہم بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود حاضر ہو جاؤں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس بارے میں۔ کوئی اشارہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ خواہ مخواہ میرا وقت ضائع ہو"...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بات کرنی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ اچھا۔ جلدی آؤ۔ فوراً۔ اسی وقت"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں آفس کے قریب سے ہی ایک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں۔ میں ابھی پہنچ جاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں یہ کیا اطلاع دے سکتا ہے۔ کیا مطلب"...... شاگل بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نائن ون آ رہا ہے۔ اسے فوراً میرے آفس بھیجو"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا پھر اس نے

سامنے رکھی ہوئی فائل بند کی اور اسے میز کی دراز میں رکھ دیا۔
تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ باقاعدہ فوج کا تربیت یافتہ آدمی ہے۔

''آؤ منوہر لال۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... شاگل نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

''سر انتہائی اہم اطلاع ہے۔ اس لئے میں خود حاضر ہوا ہوں''...... منوہر لال نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''کیا اطلاع ہے۔ جلدی بتاؤ''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر بلیک سٹار ایجنسی نے پاکیشیا میں ایک انتہائی اہم مشن مکمل کیا ہے۔ میجر شیکھر کے سیکشن نے یہ مشن مکمل کیا ہے''...... منوہر لال نے کہنا شروع کیا۔

''لعنت بھیجو میجر شیکھر پر۔ اصل بات بتاؤ کہ کیا ہوا ہے''۔ شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر طویل کہانی ہے۔ جب تک میں سب کچھ تفصیل سے نہ بتاؤں گا آپ کو اصل بات معلوم نہ ہو سکے گی''...... منوہر لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بتاؤ پوری تفصیل بتاؤ''...... شاگل نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور منوہر لال نے بچوں اور لڑکیوں کے سمگلروں کے ساتھ میجر شیکھر کے سیکشن کے کیپٹن ہریش اور اس کے ساتھیوں کے جانے اور وہاں سے ایٹمی بلیک کرافٹس کا شیڈول لے کر واپس آنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

''تو پھر کیا ہوا۔ ایسے پراجیکٹ تو بلیک سٹار ایجنسی مکمل کرتی ہی رہتی ہے''...... شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں تلخی عود کر آئی تھی۔

''باس بلیک سٹار ایجنسی کے چیف آنند کو اس میجر شیکھر نے اطلاع دی کہ پاکیشیا میں اس کے گروپ کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ جس کیپٹن نفیس سے شیڈول حاصل کیا گیا تھا اس کو بھی اور بلیک سٹار ایجنسی کے مخبر نائب کیپٹن ہاشم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کے خلاف کورٹ مارشل کر کے ان کو سزائے موت دے دی گئی ہے''...... منوہر لال نے کہا۔

''تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ نانسنس''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سر اصل بات جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیپٹن نفیس کو پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا گیا ہے اور یہ بھی اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی اس کیپٹن نفیس سے اس کے آفس میں ملا ہے تو اس کے چند گھنٹوں بعد کیپٹن نفیس کو اس کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا

گیا ہے''...... منوہر لال نے کہا تو شاگل چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''اوہ اوہ۔ حیرت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سارے کھیل کا علم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہو گیا ہے''...... شاگل نے انتہائی بے چینی سے لہجے میں کہا۔

''یس سر اور دوسری بات یہ ہے کہ ہریش کو جو اس سارے پلان کا انچارج تھا اچانک اغوا کر لیا گیا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ روڈ کراس کرتے ہوئے ایک تیز رفتار کار سے ٹکرا کر ہلاک ہو گیا اور کار فرار ہو گئی۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہریش کو باقاعدہ اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا گیا کیونکہ ہریش نے اغوا ہونے سے پہلے مجھے فون کر کے بلایا تھا کیونکہ وہ میرا بہت گہرا دوست تھا اور جو سب کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے اس میں بیشتر باتیں اس ہریش نے مجھے بتائی تھیں اور جب میں اس کی رہائش گاہ پر پہنچا تو وہ وہاں سے غائب تھا البتہ سائیڈ کی کوٹھی کے ایک چوکیدار نے مجھے بتایا کہ سیاہ رنگ کی کار اس کوٹھی سے نکل کر اس نے جاتے ہوئے دیکھی ہے جس سے میں سمجھ گیا کہ ہریش کو بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا ہے کیونکہ ہریش اکیلا رہتا تھا اور ظاہر ہے اگر اس نے کہیں جانا ہوتا تو وہ لازماً میرے لئے کوئی پیغام چھوڑ کر جاتا اور پھر اس کی کچلی ہوئی لاش سڑک سے ملی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں نے اسے اغوا کیا اور پھر اس سے پوچھ گچھ کر کے اسے اس انداز میں ہلاک کر دیا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے

اور بلیک سٹار ایجنسی بھی یہی سمجھے کہ ہریش ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے''...... منوہر لال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تم نے بالکل درست تجزیہ کیا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا لیکن وہ آلہ کیا نام بتایا تھا تم نے پلانٹک پلار''...... شاگل نے کہا۔

''جی ہاں پلانٹک پلار جس کا کوڈ نام ڈائی جن ہے''...... منوہر لال نے کہا۔

''یہ پلانٹک پلار کہاں بھجوایا گیا ہے۔ کیا اس ہریش کو معلوم تھا''...... شاگل نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس ہریش نے ہی اسے وہاں پہنچایا تھا اور واپس آ کر مجھے اس نے بلایا تھا البتہ فون پر اس نے مجھے بتا دیا تھا کہ وہ شیتال چھاؤنی سے ابھی واپس آیا ہے اور یہ بات مجھے معلوم ہے کہ شیتال چھاؤنی کے اندر ایک لیبارٹری موجود ہے جس میں ایئر بیس کے سلسلے میں مشینری پر کام ہوتا رہتا ہے''...... منوہر لال نے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ، تم نے انتہائی قیمتی معلومات دی ہیں منوہر لال۔ ویری گڈ۔ آج سے تمہاری تنخواہ نہ صرف ڈبل ہو گی بلکہ تمہیں اس کا بھاری انعام بھی دیا جائے گا''...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
’’ایڈمن سیکشن آفیسر مکیش سے بات کراؤ‘‘...... شاگل نے کہا۔
’’یس سر۔ میں مکیش بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک ا
مردانہ آواز سنائی دی۔
’’مکیش نائن ون منوہر لال کی تنخواہ آج سے ڈبل کر دو او
اسے فوری طور پر دس لاکھ روپے کا چیک بنوا کر جاری کر دو‘‘
شاگل نے کہا۔
’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ
دیا۔
’’آپ واقعی قدر شناس ہیں سر‘‘...... منوہر لال نے انتہائی
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
’’جاؤ اور جا کر انعام لے لو۔ کام کرنے والوں کے لئے میرا
دل اسی طرح ہمیشہ کھلا رہتا ہے‘‘...... شاگل نے فاخرانہ لہجے میں
کہا تو منوہر لال اٹھا اور سلام کر کے واپس مڑا۔
’’رکو۔ ایک منٹ‘‘...... اچانک شاگل نے کہا تو منوہر لال تیزی
سے مڑا۔
’’سنو، کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ تم نے
مجھے کیا بتایا ہے۔ سمجھے۔ یہاں میرے سٹاف کو بھی نہیں۔ ورنہ زندہ
دفن کر دوں گا سمجھے تم‘‘...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔
’’یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر‘‘...... منوہر لال نے کہا اور شاگل

ے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو
اگل نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔
’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔
’’پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری سے میری بات کراؤ‘‘...... شاگل
ے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
’’یس‘‘...... شاگل نے رسیور اٹھا کر کہا۔
’’ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر سے بات کریں سر‘‘...... دوسری
ف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔
’’ہیلو، شاگل بول رہا ہوں چیف آف سیکرٹ سروس‘‘۔ شاگل
ے رعب دار لہجے میں کہا۔
’’یس سر۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔
ائیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
’’پرائم منسٹر صاحب سے میری فوری بات کرائیں۔ اٹ از
یری ایمپارٹنٹ میٹر‘‘...... شاگل نے کہا۔
’’ہولڈ کریں سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
’’ہیلو‘‘...... تھوڑی دیر بعد کافرستان کے وزیر اعظم کی باوقار سی
آواز سنائی دی۔
’’شاگل بول رہا ہوں جناب‘‘...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔
’’کیا مسئلہ ہے۔ کیوں کال کی ہے‘‘...... دوسری طرف سے

پوچھا گیا۔

''سر بلیک سٹار ایجنسی نے پاکیشیائی ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ ایک آلہ پلانٹک پلار حاصل کیا ہے اور یہ آلہ شیتال چھاؤنی اندر بنی ہوئی لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ اس کی فائل تو ابھی پریذیڈ صاحب نے مجھے بھیجی ہے۔ اور میں اسے ہی پڑھ رہا ہوں لیکن سارا مشن تو بلیک سٹار ایجنسی کے تحت مکمل کیا گیا ہے''...... پر منسٹر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت ہے۔

''سر سیکرٹ سروس قائم ہی اس لئے کی گئی ہے کہ ایسے معاملا اس کے علم میں رہیں تاکہ وہ ملک کی سلامتی کا تحفظ کر سکے'' شاگل نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ واقعی سیکرٹ سروس کو اسی طرح باخبر اور فعا ہونا چاہئے لیکن مشن تو انتہائی کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے اور کسی علم تک نہیں ہو سکا۔ تو پھر آپ نے کال کیوں کی ہے''...... پر منسٹر نے کہا۔

''جناب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف اس کا علم ہو چکا بلکہ انہوں نے پاکیشیا میں اس کیپٹن نفیس کو جس سے بلیک سٹ ایجنسی نے شیڈول حاصل کیا تھا گرفتار کیا اور پھر اس سے سار بات معلوم کر کے اس کا کورٹ مارشل کر کے اسے موت کی سزا بھ دے دی گئی ہے''...... شاگل نے کہا۔

''پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ صرف شیڈول کے حصول سے وہ ایا معلوم کر سکتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''جناب بلیک سٹار ایجنسی کا کیپٹن ہریش جس نے یہ سارا مشن مکمل کیا ہے اور جس نے اس آلے پلانٹک پلار کو بلیک ایئر کرافٹ سے حاصل کیا اور اسے شیتال چھاؤنی والی لیبارٹری میں پہنچایا ہے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں نے اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا اور اس سے معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا اور اس کی موت کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''اوہ اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ اور آپ نے انہیں روکا کیوں نہیں''...... پرائم منسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تو اس مشن کے بارے میں کوئی اطلاع ہی نہیں تھی لیکن ہمارے ایک آدمی نے اس ہریش کی لاش دیکھی تو اس نے اس کے چہرے پر مخصوص تشدد کے آثار تھے۔ ایسے آثار جو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی منسوب ہیں۔ جس پر اس آدمی نے مجھے اطلاع دی اور میں نے تحقیقات کرائی تو پتہ چلا کہ اسے اس کی رہائش گاہ سے باقاعدہ اغوا کیا گیا اور اس نے اغوا ہونے سے پہلے کسی کو فون کر کے باقاعدہ بتایا تھا کہ وہ پلانٹک پلار ابھی شیتال چھاؤنی والی لیبارٹری میں پہنچا کر آیا ہے۔ اس فون کال کی ٹیپ سنی گئی ہے۔ اس طرح واقعات کی کڑیاں ملتی گئیں کہ اسے یہاں

پاکیشیا کے مقامی ایجنٹوں نے اغوا کیا اور اس پر تشدد کر
معلومات حاصل کر لیں اور پھر اسے روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر
ہلاک کر دیا گیا۔ اگر ہمیں پہلے ذرا سی بھی بھنک پڑ جاتی کے ہر
اس قدر اہم کام کر چکا ہے تو ہم پوری طرح الرٹ رہتے''۔ شا
نے باقاعدہ ڈرامہ بنا کر سب کچھ اپنی کارکردگی کے طور پر ظ
کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ ویری بیڈ۔ واقعی آپ کی بات درست ہے۔ ایسے آدمی
حفاظت خصوصی طور پر کی جانی چاہئے تھی۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویر
بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس شیتال چھاؤنی پ
جائے گی''...... پرائم منسٹر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''یس سر اور میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس بار
میں مجھے اپنے طور پر اجازت دے دیں۔ میں وہاں پہلے سے پ
جاتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چونکہ یہ معلوم ہی نہ ہو گا ک
ہمیں اس بارے میں علم ہے اس لئے اس بار ان کے بچ کر جا
کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''...... شاگل نے کہا۔

''لیکن شیتال چھاؤنی میں آپ کے پہنچنے پر تو یہ بات سب ک
معلوم ہو جائے گی۔ اس لئے اسے چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔
چھاؤنی کے انتظامات بے حد اچھے ہیں۔ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس
کچھ نہیں کر سکتی۔ البتہ میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ انہیں اس
چھاؤنی تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیں اور یہ بھی سن لیں کہ اس

بار آپ کی ناکامی پر انتہائی سخت نوٹس لیا جائے گا''...... پرائم منسٹر
نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں''...... شاگل نے
کہا۔

''اور یہ بات آپ تک محدود رہے تو زیادہ بہتر ہو گا''۔ پرائم
منسٹر نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو شاگل
نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے
چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس نے پرائم منسٹر پر
اپنی اہمیت ثابت کر دی تھی اور اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
خلاف کام کرنے کی اجازت بھی مل گئی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً
وہاں پہنچنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف مؤثر کارروائی کرنے
کا فیصلہ کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر
نمبر پریس کئے اور ہیڈ کوارٹر انچارج کو پلگانہ کا تفصیلی نقشہ آفس
پہنچانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''اس بار تم مجھ سے بچ کر نہ جا سکو گے عمران۔ کسی صورت بھی
نہیں''...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سختی سے
ہونٹ بھینچ لئے جیسے وہ کسی آخری فیصلے پر پہنچ گیا ہو اور اس نے
حتمی طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کھیلنے کا فیصلہ کر لیا
ہو۔ موت کا شکار۔ جس سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بچ
نکلنے کا کوئی امکان نہ ہو۔

عمران اپنے ساتھیوں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ ناپال کے دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک طویل سفر کر کے یہاں پہنچے تھے اس لئے اس کے تمام ساتھیوں کے چہروں پر تھکاوٹ کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ سب اس لئے خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ عمران نقشہ سامنے رکھے اس پر جھکا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

''آخر تمہیں اس نقشے میں کیا نظر آ رہا ہے کہ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے تم اسی پر ہی نظریں جمائے بیٹھے ہوئے ہو''...... جولیا نے اچانک جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے تو تم سب یہاں موجود ہو۔ میں تو سمجھا کہ تم اپنے اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہو گے بلکہ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہو گے''...... عمران نے سر اٹھا کر اس انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی ان سب

ے یہاں ہونے کا علم ہی نہ ہو۔

''تم کچھ بتاؤ گے تو ہم بھی جا کر آرام کریں گے۔ نہ تم نے ہاں پاکیشیا میں کچھ بتایا ہے اور نہ ہی راستے میں اور اب بھی تم ں اس نقشے کو دیکھے جا رہے ہو۔ تم شاید یہ بھول چکے ہو کہ چیف ے حکم کے تحت اس مشن کو ہم نے انتہائی تیزی سے مکمل کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ تو میں اور کیا کر رہا ہوں۔ میں بھی تو اسی لئے اتنی دیر سے بیٹھا یہ نقشہ دیکھ رہا ہوں تاکہ مشن جلد از جلد مکمل کیا جا سکے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کیا اس بار ہمارا مشن ناپال میں ہے''۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں اس چھوٹے سے بے ضرر ملک کے خلاف ہم نے کیا مشن مکمل کرنا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ مشن کافرستان میں ہے اور آپ کے یہاں آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مشن کافرستان کے معروف علاقوں سے ہٹ کر ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں شاید۔ تم ایسا ہی سمجھ لو''...... عمران نے گول مول سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

''ہونہہ۔ لعنت بھیجو اس نقشے پر اور ہمیں بتاؤ کہ مشن کیا ہے''...... جولیا نے ہاتھ بڑھا کر یکلخت نقشے کو میز پر سے اٹھاتے

ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ بڑی مشکل سے تو وقت ملتا ہے نقشہ دیکھنے کا
مجھے پرائمری کے زمانے میں بڑا شوق تھا نقشے دیکھنے کا۔ لیکن اس
وقت مجھے نقشہ دیکھنا ہی نہیں آتا تھا اب بھی یہی دیکھ رہا تھا کہ نقشہ
دیکھا کیسے جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ تم پہلے بتاؤ کہ مشن کیا ہے اور ہمیں کرنا کیا ہے۔
ساری بات بتاؤ ورنہ میں یہ نقشہ نہیں دوں گی تمہیں''...... جولیا نے
کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ چکی
ہے۔

''انتہائی اہم اور خاص مشن ہے۔ سمجھ لو کہ اس مشن کے پورا
ہونے کے بعد ہی ہم کنارے لگ سکتے ہیں''...... عمران نے بڑے
راز دارانہ لہجے میں کہا۔

''کنارے لگ سکتے ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''۔ جولیا
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ تمہیں کنارے لگنے کا نہیں پتہ۔ حیرت ہے۔ کیوں
تنویر تم بتا سکتے ہو جولیا کو کہ کنارے لگنے کا مطلب کیا ہوتا ہے''۔
عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں پتہ''...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دونوں بہن بھائی ہی کورے معلوم ہوتے ہیں۔ اب میں کیا
کروں''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا تو جولیا نے

نقشہ میز پر رکھ دیا۔

''چلو اٹھو سب چلو۔ یہ یہاں بیٹھا دیکھتا رہے نقشہ''...... جولیا
نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی واقعی باقی
سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حتیٰ کہ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی
اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ارے ارے۔ مطلب یہ ہے کہ تم سب ایک ہو گئے ہو
میرے خلاف۔ یہ تو بہت غلط بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب اب واقعی حد ہو گئی ہے۔ آپ اب اس طرح
ہم سے مشن چھپانے لگ گئے ہیں جیسے آپ کو ہم پر تھوڑا سا بھی
اعتبار نہ ہو یا پھر آپ ہمیں غدار سمجھتے ہوں''...... صفدر نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ اوہ یہ تم نے کیسے سوچ لیا۔ وری سوری۔ ٹھیک
ہے بیٹھو میں بتا دیتا ہوں''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا
تو وہ سب بیٹھ گئے۔ صفدر اپنے ساتھیوں کو اس انداز میں دیکھ رہا
تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا میں نے کیسے عمران کو بتانے پر مجبور کر دیا
ہے اور وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''میں اس لئے نہیں بتا رہا تھا کہ میں پہلے پلان بنا لینا چاہتا
تھا۔ بہرحال صفدر کی بات سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ واقعی ایسی
سوچ تم لوگوں کے ذہن میں آ سکتی ہے۔ حالانکہ میں اپنے آپ
سے زیادہ تم پر اعتماد کرتا ہوں''...... عمران نے اسی طرح انتہائی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہم ہیں ہی ایسے۔ تم یہ بات کر کے ہم پر کوئی احسان تو نہیں کر رہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم خاموش رہو''...... جولیا نے تنویر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''کیوں میں نے کون سی غلط بات کی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''پلیز تنویر، عمران صاحب کو اصل مشن بتانے دو''...... کیپٹن شکیل نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

''اصل مشن اگر میں نے ہی بتانا ہے تو نقلی مشن کون بتائے گا''...... عمران نے ایک بات پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پلیز''...... صفدر نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں پلیز ہو جاتا ہوں لیکن پہلے مجھے ایک فون کر لینے دو''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

''یہاں سے کافرستان اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔

عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب جناب شاگل صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

''اوہ۔ چیف تو دارالحکومت سے باہر گئے ہوئے ہیں''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کہاں گئے ہیں۔ جناب پرائم منسٹر صاحب کو رپورٹ دینی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''سر وہ ایک گروپ کے ساتھ کسی خفیہ مشن پر پلگانہ گئے ہیں اور یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہے۔ بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تو یہ مشن پلگانہ میں ہے اس لئے ہم یہاں ناپال میں موجود ہیں''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں چونکہ اس سے پہلے مجھے یہ خیال نہ تھا کہ شاگل کو ہمارے اس مشن کا علم ہو گا اس لئے میں مطمئن تھا کہ مشن آسانی سے مکمل کر لیا جائے گا۔ لیکن اب جبکہ کافرستانی سیکرٹ سروس پہلے

ہی ہمارے مدمقابل پہنچ چکی ہے تو اب تفصیل بتانا ضروری ہو گیا ہے تاکہ تم سب پوری طرح محتاط رہو''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال تھا کہ انہیں معلوم نہیں ہو گا''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ میرا خیال یہی تھا لیکن بہرحال اب سن لو کہ اصل میں ہوا کیا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے صفدر کو سڑک پر بیہوش لڑکی کے ملنے، فور سٹارز کی کارروائی اور پھر کیپٹن نفیس کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی اور وہ سب حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ سنتے رہے۔

''تو وہ شیڈول لے گئے ہیں لیکن''...... جولیا نے کہا۔

''اگر مسئلہ صرف شیڈول کا ہوتا تو شاید یہ کام ناٹران بھی کر لیتا لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاکیشیائی ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ سے پلاٹنک پلار کے اتارنے اور اس پلاٹنک پلار کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

''اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی اہم مشن ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ویسے عمران صاحب۔ کافرستانی بلیک سٹار ایجنسی نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ اگر اتفاق سے صفدر کو وہ لڑکی سڑک پر پڑی نہ ملتی تو شاید کسی کو اس بارے میں علم ہی نہ ہو سکتا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں جب اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے تو پھر ایسے اتفاقات خود

بن جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو وہ پلاٹنک پلار ہم نے واپس لینا ہے لیکن کیا وہ پلگانہ میں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ پلگانہ میں ایک جگہ ہے شیتال۔ وہاں فوج کی بہت [illegible]ی اور انتہائی محفوظ چھاؤنی ہے۔ اس چھاؤنی کے اندر وہ لیبارٹری موجود ہے اور اس کا کنٹرول بھی کافرستانی فوج کے پاس ہے اور اسے کافرستان کی انتہائی محفوظ اور انتہائی طاقتور چھاؤنیوں میں سے ایک کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب یہ کیسے معلوم ہوا کہ پلاٹنک پلار لازمی طور پر شیتال چھاؤنی میں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ کام کافرستان میں تمہارے چیف کے ایجنٹ ناٹران نے کیا ہے۔ اس نے اس ہریش کو گھیر لیا۔ اس سارے مشن کا کرتا دھرتا وہی تھا۔ اس سے ناٹران کو سب کچھ معلوم ہو گیا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس ہریش کی ہلاکت کی وجہ سے کافرستان سیکرٹ سروس کو ہماری آمد کا علم ہو گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ اس ہریش کی موت کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا اور پولیس بھی اسی نتیجے پر پہنچی لیکن جس طرح ہمارے ساتھ اتفاقات ہو جاتے ہیں اسی طرح کافرستان سیکرٹ سروس کے ساتھ بھی کوئی اتفاق پیش آ گیا ہو گا''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں

سر ہلا دیئے۔

''تو اس کے لئے نقشہ دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم چھا
میں گھس کر مشن مکمل کر لیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''نقشہ میں اس لئے دیکھ رہا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ شیتا
چھاؤنی کے قریب ایسا کون سا شہر یا علاقہ ہو سکتا ہے جہاں سے
کارروائی کا آغاز کر سکیں کیونکہ جو معلومات میں نے حاصل کی
ان کے مطابق شیتال کا پورا علاقہ چٹیل میدان کی صورت میں
اور یہ میدان میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے عین درمیان میں
چھاؤنی بنائی گئی ہے اور اس کے گرد باقاعدہ ایسی فصیل ہے جیسے
پرانے دور کے قلعوں کے گرد ہوتی تھی۔ صرف میلوں طویل ایک
سڑک ہے جو اس چٹیل میدان سے گزر کر ایک چھوٹے سے گاؤں
شیتال تک جاتی ہے اور پھر شیتال سے مین روڈ دوسرے بڑے
شہروں کو ملاتی ہے اور شیتال گاؤں میں بھی باقاعدہ فوجی چیک
پوسٹس موجود ہیں۔ شیتال میں داخل ہونے والے ہر آدمی کو ہر لحاظ
سے چیک کیا جاتا ہے اور وہاں موجود آدمیوں کی باقاعدہ نگرانی کی
جاتی ہے۔ یہ تمام لوگ ویسے بھی اس ملٹری چھاؤنی میں ہی کام
کرتے ہیں۔ چھوٹے درجے کے ملازم''...... عمران نے کہا۔

''اوہ پھر تو واقعی اس علاقے تک پہنچنا ہی مشکل ہو جائے
گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں یہ سارا چٹیل میدان چھاؤنی سے چیک کیا جاتا ہے اور

اس کے چاروں طرف ملٹری کی چیک پوسٹیں بھی موجود ہیں''......
عمران نے کہا۔

''کیا تم نے اسے دیکھا ہوا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں میں نے نہیں دیکھا۔ یہ ساری معلومات بھی ناٹران نے
مہیا کی ہیں''...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب کیا کافرستان سیکرٹ سروس اس چھاؤنی کے
اندر ہو گی''...... اس بار کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں میرا خیال ہے کہ یہ شیتال گاؤں میں موجود ہوں گے
کیونکہ وہاں سے چھاؤنی میں داخل ہوا جا سکتا ہے''...... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ نے کوئی شہر یا علاقہ منتخب کیا ہے''...... صفدر نے
کہا۔

''ہاں۔ شیتال سے تقریباً پچاس کلو میٹر دور ایک خاصا بڑا شہر
ہے جس کا نام ملگاری ہے۔ یہاں کافرستانیوں کے انتہائی مشہور
آثار قدیمہ موجود ہیں اور غیر ملکی سیاح دور دور سے ان کو دیکھنے
کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہاں ہوٹل بھی ہیں اور
کلب بھی اور وہ سب کچھ بھی جو ہمیں چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اصل مسئلہ تو اس چھاؤنی میں داخل ہونے کا ہے، اس
کے لئے کیا کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے

فوجی اس ملگاری شہر میں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ کسی کو پکڑ کر اس کے روپ میں وہاں جایا جا سکتا ہے۔ اب وہ چھاؤنی ہے وہاں سینکڑوں ہزاروں فوجی ہوں گے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن ان سب کی پہلی چیکنگ شیتال گاؤں میں ہوتی ہے اور دوسری چھاؤنی کے گیٹ سے پہلے۔ یہ بات بھی ناٹران نے ایک فوجی کو بھاری رقم دے کر معلوم کی ہے اور اس کے مطابق وہاں کمپیوٹر چیکنگ ہوتی ہے اور یہ چیکنگ انتہائی باریک بینی سے کی جاتی ہے“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”عام فوجیوں کی ہوتی ہو گی۔ بڑے بڑے آفیسروں کی نہیں ہوسکتی۔ ہم افسروں کے روپ میں جا سکتے ہیں“...... تنویر نے کہا۔

”کافرستانی سیکرٹ سروس کے پہنچنے کے بعد وہاں لازماً ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب اگر وہ ایجنٹ ہریش وہاں جا سکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ خصوصی لوگ وہاں جاتے رہتے ہوں گے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں پہلے لازماً وہاں جاتے رہتے ہوں گے لیکن اب نہیں“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر تمہارا کیا مطلب ہے کہ ہم مایوس ہو کر یہیں سے واپس چلے جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”ارے۔ میں نے ایسا کب کہا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم خود ہی تمام باتوں کو رد کرتے جا رہے ہو۔ اب کیا ہم جادو سے غائب ہو کر وہاں جائیں گے“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”اگر تم مجھ سے اتفاق کرو تو میرے ذہن میں ایک ترکیب موجود ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسی ترکیب“...... سب نے چونک کر پوچھا۔

”شیتال سے تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک علاقہ ہے جسے شاہور کہتے ہیں۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور سمندر کے قریب ہے۔ وہاں ایئر بیس کا کافی بڑا سیٹ اپ ہے۔ اگر ہم وہاں کے کسی بڑے آفیسر کو گھیر لیں تو ایئر بیس کی خصوصی ٹیم کے روپ میں ہم اس آلے کی چیکنگ کے لئے چھاؤنی جا سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن کیا ان کی چیکنگ نہ ہو گی“...... جولیا نے کہا۔

”ہو گی کیوں نہیں ہو گی۔ لیکن چونکہ یہ ٹیم باقاعدہ اجازت سے جائے گی اس لئے ظاہر ہے تمام انتظامات پہلے سے ہی کر لئے جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”اور اگر اس ٹیم کو اجازت نہ ملی تب کیا کریں گے ہم“۔ جولیا نے کہا۔

"جب پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر آف کافرستان احکامات دیں گے تو پھر کس کی جرأت ہے کہ وہ اجازت نہ دے"...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین تجویز ہے۔ ویری گڈ"...... سب نے ہی بیک آواز ہو کر کہا حتیٰ کہ تنویر نے بھی اس کی تائید کر دی تھی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے شاہور کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دو نمبر بتا دیئے گئے۔ ایک کافرستان کا رابطہ نمبر اور دوسرا شاہور کا۔ تو عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مختلف آواز سنائی دی۔ بولنے والی خاتون تھی۔

"مہاراش کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مہاراش کلب"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں جھامرو سے راکیش بول رہا ہوں۔ مہاراش سے بات کراؤ"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"مہاراش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی درشت مزاج آدمی ہے۔

"دارالحکومت سے تمہیں جیکال نے فون کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ہاں کیا تھا۔ آپ کون ہیں"...... اس بار بولنے والے کا لہجہ انتہائی نرم پڑ گیا تھا۔

"میں راکیش بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ حکم کرو۔ ہم خدمت کریں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے کوئی رہائش گاہ ہمارے لئے منتخب کی ہے تو اس کا پتہ بتا دو۔ ہم وہاں پہنچ کر تم سے دوبارہ رابطہ کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ جیکال کے حکم پر میں نے اپنی خاص خفیہ کوٹھی آپ کے لئے منتخب کی ہے۔ کالام کالونی کی کوٹھی نمبر ٹونٹی ڈی۔ وہاں

آپ کو آپ کے مطلب کی ہر چیز مل جائے گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہاں کون موجود ہو گا''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا خاص آدمی ہے شری کانت۔ آپ اسے جب اپنا نام بتائیں گے تو وہ کوٹھی آپ کے حوالے کر دے گا۔ اس کے بعد اگر آپ چاہیں تو وہ وہیں رہے گا چاہیں گے تو نہیں رہے گا''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم جب وہاں پہنچیں گے تو پھر تم سے رابطہ کریں گے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا آپ نے صرف رہائش گاہ کے لئے اس کی خدمات حاصل کی ہیں کیونکہ ویسے تو یہ انتہائی نچلے درجے کا آدمی لگ رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ ہے تو نچلے طبقے کا آدمی لیکن اس کے تعلقات شہر کے تقریباً تمام بڑوں سے ہیں کیونکہ یہ ایک خاص قسم کی شراب تیار کر کے فروخت کرتا ہے۔ اس شراب کو مقامی طور پر بلیک کوئین کہا جاتا ہے اور تمام بڑے بڑے افسران اور لوگ اس شراب کو پینے کے لئے مہاراش کلب آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہ شراب صرف وہی سپلائی کرتا ہے البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے لئے اس نے کلب کا ایک علیحدہ حصہ مخصوص کر رکھا ہے۔ اس لئے اس سے ہمیں فائدہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اور یہ جیکال کون ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کافرستان کے دارالحکومت کے ایک بڑے سینڈیکیٹ کا چیف تھا۔ اب ناٹران کے آدمی نے اس کی جگہ سنبھال رکھی ہے''۔ عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو کیا ناٹران اس بار بھی ہمارے ساتھ ہی کام کرے گا''۔ صفدر نے پوچھا۔

''ضرورت پڑنے پر وہ ہمارے کام آ سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اس تجویز پر ہی عمل کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے یا کوئی متبادل تجویز بھی ہے آپ کے ذہن میں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''فی الحال تو اس پر عمل کریں گے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران ایک بار پھر گہرے خیالوں میں گم ہو گیا۔

شاگل اپنے گروپ کے افراد کے ساتھ شیتال گاؤں میں موجود تھا۔ اس نے اپنے گروپ کو یہاں شیتال گاؤں میں خصوصی چیکنگ کے لئے تعینات کیا تھا اور اس کے لئے اس نے یہاں کی ملٹری انتظامیہ سے باقاعدہ بیجز حاصل کئے تھے تاکہ وہ آزادی سے وہاں کام کرسکیں کیونکہ یہاں پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے یہاں کا تفصیلی جائزہ لیا تھا اور چھاؤنی میں پہنچ کر وہاں کے انچارج کرنل بھابڑا کے ساتھ تفصیلی گفتگو بھی کی تھی۔ اس کے بعد اسے بے حد اطمینان ہوگیا تھا کہ یہ چھاؤنی ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔

اس کے ذہن کے مطابق جب تک عمران اور اس کے ساتھی شیتال میں نہ آئیں وہ کسی صورت بھی چھاؤنی میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے اس نے اپنی پوری توجہ شیتال پر ہی مرکوز کر رکھی تھی اور شیتال گاؤں کی جو پوزیشن تھی اسے دیکھتے ہوئے اسے یقین تھا کہ یہاں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھی ہر حالت میں

لیں ہو جائیں گے لیکن اس کے باوجود اسے چونکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرتے ہوئے طویل عرصہ ہوگیا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ عمران بھی لازماً پہلے یہاں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرے گا اور پھر ہی کوئی پلان بنائے گا اور اسے یہ بھی یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی پورا کافرستان عبور کر کے یہاں پہنچنے کی بجائے ناپال پہنچیں گے اور پھر وہاں سے براہ راست پلگانہ میں داخل ہو جائیں گے اس لئے اس نے ناپال میں بھی اپنا سیٹ اپ قائم کرلیا تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ شاہور کے علاقے میں بھی اس کے آدمی موجود تھے۔ کیونکہ عمران اس طرف سے بھی شیتال میں داخل ہوسکتا تھا۔ وہ اس وقت آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس شاگل بول رہا ہوں''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''رائے کمار بول رہا ہوں باس ناپال سے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ تم۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''باس عمران اور اس کے ساتھی جن میں ایک عورت اور تین مرد شامل ہیں، یہاں ناپال پہنچے ہیں وہ چونکہ اپنی اصلی شکلوں میں تھے

اس لئے میں نے انہیں ایئر پورٹ پر ہی چیک کر لیا تھا اور وہ وہاں سے کلائر ہوٹل پہنچے۔ وہاں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے اور وہاں سب ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے تو میں نے اس کے ساتھ والا خالی کمرہ حاصل کر لیا اور پھر میں نے کراس ایکسی کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت بھی سن لی ہے اور اس عمران نے جہاں جہاں فون کالیں کی ہیں وہ بھی سن لی ہیں۔ اب چونکہ ہر بات واضح ہو چکی ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے''...... رائے کمار نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں سے بات کر رہے ہو''...... شاگل نے بے چین ہو کر پوچھا۔

''دوسرے ہوٹل سے باس''...... رائے کمار نے کہا۔

''اوہ گڈ ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ تم اس برابر والے کمرے سے ہی کال کر رہے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم چیک کر لئے جاؤ۔ بتاؤ کیا ہوا ہے''...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس انہوں نے شاہور پہنچ کر وہاں موجود ایئر بیس کے افسروں کے روپ میں براہ راست شیتال چھاؤنی میں داخل ہونے کا پلان بنایا ہے''...... رائے کمار نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہاں ریڈ الرٹ ہے۔ وہاں کسی کا داخلہ ممکن نہیں ہے''...... شاگل نے کہا۔

''باس۔ اس عمران نے کہا ہے کہ اگر پرائم منسٹر یا پریذیڈنٹ

اجازت دے دیں تو پھر کوئی انہیں روک نہیں سکتا''...... رائے کمار نے کہا۔

''اوہ اوہ میں سمجھ گیا۔ وہ آوازوں کی نقل کرنے کا ماہر ہے۔ وہاں وہ کہاں رہیں گے۔ اس کا کوئی انتظام کیا ہے انہوں نے''...... شاگل نے کہا۔

''یس باس۔ وہاں مہاراش کلب کے مالک مہاراش کو عمران نے فون کیا اور اس نے انہیں کالام کالونی کی کوٹھی نمبر ٹونٹی ڈی میں پہنچنے کا کہا اور عمران کے مطابق اس مہاراش کے وہاں کے تمام بڑے آفیسرز سے گہرے تعلقات ہیں اور عمران اس مہاراش کے ذریعے ان آفیسرز کو کور کر کے مشن مکمل کرنا چاہتا ہے باس اور اس عمران نے آپ کے ہیڈ کوارٹر بھی کال کی تھی اور وہاں اس نے پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کی آواز میں بات کی تھی۔ وہاں سے بتایا گیا کہ آپ پلگانہ گئے ہوئے ہیں''...... رائے کمار نے کہا۔

''اوہ اس کا مطلب ہے کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں۔ اب تو یہ شیطان پوری طرح الرٹ ہو گا۔ کب یہ لوگ شاہور پہنچ رہے ہیں''...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہ آج رات کو ہی ایک فلائٹ سے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ٹکٹیں بک کرا لی ہیں''...... رائے کمار نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس فلائٹ کی تفصیل بتاؤ''...... شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

''اوکے۔ تم نے خیال رکھنا ہے۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہوں تو تم نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر مجھے فوراً اطلاع دینی ہے۔ سمجھ گئے تم''...... شاگل نے کہا۔

''یس باس''...... رائے کمار نے کہا۔

''خیال رکھنا۔ انہیں اگر معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو یہ غائب ہو جائیں گے اور سارا پلان بھی بدل دیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''یس باس۔ میں پوری طرح محتاط ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے میز پر ہاتھ مارا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

''مہندر کو بلاؤ''...... شاگل نے کہا تو نوجوان تیزی سے مڑا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے شاگل کو سلام کیا۔

''بیٹھو''...... شاگل نے کہا تو مہندر میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم شاہور کے رہنے والے ہو''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ وہ میرا آبائی علاقہ ہے جناب''...... مہندر نے کہا۔

''شاہور اب بھی آتے جاتے ہو یا نہیں''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر آتا جاتا رہتا ہوں''...... مہندر نے کہا۔

''وہاں کوئی مہاراش کلب ہے جس کے مالک نام بھی مہاراش ہے۔ اسے جانتے ہو''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ شاہور کے تمام جرائم کا گڑھ یہی کلب ہے۔ اس کا مالک شاہور کا سب سے بڑا غنڈہ اور جرائم پیشہ آدمی ہے جس کا نام مہاراش ہے۔ اس کے خلاف وہاں کوئی انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس بے رحم اور سفاک قاتلوں کا پورہ گروہ موجود ہے۔ جو اس کے مخالف کو اس کے خاندان سمیت انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے''...... مہندر نے کہا۔

''وہاں کوئی کالام کالونی بھی ہے''...... شاگل نے پوچھا۔

''یس سر۔ بڑی معروف کالونی ہے۔ امراء کی کالونی ہے جناب''...... مہندر نے کہا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''سنو۔ پاکیشیائی ایجنٹ شاہور پہنچ رہے ہیں اور وہاں اس کالام کالونی کی کوٹھی نمبر ٹونٹی ڈی میں وہ اپنی رہائش رکھیں گے اور یہ کوٹھی انہیں مہاراش کلب کے مہاراش نے مہیا کی ہے اور ہم نے وہاں ان ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... مہندر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کرو گے تم وہاں''...... شاگل نے پوچھا۔

''اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا''...... مہندر نے کہا۔

’’اور اگر یہ لوگ اندر نہ ہوئے تب‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’جناب پہلے ان کے بارے میں تصدیق کی جائے گی پھر کارروائی ہو گی‘‘...... مہندر نے کہا۔

’’یہی اصل نکتہ ہے۔ جب تک تصدیق ہو گی وہ کوٹھی سے نکل جائیں گے۔ پہلے بھی ہزاروں بار ایسا ہو چکا ہے اور پھر اس مہاراش کا بھی مسئلہ ہے۔ میں چاہوں تو میرے حکم پر اس مہاراش کو گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن اس کی گرفتاری کی خبر ملتے ہی یہ گروپ غائب ہو جائے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ انہیں آخری لمحے تک کسی بات کا بھی علم نہ ہو اور ہم انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’پھر جیسے آپ حکم دیں جناب۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی‘‘...... مہندر نے کہا۔

’’تم اپنے ساتھ دس افراد لو۔ ان کے پاس ہر قسم کا جدید ترین اسلحہ ہونا چاہئے۔ ہم یہاں سے ہیلی کاپٹروں پر فوراً شاہور پہنچیں گے۔ وہاں ہم ائرپورٹ سے ان کا تعاقب کریں گے اور جیسے ہی یہ کوٹھی میں پہنچیں گے ہم بغیر وقت ضائع کئے اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’جناب انہیں ائرپورٹ پر ہی کیوں نہ فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جائے‘‘...... مہندر نے کہا۔

’’اگر وہ وہاں بچ گئے تو پھر غائب ہو جائیں گے‘‘...... شاگل

نے کہا۔

’’پھر آپ جیسے حکم دیں جناب۔ لیکن ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے اگر آپ سن لیں تو مہربانی ہو گی‘‘...... مہندر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

’’تم کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’جناب ہم اپنے ساتھیوں کو تین گروپس میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ایک گروپ ائرپورٹ پر ان پر حملہ کرے۔ دوسرا راستے میں ان ٹیکسیوں یا کاروں پر میزائل فائر کرے اور تیسرا کوٹھی پر موجود ہو۔ اس طرح ان کی موت یقینی ہو جائے گی‘‘...... مہندر نے کہا۔

’’نہیں۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں۔ ہاں اگر یہ مہاراش ہم سے مل جائے اور پورا تعاون کرے تو ان شیطانوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے‘‘...... شاگل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’جناب ایک صورت ہے یہ مہاراش آپ کا غلام بن سکتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے آپ کے دشمنوں کا ہلاک کر سکتا ہے اور ویسے بھی اگر یہ مہاراش ان دشمنوں کے خلاف ہو جائے تو پورے شاہور میں انہیں کہیں بھی پناہ نہ مل سکے گی‘‘...... مہندر نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

’’کون سی صورت‘‘...... شاگل نے پوچھا۔

''جناب اس مہاراش کو کسی سرکاری ایجنسی کا عہدیدار ہونے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ اگر آپ اسے شاہور میں سیکرٹ سروس کا نمائندہ بنا دیں تو وہ دل و جان سے آپ کی خدمت کرے گا''...... مہندر نے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ ایک مجرم، بدمعاش اور غنڈے کو یہ عہدہ کیسے دیا جا سکتا ہے۔ نانسنس۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو''...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ بعد میں اسے اس عہدے سے ہٹایا بھی جا سکتا ہے''...... مہندر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ اصولاً غلط ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے اور کوئی بات کرو''...... مہندر نے کہا۔

''جناب اور تو کوئی صورت میرے ذہن میں نہیں ہے۔ آپ جیسے حکم دیں''...... مہندر نے کہا۔

''تم دس افراد کو تیار کرو۔ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اب اس مشن کو میں خود سرانجام دوں گا اور دیکھوں گا کہ یہ لوگ شاہور پہنچتے ہی کیسے ہلاک نہیں ہوتے''...... شاگل نے کہا اور مہندر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کب روانگی ہے جناب''...... مہندر نے کہا۔

''ابھی اسی وقت۔ دو ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ فوراً''...... شاگل نے کہا اور مہندر سلام کر کے واپس چلا گیا۔

''میں شاہور میں ان کا خاتمہ کر کے ہی رہوں گا''...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ شیتال گاؤں میں چونکہ فوج کا سیٹ اپ تھا اس لئے یہاں فون کی لائننگ بھی تھی۔ ایکس چینج بھی اور انکوائری بھی۔ اس لئے شاگل کے انکوائری کا نمبر پریس کرنے کے بعد اس کا رابطہ انکوائری سے ہو گیا تھا۔

''یہاں سے شاہور کا رابطہ نمبر بتا دیں''...... شاگل نے رعب دار لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ شاگل نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر کے ساتھ ساتھ انکوائری کا بھی مخصوص نمبر پریس کر دیا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''شاہور میں پولیس چیف کمشنر کا نمبر بتائیں''...... شاگل نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو شاگل نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی اے ٹو شاہور پولیس کمشنر''...... رابطہ ہوتے ہی ایک

آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس'' شاگل نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے بولنے والے نے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا نام ہے کمشنر کا''...... شاگل نے پوچھا۔

''وجے ملہوترا جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان سے میری بات کراؤ''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کمشنر پولیس شاہور وجے ملہوترا بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''تمہیں میرے بارے میں بتا دیا گیا ہو گا۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بول رہا ہوں''...... شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو شاگل کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''شاہور میں سیکرٹ سروس نے ایک خفیہ مشن مکمل کرنا ہے۔ جس کے لئے ہمیں پولیس کی ضرورت پڑے گی''...... شاگل نے کہا۔

''پولیس تو آپ کی خدمت کے لئے ہی موجود ہے جناب۔ آپ صرف حکم دیں۔ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تفصیل فون پر نہیں بتائی جا سکتی۔ میں خود اپنے دس ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر پر آ رہا ہوں۔ تم مجھے فوری طور پر کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں ہم ہیلی کاپٹر اتار کر اسے چھپا سکیں اور تم سے رابطہ بھی کیا جا سکے''...... شاگل نے کہا۔

''جناب شاہور کے شمال میں ایک پانچ منزل عمارت ہے اس کے اوپر ایک چاند بنا ہوا ہے۔ اس لئے اسے مون بلڈنگ کہا جاتا ہے۔ یہ بلڈنگ آپ کو دور سے ہی نظر آ جائے گی۔ اس کے گرد بڑا احاطہ ہے اور وہاں باقاعدہ خاصا وسیع ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت پولیس ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں بھی وہیں موجود ہوں۔ آپ تشریف لے آئیں۔ ہم آپ کا استقبال کریں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے لیکن ابھی تم نے کسی سے یہ بات نہیں کرنی کہ ہم آ رہے ہیں۔ یہ بات ابھی تم تک ہی محدود رہنی چاہئے''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے آدمیوں کو بھی پولیس کی یونیفارم پہنا

کر پولیس میں شامل کر کے ائیر پورٹ کے باہر چیکنگ کرائے گا اور جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں گے پولیس چیکنگ کرتے ہوئے اچانک ان پر فائرنگ کھول دے گی اس طرح ان کے بچ نکلنے کا کوئی امکان نہ رہے گا اور ان کی موت یقینی ہو جائے گی۔ اس لئے اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان اور مسرت کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت شاہور ائیر پورٹ پر پہنچا تو وہ سب مقامی میک اپ میں تھے حتیٰ کہ جولیا نے بھی مقامی میک اپ کر رکھا تھا چونکہ ضروری کاغذات انہوں نے وہیں ناپال میں ہی تیار کرا لئے تھے۔ اس لئے کسی بھی چیکنگ میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ سب کلیئرنس کرانے کے بعد پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔

شاہور چونکہ ایک عام سا علاقہ تھا اس لئے وہاں زیادہ گھما گھمی نہ تھی۔ اس فلائٹ سے اترنے والے افراد کے استقبال کے لئے وہاں بہت کم لوگ موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پبلک لاؤنج سے نکل کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ بھی موجود نہ تھا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ائیر پورٹ پر خصوصی طور پر اسلحہ چیک کیا جاتا ہے۔

''کالام کالونی جانا ہے۔ دو ٹیکسیاں چاہئیں''...... عمران نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کے قریب جا کر کہا۔

"سوری جناب۔ کالام کالونی اس وقت کوئی ٹیکسی بھی نہیں جائے گی۔ آپ بس پر بیٹھ کر چلے جائیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں کیا ہوا ہے وہاں"...... عمران نے کہا۔

"وہاں تو کچھ نہیں ہوا جناب۔ لیکن کالام کالونی کی طرف جانے والے روڈ پر پولیس انتہائی سختی سے چیکنگ کر رہی ہے۔ ایک ایک کار اور ایک ایک ٹیکسی کو اس طرح چیک کیا جا رہا ہے جیسے انہیں ملک دشمنوں کی تلاش ہو اور پھر ٹیکسی ڈرائیوروں کے کاغذات کبھی مکمل ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ یہاں انتہائی بھاری فیسیں ہیں۔ ہم صرف چند کاغذات اور چھوٹی موٹی رشوت دے کر کام چلا لیتے ہیں لیکن اب اس چیکنگ پر پولیس کمشنر خود موجود ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور شاید باتونی آدمی تھا اس لئے اس نے تفصیل بتا دی۔

"کیا یہ چیکنگ پہلے بھی ہوتی رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ایسی چیکنگ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ ورنہ تو ہم کام ہی نہ کر سکتے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ ہم اس چیکنگ سے بچ کر وہاں پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"کیا مہاراش کلب جاتے ہوئے بھی یہ چیکنگ سپاٹ آتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ تو علیحدہ راستے پر ہے"...... ڈرائیور نے کہا البتہ مہاراش کلب کا نام سن کر اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے۔ وہ اب قدرے خوفزدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

"تو پھر ہمیں مہاراش کلب تک پہنچا دو۔ کرایہ بھی ڈبل دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بیٹھیں جناب۔ آپ کی خدمت تو ہمارا فرض ہے۔ میں دوسرے ڈرائیور کو کہہ دوں"...... ڈرائیور نے کہا اور تیزی سے دوسری ٹیکسی کے ڈرائیور کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ٹیکسیوں میں سوار ہو کر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک دو منزلہ وسیع و عریض عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ عمارت پر مہاراش کلب کا بھاری سائز کا بورڈ موجود تھا۔

"جناب ٹیکسیوں کا اندر جانا ممنوع ہے"...... ڈرائیور نے ٹیکسی روکتے ہوئے کہا تو عمران نے سر ہلایا اور وہ سب نیچے اتر آئے۔

عمران نے میٹر دیکھتے ہوئے نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ بھاری ٹپ بھی دے دی اور وہ دونوں ٹیکسی ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسیاں آگے لے گئے تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر اندر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہاں آنے جانے والے سب زیر زمین دنیا کے افراد ہی دکھائی دیتے تھے۔ اندر وسیع و عریض ہال بھی منشیات اور سستی شراب کی

غلیظ بو سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف کافی بڑا کاؤنٹر تھا جس پر
آدمی سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک غنڈہ نما آدمی
طرف خاموش کھڑا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی ہال
داخل ہوئے۔ اس آدمی کی نظریں ان پر جم سی گئیں۔

''یس سر''...... عمران اور اس کے ساتھیوں کے کاؤنٹر پر
ہی اس آدمی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مہاراش سے کہو کہ جھامرو سے راکیش اور اس کے سا
آئے ہیں۔ جیکال نے بھیجا ہے''...... عمران نے قدرے سرد
میں کہا۔

''اوہ اچھا جناب''...... اس آدمی نے جیکال کا نام سنتے ہی
چونک کر کہا اور جلدی سے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا
اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے کالا بول رہا ہوں جناب۔ ایک عورت اور چا
مردوں کا گروپ یہاں کاؤنٹر پر موجود ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ
جھامرو سے انہیں جیکال نے بھیجا ہے۔ ان کے لیڈر نے اپنا نا
راکیش بتایا ہے''...... کالا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس کالا نے مؤد
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک آدمی کو بلایا۔

''انہیں باس کے آفس پہنچا آؤ۔ وہ ان کے منتظر ہیں''......
نے کہا۔

''آیئے جناب''...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا
اور تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے آفس میں
داخل ہو رہا تھا۔ جہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور
بھاری جسم لیکن سر سے گنجا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے چہرے مہرے
اور انداز سے ہی زیر زمین دنیا کا کوئی بڑا غنڈہ نظر آ رہا تھا۔

''آیئے جناب۔ میرا نام مہاراش ہے''...... اس آدمی نے اٹھ
کر میز سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باری باری
عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کیا جبکہ جولیا پہلے ہی ایک
کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ اس لئے مہاراش اس کی طرف بڑھنے کی
بجائے واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میرا نام راکیش ہے۔ میں نے تم سے فون پر جیکال کے
حوالے سے بات کی تھی اور تم نے کالام کالونی کی کوٹھی نمبر ٹونٹی ڈی
مجھے رہائش کے لئے دی تھی''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''جی ہاں لیکن آپ وہاں جانے کے بجائے یہاں آ گئے ہیں۔
کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... مہاراش نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

''کیا تم نے پولیس کو کوئی خاص اطلاع دی ہے کہ وہ لوگ
خصوصی طور پر کالام کالونی جانے والوں کی انتہائی سخت چیکنگ کر
رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو مہاراش بے اختیار اچھل پڑا۔

''میں نے۔ یہ کیسے ممکن ہے جناب۔ میں بھلا کیسے جیکال کے

آدمیوں کے بارے میں پولیس کو کچھ بتا سکتا ہوں اور کیوں''۔ مہاراش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''تو پھر کسی اور ذریعے سے ان تک معلومات پہنچی ہوں گی۔ اس لئے ہم وہاں نہیں گئے بلکہ سیدھے یہاں آ گئے ہیں۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ چیکنگ کیوں ہو رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ابھی معلوم کر سکتا ہوں۔ پولیس ہیڈ کوارٹر میں میرے آدمی موجود ہیں''...... مہاراش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو''...... عمران نے کہا تو مہاراش نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ڈی ایس پی سندر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''مہاراش بول رہا ہوں''...... مہاراش نے انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ آپ۔ آپ نے خود کال کی ہے۔ حکم فرمائیں جناب''...... دوسری طرف سے یکلخت بھیک مانگنے والے انداز میں

کہا گیا۔

''کالام کالونی جانے والے راستے پر تمہاری پولیس بڑی سخت چیکنگ کر رہی ہے۔ کیوں۔ کیا وجہ۔ تفصیل سے بات کرو۔ میں اس کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔ فوراً''...... مہاراش نے اسی طرح سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

''جناب یہ چیکنگ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے حکم پر ہو رہی ہے۔ انہیں اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند ایجنٹ ناپال کی فلائٹ سے شاہور پہنچ رہے ہیں اور انہوں نے کالام کالونی کی کوٹھی نمبر ٹوئنٹی ڈی میں رہائش رکھنی ہے۔ انہوں نے کمشنر صاحب کو فون کیا اور تیار رہنے کا حکم دیا۔ پھر دو ہیلی کاپٹروں پر چیف شاگل اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ مون بلڈنگ میں پہنچ گئے۔ چیف شاگل صاحب نے کمشنر صاحب سے میٹنگ کی۔ میں بھی کمشنر صاحب کے ساتھ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ انتہائی خطرناک گروپ ہے اور اگر انہیں معمولی سا بھی شک پڑ گیا تو یہ ہاتھ سے نکل کر غائب ہو جائیں گے اسی لئے ان کا ایک آدمی اس فلائٹ پر ان کے ساتھ آ رہا ہے اور انہیں اس کوٹھی پر جانے سے پہلے ہلاک کیا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ یہ طے ہوا ہے کہ چیف شاگل صاحب کے دس ساتھی پولیس یونیفارم میں پولیس کے ساتھ کالام کالونی کے روڈ پر چیکنگ کریں گے اور جیسے ہی یہ گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ وہاں پہنچے گا

انہیں چاروں طرف سے گھیر کر ان پر فائرنگ کھول کر انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ چیف شاگل یہاں مون بلڈنگ میں ہی موجود ہیں البتہ ان کا رابطہ ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں سے ہے اور کمشنر صاحب چیکنگ پارٹی کے ساتھ ہیں''...... دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس بات کو بھول جاؤ''...... مہاراش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تو کیا تم لوگ پاکیشیائی ہو''...... مہاراش نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم پاکیشیائی ہوتے تو تمہارا کیا ردعمل ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جیکال سے معذرت کر لیتا۔ میں بہرحال پاکیشیائیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا''...... مہاراش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ پولیس نے کلب کو گھیر رکھا ہے اور کمشنر خود اندر آیا ہے۔ اوہ۔ اسے میرے سپیشل آفس پہنچاؤ۔ میں وہیں آ رہا ہوں''...... مہاراش نے دوسری طرف سے بات سن کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''میں تمہارے ساتھ جیکال کی وجہ سے اتنا کر سکتا ہوں کہ

تمہیں عقبی راستے سے باہر نکال دوں لیکن اب تمہاری اور کوئی مدد نہیں کی جا سکتی''...... مہاراش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''آؤ میرے ساتھ''...... مہاراش نے کہا اور پھر ایک لفٹ کے ذریعے وہ انہیں نیچے تہہ خانے میں لے آیا۔ یہاں سے ایک خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے وہ عقبی گلی سے گزر کر سڑک پر پہنچ گئے۔ پھر جلد ہی انہیں دو ٹیکسیاں مل گئیں۔ عمران نے انہیں کالام کالونی چلنے کا کہا اور وہ سب لوگ دونوں ٹیکسیوں میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کالونی میں داخل ہوئے۔

''کہاں جانا ہے آپ نے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''سامنے ہوٹل کے قریب اتار دو''...... عمران نے ایک ہوٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ہوٹل کے قریب لے جا کر اس نے ٹیکسی روک دی۔ اس کے عقب میں آنے والی دوسری ٹیکسی بھی رک گئی اور وہ سب نیچے اتر آئے۔ کیپٹن شکیل نے کرایہ ادا کیا اور جب ٹیکسیاں مڑ کر واپس چلی گئیں تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھ گیا۔

''کیا آپ اسی کوٹھی میں جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں یہ اس وقت سب سے محفوظ جگہ ہے۔ یہاں ہم نے میک اپ اور لباس تبدیل کرنے ہیں اور اسلحہ بھی حاصل کرنا ہے ورنہ

شاگل نے پولیس کی مدد سے ہمیں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دینا''...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑا دیر بعد وہ کوٹھی نمبر ٹوئنٹی ڈی پر پہنچ گئے۔ کال بیل دینے پر ایک نوجوان باہر آ گیا۔

''تمارا نام شری کانت ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ آپ''...... اس نوجوان نے چونک کر کہا۔

''میرا نام راکیش ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ آیئے سر''...... شری کانت نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہو گیا۔

''پولیس والے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گئے ہیں۔ میں بڑا پریشان ہو رہا تھا''...... شری کانت نے اندر سے پھاٹک کا کنڈا لگاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہاں میک اپ کا سامان، لباس اور اسلحہ تو ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ سب کچھ ہے۔ آیئے میں بتاتا ہوں''۔ شری کانت نے کہا اور پھر عمران نے شری کانت کو کافی بنانے کا کہہ دیا جبکہ اس کے ساتھیوں نے الماریوں میں سے اپنے ناپ کے لباس منتخب کئے اور پھر ایک ایک کر کے انہوں نے لباس بھی تبدیل کر لئے۔

''اب اس شری کانت کو بے ہوش کر دو تاکہ وہ ہمارے لباسوں اور میک اپ کے بارے کسی کو کچھ نہ بتا سکے''...... عمران نے کہا تو

تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

''تنویر اسے ختم کر دے گا وہ تمہاری طرح دشمنوں پر رحم نہیں کھاتا۔ اس مہاراش نے جو رویہ اپنایا تھا اس پر مجھے بھی غصہ آ گیا تھا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس نے ہمیں وہاں سے تو نکال ہی دیا تھا۔ اس طرح اصل میں اس نے فوری اپنی زندگی بچا لی تھی''...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آ گیا۔

''کیا ہوا۔ آف کیا ہے یا ہاف آف''...... عمران نے کہا۔

''میں کوئی رسک لینے کا قائل نہیں۔ میک اپ کے بارے میں نہیں تو وہ ہمارے لباسوں کے بارے میں تو بتا سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کا منہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کافی اس نے تیار کر لی تھی یا نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ پیالیاں ٹرالی میں رکھ رہا تھا جب میں نے اسے ختم کیا''...... تنویر نے کہا۔

''تو ٹرالی تم نے لے آنی تھی''...... عمران نے کہا۔

''میں تمہارا ملازم نہیں ہوں۔ سمجھے''...... تنویر نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میں لے آتی ہوں کافی۔ تم میک اپ کر لو۔ شاگل کسی بھی

لمحے یہاں پہنچ سکتا ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی عمران نے اپنے ساتھیوں کا نیا میک اپ کر دیا۔ اسی دوران کافی بھی پی لی گئی۔ جبکہ دو آدمی نگرانی بھی ساتھ ساتھ کرتے رہے تھے۔ آخر میں عمران نے اپنا میک اپ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے ضروری اسلحہ اٹھا لیا۔

''اب کہاں جانا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اب اس پلاننگ پر تو عمل ممکن نہیں رہا۔ کیونکہ شاگل کا یہاں خود پہنچنا اور اس کے ساتھ کوٹھی کے بارے میں بھی اس کی معلومات اور پھر خاص طور پر یہ کہ اس کا آدمی ناپال سے ہمارے ساتھ آیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں ناپال میں ہماری نہ صرف نگرانی ہوتی رہی بلکہ وہاں سے یہاں مہاراش کے ساتھ ہونے والی بات چیت بھی ٹیپ کی گئی ہے۔ یہ تو اگر ٹیکسی ڈرائیور چیکنگ کی وجہ سے یہاں آنے سے انکار نہ کرتا اور سب کچھ نہ بتاتا تو ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے اور اب تک ہماری لاشیں بھی پولیس ہیڈکوارٹر پہنچ چکی ہوتیں۔ اب بھی پولیس کا مہاراش کلب پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ وہ آدمی جو ہمارے ساتھ آیا تھا اس نے اطلاع دے دی کہ ہم ٹیکسیوں میں بیٹھ کر مہاراش کلب گئے ہیں اس لئے یہاں سے پولیس بھی واپس چلی گئی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں اور اب پورے شاہور میں زور و شور سے ہماری تلاش

ع ہو چکی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن اب تو ہم میک اپ بھی بدل چکے ہیں اور لباس بھی تبدیل کر لئے ہیں۔ اب ہمیں کیسے چیک کیا جا سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''کسی بھی ساتھی کو مشکوک سمجھ کر روکا جا سکتا ہے اور یہ بھی طے ہے کہ اب آگے بڑھنے یا واپس جانے والے ہر راستے پر شاگل نے سخت چیکنگ شروع کرا دی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کیا ہم یہیں بیٹھے گپیں مارتے رہیں گے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم بتاؤ۔ تم اگر اکیلے ہوتے تو کیا کرتے''...... عمران نے کہا۔

''میں سیدھا پولیس ہیڈکوارٹر پہنچتا اور پھر شاگل کا خاتمہ کر دیتا''...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں وہاں جانا خودکشی کے مترادف ہے البتہ اس مہاراش کو قابو کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں کب تک رہ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہم یہاں کسی خالی کوٹھی پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ یہاں اس کالونی میں کوئی نہ کوئی کوٹھی تو خالی ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اب شاہور میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ نیپال کے ہوٹل میں ہونے والی ہماری گفتگو ٹیپ کی گئی ہے اور یقیناً شاگل ہمارا پلان سمجھ چکا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

”پھر تو تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ پہلے اس شاگل کا خاتمہ کر
چاہئے بعد میں اطمینان سے مشن مکمل کیا جا سکتا ہے“...... جولیا
کہا تو تنویر کا چہرہ جولیا کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔
”نہیں مس جولیا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں کی پولیس پہلے
ہی ہمارے خلاف ہے اور پھر شاگل بے حد محتاط آدمی ہے اس کے
ساتھ دس تربیت یافتہ آدمی بھی ہیں۔ ہمیں بہرحال شاہور سے نکل
کر کسی اور شہر پہنچنا ہو گا تا کہ ہم آزادی سے کام کر سکیں۔ صرف
جذباتی اقدامات سے مشن مکمل نہیں کیا جا سکتا“...... صفدر نے کہا۔
”شاہور سے آگے ایک اور چھوٹا سا علاقہ ہے کلانکا۔ وہاں
آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ یہاں سے بسوں میں سفر کرتے
ہوئے ہم آسانی سے وہاں چلے جائیں گے مجھے یقین ہے کہ شاگل
کے ذہن میں یہی ہو گا کہ ہم شیتال پہنچنے کی کوشش کریں گے“۔
عمران نے کہا۔
”اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے“...... سب نے کہا تو عمران اٹھ
کھڑا ہوا اور پھر انہوں نے آپس میں طے کر لیا کہ وہ علیحدہ علیحدہ
یہاں سے نکلیں گے اور بس میں سفر کر کے گھاٹ پر پہنچ جائیں
گے۔ وہاں سے بھی یہی کام ہو گا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب
اٹھے اور ایک ایک کر کے کوٹھی سے باہر نکل گئے۔ سب سے آخر
میں عمران باہر آیا۔ اس نے پھاٹک بند کیا اور اطمینان سے چلتا ہوا
آگے بڑھتا چلا گیا۔

شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ وہ اس
وقت پولیس ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ کمشنر وجے
ملہوترا بھی وہاں موجود تھا۔ شاگل کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے
بارے میں رپورٹ مل چکی تھی کہ وہ کالام کالونی جانے کی بجائے
ایئر پورٹ سے سیدھے مہاراش کلب پہنچے اور وہاں سے عقبی راستے
سے ہو کر نکل گئے۔ جبکہ مہاراش کو بھی ان کے بارے میں کچھ نہ
معلوم تھا۔ وجے ملہوترا نے رپورٹ دی تھی کہ اس نے مہاراش اور
اس کے آدمیوں سے پوچھ گچھ کی ہے تو صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ
چار مرد اور ایک مقامی عورت ہال میں دیکھے گئے ہیں پھر وہ کلب
کے دوسرے حصے میں چلے گئے اور وہاں سے اچانک غائب ہو گئے
البتہ عقبی راستہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وجے ملہوترا کا خیال تھا کہ
کلب کے کسی ویٹر نے رقم لے کر انہیں عقبی راستے سے نکال دیا تھا
لیکن اس ویٹر کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ البتہ پولیس اور شاگل

کے آدمی پورے شاہور میں انہیں تلاش کر رہے تھے۔ شاگل
مکمل طور شاہور کی ناکہ بندی کرا دی تھی اور ہر طرف چیکنگ کرا
جا رہی تھی لیکن آہستہ آہستہ وقت گزرتا جا رہا تھا اور ان کے بار
میں کہیں سے بھی کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی۔ اس لئے شاگل کا چہ
غصے کی شدت سے بگڑتا جا رہا تھا۔

''اس مہاراش کو بلاؤ یہاں۔ اس کے آدمی نے یقیناً انہیں
غائب کیا ہے''...... شاگل نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا
لیکن اس سے پہلے کہ وجے ملہوترا کوئی جواب دیتا۔ ساتھ ہی پڑے
ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وجے ملہوترا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ وجے ملہوترا بول رہا ہوں''...... وجے ملہوترا نے تیز
لہجے میں کہا۔

''کارتک بول رہا ہوں باس۔ یہ گروپ کالام کالونی کی کوٹھی
نمبر ٹونٹی ڈی میں پہنچا اور پھر وہاں سے میک اپ کر کے اور لباس
تبدیل کر کے نکل گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو وجے
ملہوترا کے ساتھ ساتھ شاگل بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ کیسے معلوم ہوا''...... وجے ملہوترا نے تیز لہجے میں
کہا۔

''میں احتیاطاً وہاں چیکنگ کے لئے گیا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک
باہر سے بند نہ تھا۔ میں نے اسے کھولا اور اندر گیا تو کچن میں ایک

آدمی کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ ان کی گردن توڑ دی گئی تھی۔ وہاں
ایک کمرے میں کافی کی پانچ پیالیاں موجود تھیں۔ وہاں وہ لباس
بھی موجود ہیں جو اتارے گئے ہیں اور الماریوں سے بھی لباس
غائب ہیں اور وہاں ایک میک اپ باکس میں خالی شیشیاں بھی
موجود ہیں''...... کارتک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہاں اردگرد سے معلوم کرو۔ لازماً انہیں جاتے ہوئے دیکھا
گیا ہو گا اور ان کے نئے حلیئے اور لباسوں کی تفصیل معلوم کرو۔
فوراً''...... وجے ملہوترا نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو وجے ملہوترا نے
رسیور رکھ دیا۔

''یہ اسی مہاراش کا ہی کام ہے۔ اس کو بلواؤ۔ میں اس کی روح
سے بھی اگلوا لوں گا۔ میں اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس کی
انتڑیاں نکال لوں گا تو اسے میرے سامنے بولنا ہی پڑے گا۔ بلاؤ
اسے ابھی بلاؤ''...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب اگر اس مہاراش نے یہ سب کچھ کیا ہوتا تو اس کے
ملازم کو وہاں ہلاک نہ کیا جاتا۔ ویسے بھی مجھے معلوم ہے کہ مہاراش
انتہائی محب وطن آدمی ہے۔ اسے جیسے ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ
پاکیشائی ہیں اس نے فوری اپنے آدمیوں کو ان کی تلاش کا حکم دے
دیا اور اب پولیس کے ساتھ ساتھ اس کے آدمی بھی انہیں تلاش کر
رہے ہیں''...... وجے ملہوترا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید

کوئی بات ہوتی ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وجے ملہوترا نے رسیور اٹھا لیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ وجے ملہوترا بول رہا ہوں''...... وجے ملہوترا نے کہا۔

''مہاراش بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی تو وجے ملہوترا کے ساتھ ساتھ شاگل بھی چونک پڑا۔

''یس کیوں کال کی ہے''...... وجے ملہوترا نے سخت لہجے میں کہا۔

''کمشنر صاحب۔ میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ پانچ افراد کا ایک گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے شانگھرا گھاٹ سے ایک بڑی لانچ لے کر کلانکا کی طرف گئے ہیں۔ لیکن ان کے حلیئے اور لباس مختلف تھے البتہ وہ گروپ پانچ افراد پر ہی مشتمل تھا اور ان کے قد قامت وہی ہیں جو مجھے بتائے گئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں''...... مہاراش نے کہا۔

''رسیور مجھے دو۔ مجھے دو۔ فوراً''...... شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب شاگل صاحب سے بات کرو''...... وجے ملہوترا نے کہا اور اٹھ کر رسیور شاگل کے ہاتھ میں دے دیا۔

''ہیلو''...... شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''یس مسٹر شاگل''...... مہاراش نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ تمہارے آدمیوں نے کب انہیں چیک کیا ہے''۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے جناب۔ تقریباً بیس منٹ ہوئے ہوں گے''...... مہاراش نے تیز لہجے میں کہا۔

''تو تمہیں اب تک یہ اطلاع نہیں ملی کہ تم نے انہیں کالام کالونی کی جو کوٹھی دی تھی وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے اور وہاں انہوں نے تمہارے آدمی کو ہلاک کر دیا اور وہاں انہوں نے لباس بھی بدل لیئے اور حلیئے بھی''...... شاگل نے کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا۔ وہاں تو یہ لوگ کسی صورت نہ جا سکتے تھے۔ لیکن نجانے وہ کیوں وہاں پہنچ گئے۔ پھر تو جناب یقیناً یہی پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ ہو گا۔ اب تو ان کا خاتمہ میرا فرض بن گیا ہے۔ میرے آدمی کو ہلاک کر کے انہوں نے ناقابل معافی کام کیا ہے''...... مہاراش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''وہ کلانکا کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''جناب۔ تیز رفتار لانچ ہے لیکن وہاں پہنچنے میں سات گھنٹے لگ ہی جائیں گے۔ اس سے پہلے وہ کسی صورت نہیں پہنچ سکتے''...... مہاراش نے کہا۔

''کیا وہاں لانچیں جاتی رہتی ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ اکثر لوگ لانچ پر ہی سفر کرتے ہیں کیونکہ یہ انہیں

ستی پڑتی ہیں‘‘...... مہاراش نے کہا۔

’’اس لانچ کا نام کیا ہے اور باقی کیا تفصیلات ہیں‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’عام سی لانچ ہے جناب۔ یہاں شانگھرا گھاٹ پر تو سب عام سی لانچیں ہیں‘‘...... مہاراش نے کہا۔

’’وہاں کلانکا میں یہ کس گھاٹ پر اتریں گے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’جناب عام طور پر یہ لانچیں کاگرہ گھاٹ پر رکتی ہیں‘‘۔ مہاراش نے کہا۔

’’یہ بتاؤ کہ کلانکا میں تمہارا کوئی سیٹ اپ ہے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’یس سر۔ وہاں کلانکا میں میرا پورا گروپ موجود ہے۔ اس کا انچارج کوبرا ہے۔ کوبرا کلب بھی اس کا ہے‘‘...... مہاراش نے کہا۔

’’تم اپنے آدمی کوبرا کو کہہ دو کہ وہ کاگرہ گھاٹ پر پہنچ جائے۔ میں ہیلی کاپٹر پر وہاں جا رہا ہوں۔ وہ مجھ سے ملے۔ میں اسے ہدایات دوں گا۔ ہم نے کافرستان کے ان خوفناک دشمنوں کا خاتمہ کرنا ہے اور اگر تمہارے آدمیوں نے یہ کام کر دیا تو میں تمہیں شاہور میں سیکرٹ سروس کا ایجنٹ مقرر کر دوں گا۔ سرکاری نمائندہ۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل کا وعدہ‘‘...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

’’اوہ اوہ۔ تھینک یو سر۔ میں ابھی کہہ دیتا ہوں۔ آپ کے حکم پر وہ اپنی جانیں لڑا دیں گے سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور واپس وجے ملہوترا کے ہاتھ میں دے دیا جس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تھا۔

’’مہندر کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت فوراً واپس آ جائے‘‘...... شاگل نے کہا تو وجے ملہوترا سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ ٹرانسمیٹر وہیں تھا اور شاگل کے آدمیوں سے رابطہ ٹرانسمیٹر پر ہی ہو سکتا تھا۔

عمران نے بسوں میں سفر کرنے کی بجائے موٹر بوٹ یا لانچ
میں سفر کرنے کو ترجیح دی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ بسوں کے ذریعے
سفر کرتے ہوئے وہ کہیں بھی پکڑے جا سکتے ہیں کیونکہ شاگل نے
ان سارے علاقوں کی پکٹنگ کرا رکھی ہو گی اور اس کے آدمی ہر
آنے جانے والوں پر گہری نظر رکھے ہوں گے اس لئے بائی روڈ
سفر کرنے کی بجائے اگر سمندری راستہ اختیار کیا جائے تو وہ زیادہ
محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس وقت وہ ایک لانچ میں تھے جو سمندر پر
تیزی سے سفر کرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔

”نجانے مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے عمران صاحب کہ ہم
بلاوجہ کی بھاگ دوڑ میں وقت ضائع کر رہے ہیں“...... اچانک
کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک
پڑے۔ وہ لانچ کے نیچے بنے ہوئے مخصوص کیبن میں موجود تھے۔
اوپر صرف لانچ چلانے والا اور اس کا ایک ہیلپر موجود تھا۔ چونکہ

لانچ کھلے سمندر میں سفر کر رہی تھی اس لئے باہر بیٹھنے کی بجائے وہ
سب کیبن میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ لانچ کو چلانے والے سے
انہوں نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ انہیں کلانکا پہنچنے میں سات
گھنٹے لگ جائیں گے۔ اس لئے سات گھنٹے باہر بیٹھ کر بور ہونے کی
بجائے انہوں نے کیبن میں بیٹھنے کو ترجیح دی تھی۔

”کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو“...... عمران نے چونک کر
پوچھا۔

”ہمارا مشن شیتال چھاؤنی میں ہے اور ہم ادھر ادھر بھاگ کر
اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں بلکہ صحیح معنوں میں کہوں تو ہم چھپتے پھر
رہے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس بار اس کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا۔ اس لئے یہ حال
ہے“...... تنویر نے فوراً ہی کیپٹن شکیل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے کیپٹن شکیل جو تم سوچ رہے ہو۔ اصل میں
اس بار ہمارے بارے میں اطلاعات شاگل تک پہنچ گئی ہیں اس
لئے وہ یہاں پہنچ گیا ہے ورنہ ہم شاہور سے اپنے ٹارگٹ کی طرف
بڑھ جاتے“...... صفدر نے کہا۔

”اگر اسے معلوم ہو گیا کہ ہم کلانکا جا رہے ہیں اور وہ کلانکا پہنچ
گیا تو پھر کیا ہو گا“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے
اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ تنویر کی بات درست ہے۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ

میرے ذہن میں تو یہ خیال ہی نہ آیا تھا۔ گھاٹ سے اگر اسے پا
افراد کے گروپ کی اطلاع مل گی تو وہ لازماً سمجھ جائے گا کہ یہ
لوگ ہیں''...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ تنویر اس
طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے
یقین نہ آرہا ہو کہ عمران اس طرح کھلے عام اس کی بات کی
تائید کرسکتا ہے۔

''ہاں تنویر کی بات درست ہے۔ ہمیں بہرحال اس پہلو کا خیال
رکھنا چاہئے''...... جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''یہ کیسے ہوسکتا ہے عمران صاحب کہ آپ نے اس پہلو کو یکسر
نظر انداز کر دیا ہو''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے کیا سب اہم پہلو میں نے ہی سوچنے ہیں۔ کچھ تو
رقیب روسیاہ، اوہ سوری رقیب روسفید کو بھی سوچنے دیا کرو''۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شٹ اَپ۔ اب تنویر کی وجہ سے تم اس طرح بات کر کے
شرمندگی مٹا رہے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے اپنے طور پر صرف اتنا کیا ہے کہ لانچ کو وہاں کے
مین گھاٹ کاگرہ کی بجائے پہلے آنے والے ایک دوسرے گھاٹ
راگھم پر رکنے کو کہا ہے لیکن دونوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ
نہیں ہے اور اگر شاگل وہاں پہنچ گیا تو لازماً وہ ادھر کا بھی خیال
رکھے گا''...... عمران نے کہا۔

''ویسے اگر شاگل کو معلوم ہو گیا تو وہ ہمیں راستے میں ہی
میزائلوں سے اڑا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہاں بے شمار لانچیں چلتی رہتی ہیں اور ہم بہرحال نیچے موجود
ہیں اس لئے ایسا ممکن نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ ہیلی کاپٹر پر
آئے ہیں اور یہ جنگی ہیلی کاپٹر نہیں ہیں اس لئے اگر اسے علم ہو گیا
تو پھر لازماً وہ گھاٹ پر ہمارا انتظار کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اب سوائے صبر کرنے کے اور کیا ہوسکتا ہے''...... عمران نے
ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر شاگل کلانکا پہنچ گیا ہے تو ہم واپس
شاہور بھی تو جا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اب تو وہاں کوئی مسئلہ
نہیں ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ تو ہمارا خیال ہے لیکن یہاں سے اسے کنفرم کرنے کا کوئی
ذریعہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ آپ اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے
براہ راست شاگل سے بات کر سکتے ہیں''...... اس بار کیپٹن شکیل
نے کہا۔

''لیکن کس کی آواز اور لہجے میں بات کروں۔ کیا میں اپنی اصل
آواز اور لہجے میں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''وہ لازماً مہاراش سے ملا ہو گا۔ آپ اس کی آواز اور لہجے میں

بات کر سکتے ہیں'' ...... صفدر نے کہا۔

''کیا بات کر رہے ہو۔ مہاراش کو اس کی ذاتی فریکوئنسی کا کیسے علم ہو سکتا ہے'' ...... عمران نے کہا تو صفدر نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے واقعی اس نے غلط بات کر دی ہو۔

''ایک اور حل ہے عمران صاحب'' ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''وہ کیا'' ...... عمران نے پوچھا۔

''ہم کسی ٹاپو پر رک جائیں۔ لانچ کو بھی جبراً وہاں روک لیا جائے اور چند گھنٹے وہاں گزارنے کے بعد گھاٹ پر جائیں تو لازماً وہاں چیکنگ ختم ہو چکی ہو گی'' ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اور اگر وہاں گھاٹ سے لانچیں لے کر انہوں نے اردگرد چیکنگ شروع کر دی تو ہم بے بس چوہوں کی طرح مارے جا سکتے ہیں'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم خود بتاؤ کہ کیا کرنا چاہئے'' ...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرے بتانے سے کیا ہو گا۔ وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہیلپر کیبن میں آ گیا۔

''استاد کالیا پوچھ رہا ہے جناب کہ آپ راگھم گھاٹ پر ہی اتریں گے یا کاگرہ گھاٹ پر بھی جانا پڑے گا۔ کیونکہ راگھم تو ویران گھاٹ ہے۔ وہاں سے آپ کو سواری بھی نہیں ملے گی'' ...... اس

ہیلپر نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے'' ...... عمران نے پوچھا۔

''میرا نام شندے ہے جناب'' ...... ہیلپر نے کہا۔

''تو شندے یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا استاد کالیا وہاں ہمارے لئے کسی سواری کا انتظام کر سکتا ہے۔ ہم اس کا معاوضہ اور انعام علیحدہ دیں گے'' ...... عمران نے کہا۔

''جناب یہاں سے تو نہیں ہو سکتا'' ...... شندے نے کہا۔

''کیوں کیا لانچ میں ایمرجنسی ٹرانسمیٹر موجود نہیں ہوتا کہ خطرے کی صورت میں کال کی جا سکے'' ...... عمران نے کہا۔

''وہ تو ہے جناب۔ لیکن اب ٹیکسی والوں کے پاس تو ٹرانسمیٹر نہیں ہیں'' ...... شندے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس ٹرانسمیٹر سے تم کس سے رابطہ کرتے ہو'' ...... عمران نے پوچھا۔

''نیول ہیڈکوارٹر سے جناب۔ وہاں ہم خصوصی طور پر ایس او ایس پیغام دیتے ہیں تو وہ بات کرتے ہیں اور ہم خطرے کی نوعیت بتاتے ہیں تو وہ ہماری مدد کے لئے فوری طور اقدامات کرتے ہیں'' ...... شندے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کاگرہ اور راگھم کے علاوہ بھی کوئی گھاٹ ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں ایک اور گھاٹ ہے شانشار۔ لیکن وہاں پرائیویٹ لانچ

نہیں رک سکتی کیونکہ وہ سرکاری گھاٹ ہے‘‘...... شندے نے کہا۔

’’وہ کہاں ہے۔ کیا کاگرہ سے آگے ہے یا پیچھے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’راگھم اور کاگرہ کے درمیان‘‘...... شندے نے کہا۔

’’پھر تم ہمیں راگھم گھاٹ پر ہی ڈراپ کر دینا۔ سواری کا بندوبست ہم خود کر لیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیس سر‘‘...... شندے نے کہا اور واپس چلا گیا۔

’’میرا خیال تھا کہ آپ اس شانشار گھاٹ پر رکیں گے لیکن آپ نے شاید پھر ارادہ بدل دیا ہے‘‘...... صفدر نے شندے کے جانے کے بعد کہا۔

’’ہاں اس لئے کہ اگر شاگل وہاں پہنچ بھی گیا تب بھی وہ راگھم کی طرف توجہ نہ دے گا۔ کاگرہ کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ سے زیادہ شانشار پر چیکنگ کرائے گا کیونکہ راگھم ایسا گھاٹ ہے جہاں کوئی لانچ رکتی ہی نہیں اور نہ ہی وہاں سے سواری کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے استاد کالیا کو یقین نہ آ رہا تھا کہ ہم واقعی راگھم میں ہی اتریں گے‘‘...... عمران نے کہا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’لیکن عمران صاحب۔ ہم راگھم گھاٹ پر اتر کر آگے کہاں جائیں گے۔ کوئی پلان ہے آپ کے ذہن میں‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں کہ ہم وہاں کسی پرائیویٹ

سروس سے ہیلی کاپٹر حاصل کریں اور اس ہیلی کاپٹروں پر شیتال پہنچ جائیں اب یہی ایک راستہ نظر آ رہا ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا اور سب خاموش ہو گئے۔ پھر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے وہ وقت گزار رہے تھے کہ شندے نے آ کر راگھم گھاٹ قریب آنے کا کہہ دیا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اوپر پہنچ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی لانچ ایک ویران گھاٹ پر پہنچ کر رک گئی۔

’’سنو تمہارا نام کیا ہے‘‘...... عمران نے اس لانچ چلانے والے سے کہا۔

’’میرا نام استاد کالیا ہے جناب‘‘...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اب تم کاگرہ جاؤ گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس سر۔ وہاں سے ہم نے فیول ڈلوانا ہے اور پھر اگر وہاں سے سواریاں مل گئیں تو ہم فوراً واپس چلے جائیں گے ورنہ کل جائیں گے‘‘...... استاد کالیا نے کہا۔

’’لیکن تم خالی لانچ لے کر وہاں جاؤ گے تو کیا تم سے پوچھا نہیں جائے گا کہ تم شاہور سے خالی لانچ لے کر کیوں آئے ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میں کہہ دوں گا جناب کہ پسنجر راگھم گھاٹ پر اتر گئے ہیں‘‘۔ استاد کالیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ تم نے انہیں ہمارے بارے میں کچھ نہیں بتانا‘‘۔ عمران

نے کہا۔

''لیکن پھر ہم کیا جواب دیں گے جناب''...... استاد کالیا نے حیران ہو کر کہا۔

''اگر تم اس بات کو چھپانا چاہو تو پھر تمہارا کیا جواب ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''جناب پھر تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم لانچ مرمت کرانے آئے ہیں کیونکہ کلانکا میں لانچیں مرمت کرنے والے زیادہ ماہر ہیں اور اکثر لانچیں مرمت کے لئے یہاں لائی جاتی ہیں''...... استاد کالیا نے جواب دیا تو عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور استاد کالیا کی طرف بڑھا دی۔

''یہ تم رکھ لو اور یہی جواب دینا''...... عمران نے کہا تو استاد کالیا نے جلدی سے گڈی جھپٹ لی۔

''جناب۔ آپ واقعی بے حد فیاض ہیں۔ پہلے کرایہ بھی آپ نے منہ مانگا دے دیا ہے اور اب یہ اتنی بڑی مالیت کی گڈی۔ آپ کے تو ہم خادم ہیں۔ آپ حکم کریں۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتائیں۔ ہم تو یہاں کے کیڑے ہیں جناب''...... استاد کالیا نے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمارے دشمن گھاٹ پر موجود ہوں اور ہم نے ان سے چھپ کر بستی میں کسی ایسی جگہ پہنچنا ہے جہاں ایک دو روز رہ سکیں تاکہ ہمارے دشمن ناکام ہو کر واپس چلے جائیں اور ہم اپنا کام کر سکیں۔

اگر تم ہمارا یہ مسئلہ حل کر دو تو اتنی مالیت کی ایک اور گڈی تمہیں مل سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ جناب۔ پھر آپ یہاں نہ اتریں۔ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم لانچ کو کاگرہ گھاٹ لے جانے کی بجائے چکر کاٹ کر سیدھا کاسرہ لے جائیں گے جہاں مرمت کرنے والی ورکشاپیں ہیں۔ وہاں سے آپ کو ٹیکسیاں مل جائیں گی اور شندے آپ کے ساتھ جائے گا۔ یہ آپ کو کابڑا ہوٹل پہنچا دے گا۔ کابڑا ہوٹل کا مالک ماسٹر دیال بڑا زبردست آدمی ہے۔ وہ اس پورے علاقے کا بادشاہ ہے۔ اس سے اگر آپ بات کر لیں تو پھر یہاں آپ کے دشمن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے''...... استاد کالیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو وہاں پہنچ کر تمہیں دوسری گڈی مل جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ ابھی باہر نہ آئیں بلکہ آپ نیچے کیبن میں چلے جائیں''...... استاد کالیا نے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت دوبارہ کیبن میں پہنچ گیا تو لانچ ایک بار پھر حرکت میں آ گئی۔

شاگل کاگرہ گھاٹ کی پولیس چیک پوسٹ کے آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کاگرہ گھاٹ پر مہندر اور اس کے آدمی پھیلے ہوئے تھے جبکہ شاگل یہاں اس چیک پوسٹ سے گزرنے والوں کو بھی ساتھ ساتھ چیک کر رہا تھا۔

پولیس چیک پوسٹ کا انچارج پولیس آفیسر وشواس داس تھا۔ شاگل نے ہیلی کاپٹر وہیں گھاٹ پر ہی اتارے تھے اور ہیلی کاپٹروں پر کافرستان سیکرٹ سروس کے الفاظ موجود تھے اس لئے جب شاگل نے وشواس داس سے اپنا تعارف کرایا تو وہ اس طرح ان کے سامنے بچھ گیا کہ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ شاگل کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لے۔

شاگل نے اسے مختصر طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے یہاں پہنچنے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس نے شاگل سے کہا تھا کہ وہ اجنبی افراد کو فوراً پہچان لے گا۔ اس لئے اگر یہ لوگ کسی بھی طرح یہاں

پہنچے تو انہیں چیک کر لیا جائے گا۔ چنانچہ تب سے وہ باہر کھڑا سپاہیوں کے ساتھ ڈیوٹی دے رہا تھا جبکہ شاگل اس کی جگہ اس کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔

شاگل کے نقطہ نظر سے اب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کی لانچ کو یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن مہندر نے بھی ابھی کوئی اطلاع نہ دی تھی اس لئے وہ بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ مہندر کالنگ۔ اوور''...... مہندر کی آواز سنائی دی۔

''یس شاگل اٹنڈنگ یو۔ کیا ہوا۔ اوور''...... شاگل نے چیخ کر کہا۔

''جناب ابھی ابھی ایک اطلاع ملی ہے کہ ایک خالی لانچ کو گھاٹ پر آنے کی بجائے آگے ورکشاپوں کی طرف جاتے دیکھا گیا ہے تو میں وہاں پہنچ گیا اور جناب۔ وہاں سے خبر ملی ہے کہ ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ ایک مرمت ہونے والی لانچ سے اترے اور لانچ کے ایک آدمی کو ساتھ لے کر مرمت کرنے والوں کی ویگن میں بیٹھ کر شہر چلے گئے ہیں۔ میں نے جب اپنی سرکاری حیثیت بتا کر پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ یہ گروپ شہر کے سب سے بدنام ہوٹل کا بڑا گیا ہے۔ اس ہوٹل کا مالک اس شہر کا سب سے بڑا بدمعاش ماسٹر دیال ہے۔ میں نے ان لوگوں کے

حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں معلوم کر لیا ہے۔ قدوقامت
سے پاکشیائی ایجنٹ ہی لگتے ہیں۔ اوور"...... مہندر نے کہا۔
"اوہ، اوہ۔ واقعی وہی ہوں گے اور انہیں کسی نہ کسی طرح معلوم
ہو گیا ہو گا کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ چکر
چلایا ہے اور ہم یہاں ان کا انتظار کرتے رہ گئے۔ تم تمام ساتھیوں
کو ساتھ لے کر فوراً چیک پوسٹ پر پہنچو۔ فوراً۔ اوور"...... شاگل
نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔
"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے
اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں رکھ کر وہ
اٹھا اور اس کمرے سے باہر آ گیا۔
"یس سر"...... باہر موجود آفیسر نے اسے باہر آتے دیکھ کر
جلدی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔
"پولیس چیف کون ہے یہاں"...... شاگل نے پوچھا۔
"جناب پولیس چیف جگدیش کمار ہیں جناب"...... پولیس
آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"اسے بلاؤ یہاں اور اسے کہو کہ وہ پولیس فورس اور دو خالی
جیپیں لے کر یہاں آئے۔ دشمن ایجنٹوں کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا
ہے اور ہم نے فوراً وہاں چھاپہ مارنا ہے"...... شاگل نے کہا۔
"یس سر میں کال کرتا ہوں انہیں"...... پولیس آفیسر نے کہا اور
تیزی سے اس آفس کی طرف بڑھ گیا جہاں سے شاگل باہر آیا

تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آ گیا۔
"وہ حاضر ہو رہے ہیں جناب"...... پولیس آفیسر نے کہا اور
شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد مہندر اپنے دس
ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا اور ان کے کچھ ہی دیر بعد چار پولیس
جیپیں بھی وہاں پہنچ گئیں جن میں سے دو خالی جیپیں تھیں اور دو
میں پولیس کے افراد موجود تھے۔ چیف پولیس آفیسر لمبے قد اور
قدرے بھاری جسم کا مقامی آدمی تھا۔ وہ جلدی سے جیپ سے اترا
اور اس نے شاگل کو بڑے زور دار انداز میں سلیوٹ کیا۔ باقی
پولیس آفیسر بھی گاڑیوں سے اتر کر اس کے سامنے قطار بنا کر
کھڑے ہو گئے اور انہوں نے باقاعدہ اسے گارڈ آف آنر پیش کیا
تو شاگل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔
"گڈ شو۔ میں تمہاری سفارش پولیس انسپکٹر جنرل سے کروں
گا"...... شاگل نے خوش ہو کر چیف پولیس آفیسر سے کہا تو اس
نے ایک اور سلیوٹ مار دیا۔
"آؤ میرے ساتھ"...... شاگل نے کہا اور اسے لے کر وہ اس
کمرے میں پہنچ گیا جہاں ٹرانسمیٹر پر اس نے مہندر کی کال وصول
کی تھی۔
"یہاں کوئی کابڑا ہوٹل ہے"...... شاگل نے کرسی پر بیٹھ کر
جگدیش کمار کو سامنے موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"یس سر۔ انتہائی بدنام ہوٹل ہے جناب"...... جگدیش کمار نے

کہا۔

''اس کا مالک ماسٹر دیال ہے''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں جناب۔ وفاقی حکومت کے بڑے بڑے افسران اس سے ملتے رہتے ہیں''...... پولیس چیف آفیسر نے کہا۔

''ہم سے بڑا افسر اور کوئی نہیں ہے سمجھے۔ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے بعد میرا عہدہ ہے۔ اس لئے آئندہ ایسی بات منہ سے مت نکالنا''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... پولیس چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر مزید مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے وہ ایک چھوٹے سے شہر کا پولیس چیف تھا اور ملک کے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے بعد کے عہدیدار کے سامنے حقیقتاً اس کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔

''سنو۔ میں چاہوں تو تمہیں اپنے احکامات سے وفاقی دارالحکومت میں پولیس میں اعلیٰ عہدہ دلوا سکتا ہوں۔ پاکیشیائی دشمن ایجنٹ جن کی تعداد پانچ ہے اور جن میں ایک عورت بھی شامل ہے یہاں سے خفیہ طور پر گزر کر کابڑا ہوٹل پہنچے ہیں اور یقیناً اس ماسٹر دیال نے انہیں پناہ دی ہو گی۔ یہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اگر ہم نے ویسے ہی جا کر وہاں چھاپہ مار دیا تو انہیں خبر ہو جائے گی اور وہ چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے نکل جائیں

گے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان کے بارے میں پوری تفصیل معلوم ہو جائے پھر ان کو گھیرا جائے اور اس انداز میں چھاپہ مارا جائے کہ آخری لمحے تک انہیں ہمارے بارے میں یا چھاپے کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ تم بتاؤ کہ کیا ہونا چاہئے''...... شاگل نے کہا۔

''جناب آپ کو وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ آپ جیسے اعلیٰ ترین آفیسر کی توہین ہے اور آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ پولیس کے وہاں پہنچنے پر ان لوگوں کو علم ہو جائے گا۔ وہاں ہمارا ایک مخبر موجود ہے وہ پوری تفصیل بتا دے گا اس کے بعد آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا''...... چیف پولیس آفیسر نے کہا۔

''کیا وہ مخبر ماسٹر دیال کے راز لیک آؤٹ کر دے گا''۔ شاگل نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ انتہائی بااعتماد مخبر ہے''...... چیف پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو بلاؤ اسے۔ لیکن کیسے بلاؤ گے۔ کیا کسی سپاہی کو بھیجو گے۔ پھر تو سب کو معلوم ہو جائے گا''...... شاگل نے کہا۔

''نہیں جناب میں فون پر اس سے رابطہ کرتا ہوں''...... چیف پولیس آفیسر نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا تو چیف پولیس آفیسر نے اٹھ کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو''...... شاگل نے کرخت لہجے

میں کہا تو چیف پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کابڑا ہوٹل''...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔

''شابھیر سے بات کراؤ''...... چیف پولیس آفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''کون بول رہا ہے''...... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا گیا۔

''جے جے بول رہا ہوں''...... چیف پولیس آفیسر نے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کرو''...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پہلے کی نسبت کم کرخت تھا۔

''شابھیر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ہی ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''جے جے بول رہا ہوں''...... چیف پولیس نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اچھا جناب۔ حکم جناب''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مودبانہ ہو گیا۔

''میں گھاٹ کی پولیس چیک پوسٹ پر موجود ہوں تم بغیر کسی کو بتائے فوراً یہاں پہنچو۔ فوراً''...... چیف پولیس آفیسر نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چیف پولیس آفیسر نے رسیور رکھا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ شاید وہ اپنے آدمیوں کو شابھیر کی آمد کے بارے میں بتانے گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''وہ کیسے آئے گا''...... شاگل نے پوچھا۔

''جیپ پر جناب''...... چیف پولیس آفیسر نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر مقامی لباس تھا اور چہرے مہرے سے وہ کوئی چھٹا ہوا غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے پولیس چیف کو سلام کیا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ پولیس چیف نے شاگل کا اتنا لمبا چوڑا قصیدہ پڑھ کر تعارف کرایا کہ شاگل کا پھولا ہوا سینہ مزید کئی انچ پھولتا چلا گیا اور شابھیر نے جب اسے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا جیسے شاگل کوئی مطلق العنان شہنشاہ ہو اور شابھیر اس کے مقابل سرے سے کوئی حیثیت ہی نہ رکھتا ہو تو شاگل کے چہرے پر مزید مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''بیٹھو''...... شاگل نے کہا تو شابھیر سہمے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں سمجھے کیونکہ سیکرٹ سروس کے پاس حتمی اطلاعات موجود ہیں۔ تمہیں صرف اس لئے بلایا گیا ہے

کہ تم سے اس کی کنفرمیشن کی جا سکے''...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں جانتا ہوں سر۔ بھلا سیکرٹ سروس سے کوئی بات کیسے چھپ سکتی ہے سر''...... شا بھیر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے ماسٹر دیال کے پاس ایک گروپ پہنچا ہے جس میں ایک عورت اور چار مرد ہیں۔ یہ مقامی لباسوں میں ہی ہیں۔ اس گروپ کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''اوہ جناب یہ گروپ ماسٹر دیال کے پاس تھا جناب۔ انہوں نے ماسٹر دیال کو دارالحکومت کے بڑے مشہور ترین سینڈیکیٹ کے سربراہ جیکال کا حوالے دے کر اس سے ایک رہائش گاہ طلب کی۔ اس کے ساتھ دو کاریں بھی۔ چنانچہ ماسٹر دیال نے انہیں دو کاریں بھی دے دیں اور ساتھ ہی دیوان کالونی میں ایک رہائش گاہ بھی دے دی۔ اس رہائش گاہ کا نمبر اٹھارہ ہے سر''...... شا بھیر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ اب کہاں ہیں''...... شاگل نے یکلخت انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ جب چیف صاحب کی کال آئی تھی تو وہ کاروں میں بیٹھ کر جا رہے تھے۔ وہ یقیناً اس رہائش گاہ پر ہی گئے ہوں

گے''...... شا بھیر نے کہا۔

''کیا تم نے وہ رہائش گاہ دیکھی ہوئی ہے''...... شاگل نے پوچھا۔

''جی ہاں صاحب۔ بہت اچھی طرح جناب''...... شا بھیر نے کہا۔

''کیا اس میں کوئی خفیہ راستہ بھی ہے''...... شاگل نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ اس کے چاروں طرف سڑکیں ہیں جناب''۔ شا بھیر نے کہا۔

''اوکے۔ آؤ ہمارے ساتھ''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا تو چیف پولیس اور شا بھیر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد چار جیپیں تیزی سے شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ سب سے آگے والی جیپ میں شاگل، شا بھیر اور چیف پولیس آفیسر موجود تھے۔ شاگل نے اپنے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دے دی تھیں۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ آج اس کے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھی بچ نہ سکیں گے اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپیں ایک کالونی میں داخل ہوئیں اور پھر شا بھیر کی نشاندہی پر ایک کافی بڑی کوٹھی کے قریب پہنچ کر جیپ روک دی گئی۔ باقی جیپیں بھی اس کے پیچھے رک گئیں۔

یہ کوٹھی خاصی بڑی تھی اور اس کے چاروں طرف واقعی سڑکیں تھیں۔ درمیان میں یہ کوٹھی تھی۔ اسی لمحے شاگل کے آدمی جیپوں

سے اتر کر تیزی سے اس کوٹھی کے چاروں طرف پھیلتے چلے گئے ا
پھر دو اطراف سے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فا
کر دی گئی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد گیٹ اند
سے کھلا اور مہندر دوڑتا ہوا شاگل کی جیپ کی طرف آنے لگا۔ شاگل جیپ سے نیچے اتر آیا۔

”جناب کوٹھی میں صرف ایک مقامی آدمی ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ نہ یہاں کاریں ہیں اور نہ پاکیشیائی ایجنٹ“...... مہندر نے کہا۔

”اوہ اوہ پھر وہ کاروں میں بیٹھ کر کہاں چلے گئے“...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ان کے کانوں میں ہیلی کاپٹروں کی آوازیں پڑیں تو شاگل اور باقی افراد نے بے اختیار چونک کر اوپر کی طرف دیکھا۔

”ارے ارے یہ تو ہمارے ہیلی کاپٹر ہیں“...... شاگل نے یکلخت بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ یہ ہمارے ہی ہیلی کاپٹر ہیں“...... مہندر نے کہا۔ اسی لمحے کوٹھی کی سائیڈوں سے ان کے آدمی دوڑتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ انہوں نے بھی یہی بات کی کہ ان کے ہیلی کاپٹر فضا میں موجود ہیں۔

”اوہ اوہ ویری بیڈ۔ اوہ یہ واقعی ان کی ہی کارروائی ہے“۔ یکلخت شاگل نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا ہوا چیف“...... مہندر نے کہا۔

”وہ۔ وہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کاروں میں سوار ہو کر یہاں آنے کی بجائے ادھر چلا گیا جہاں ہمارے ہیلی کاپٹر موجود تھے اور ہم احمقوں کی طرح ادھر دوڑے چلے آئے۔ اب وہ ہیلی کاپٹروں پر شاہور کیا سیدھا شیتال پہنچ جائے گا۔ وہ واقعی شیطان ہے۔ اوہ اوہ مگر ایک منٹ۔ اوہ، ہاں۔ اب بھی تعاقب ہو سکتا ہے“...... شاگل نے بات کرتے کرتے یکلخت چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ۔ اوور“...... شاگل نے چیخ چیخ کر کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ جسونت سنگھ اٹنڈنگ یو سر۔ اوور“...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”میں کلانکا بندرگاہ سے بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے دونوں ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہو رہے ہیں۔ وہ شاید شاہور پہنچیں یا شاہور سے آگے شیتال پہنچ جائیں۔ تم ملٹری چیف سے کہہ کر فوجی گن شپ ہیلی کاپٹروں کو فضا میں لے جاؤ اور دونوں ہیلی کاپٹروں کو فضا میں ہی تباہ کر دو اور سنو۔ کسی چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ فوراً۔ اوور“...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور واپس جیب میں رکھ لیا۔

''یہاں کوئی ہیلی کاپٹر مل سکتا ہے''...... شاگل نے چیف پولیس آفیسر سے کہا جو اس دوران خاموش کھڑا رہا تھا۔

''جناب۔ پولیس کے پاس ایمرجنسی کے لئے دو ہیلی کاپٹر ہیں''...... چیف پولیس نے کہا۔

''اوہ، اوہ جلدی کرو۔ واپس چلو۔ ہم نے فوراً ان کے پیچھے جانا ہے۔ فوراً''...... شاگل نے کہا اور چیف پولیس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ تیزی سے شاگل کے ساتھ جیپ میں سوار ہوتا چلا گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ورکشاپ کی ایک ویگن میں بیٹھ کر ا بڑا ہوٹل پہنچے تھے اور پھر ماسٹر دیال تک جب جیکال کا نام پہنچا تو اس نے انہیں فوراً اپنے پاس بلا لیا اور جیکال کا نام سنتے ہی اس نے فوری طور پر نہ صرف دو کاریں مہیا کر دی تھیں بلکہ ایک رہائشی کوٹھی بھی انہیں دے دی لیکن عمران اپنے ساتھیوں سمیت بجائے کوٹھی میں جانے کے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ورکشاپ والوں کے بقول کافرستان سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ اس کے ساتھی ایک کار میں آ سکتے تھے۔ لیکن عمران نے دو کاریں اس لئے لی تھیں کہ اگر راستے میں کسی ایک کار میں کوئی گڑبڑ ہو تو فوری طور پر دوسری کار استعمال میں لائی جا سکے کیونکہ عمران کو معلوم تھا کہ اس انتہائی چھوٹے سے قصبے میں شاگل اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ ہر وقت خطرے میں گھرے رہیں گے لیکن دونوں کاریں بغیر کسی خرابی کے ہیلی کاپٹروں تک پہنچ گئیں۔

عمران نے اپنی مہارت سے ان کے انجن بھی چالو کر لئے تھے
اب وہ سب دونوں ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو کر شاہور کی طرف
بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''اب ہم کہاں جائیں گے عمران صاحب''...... ہیلی کاپٹر
عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل نے پائلٹ سیٹ پر موجود عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔ سوائے صفدر کے باقی سب ایک ہی ہیلی کاپٹر میں
موجود تھے۔ جبکہ صفدر دوسرے ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کر کے لے آ رہا
تھا۔

پہلے تو عمران نے دوسرے ہیلی کاپٹر میں خرابی پیدا کر کے اسے
وہیں چھوڑنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا
کیونکہ خرابی فوری طور پر دور کی جا سکتی تھی اس لئے اس نے فیصلہ
کیا تھا کہ دوسرے ہیلی کاپٹر کو شاہور کے قریب خفیہ طور پر چھوڑ کر
اس میں خرابی پیدا کر کے وہ صفدر کو اپنے ساتھ بٹھا کر آگے بڑھ
جائے گا۔ اس طرح شاگل اور اس کے ساتھی فوری طور پر ان کے
پیچھے نہ آ سکیں گے۔ اس لئے اس نے صفدر کو دوسرے ہیلی کاپٹر
پائلٹ کرنے کا کہہ دیا تھا۔

''فی الحال تو شاہور جانا ہے تاکہ دوسرا ہیلی کاپٹر وہاں چھوڑا
سکے اس کے بعد جہاں سینگ سمائے وہیں پر چلے جائیں گے''
عمران نے کہا۔

''عمران صاحب ہمیں شیتال چھاؤنی جانا چاہئے تاکہ اصل مشن

مکمل کر سکیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تاکہ اس دوران شاگل ٹرانسمیٹر پر وہاں ہر طرف ریڈ الرٹ
کر دے اور ہو سکتا ہے کہ ملٹری کے گن شپ ہیلی کاپٹر بھی
ہمارے مقابلے میں آ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ، لیکن اسے کیسے فوراً معلوم ہو سکتا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا

''ہمیں شاہور جانے کے لئے اس چھوٹے سے شہر کے اوپر
سے گزرنا پڑے گا اور اتنے بڑے ہیلی کاپٹر نیچے سے بھی خاصے
نظر آتے ہیں''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

''تو پھر تمہارا کیا ارادہ ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میرا ارادہ تو اٹل ہے۔ صفدر چونکہ خطبہ نکاح یاد نہیں کر رہا اس
لئے اب مجھے لگتا ہے کہ اسے زبردستی خطبہ نکاح یاد کرانا پڑے
گا''...... عمران نے کہا۔ اس کا ذہن ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے
لگا تھا۔

''بکواس مت کرو۔ اس وقت ہم انتہائی خطرے میں ہیں''۔
جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے شاہور کے بعد کہاں جانا ہے۔
پہلے جو شہر آپ نے بتایا تھا وہ تو شیتال سے آگے ہے۔ کیا کوئی
سائیڈ میں بھی ایسا شہر ہے جہاں ہم چھپ سکیں''...... کیپٹن شکیل
نے فوراً ہی کہا۔

''ہم شاہور سے بجائے مغرب میں شیتال کی طرف جانے
چکر کاٹ کر مشرق کی طرف آگے بڑھیں گے اور شیتال کے مشرق
میں تقریباً اسی کلو میٹر پر ایک اور شہر ہے روہات۔ وہاں پہنچیں
گے۔ وہاں سے ہم آسانی سے شیتال میں کسی بھی حیثیت سے
سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا
اور پھر شاہور پہنچ کر انہوں نے شاہور شہر کے شروع ہونے
پہلے ہی ایک ویران سے زرعی فارم کے اندر ہیلی کاپٹر اتار دیا۔
صفدر دوسرے ہیلی کاپٹر سے اتر کر ان کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا
تو عمران نے دوبارہ اپنا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کیا اور پھر شاہور شہر
جانے کی بجائے اس نے اس کا رخ مشرق کی طرف موڑ دیا۔

''انجن کے ساتھ مخصوص کارروائی کر دی ہے یا نہیں''...... عمران
نے مڑ کر صفدر سے پوچھا۔

''جی ہاں کر دی ہے''...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد
ایک بڑے شہر کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے تو وہ سب چوکنا ہو
کر بیٹھ گئے۔ عمران نے یہاں بھی ہیلی کاپٹر کو شہر سے پہلے کھیتوں
کے اندر درختوں کے ایک ذخیرے کے درمیان قدرے کھلے حصے
میں اتار دیا۔ پھر اس نے اس کے انجن کے ساتھ بھی وہی کارروائی
کی جو اس نے صفدر کو پہلے ہیلی کاپٹر کے انجن کے ساتھ کرنے کی
ہدایت کی تھی تا کہ اسے فوری طور پر اڑایا نہ جا سکے اور اس کے بعد

وہ درختوں کے اس ذخیرے سے نکلے اور پیدل شہر کی طرف بڑھتے
چلے گئے۔

تقریباً ایک گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ شہر میں داخل ہو
گئے۔ شہر خاصا بڑا تھا۔ اس لئے جلد ہی انہیں ایک رہائشی ہوٹل نظر
آ گیا اور انہوں نے اس رہائشی ہوٹل میں کمرے لے لئے تا کہ
یہاں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد آگے جانے کی کوئی منصوبہ بندی
کر سکیں۔ کمروں میں پہنچ کر انہوں نے چیکنگ کی اور پھر وہ سب
عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ عمران نے روم سروس کو فون
کر کے سب کے لئے کھانا منگوایا تھا۔ پھر کھانا کھانے کے بعد وہ
کافی پی رہے تھے کہ اچانک عمران کو محسوس ہوا کہ اس کا سر تیزی
سے بھاری ہوتا جا رہا ہے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے''...... عمران نے
اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اس کے کانوں میں اپنے
ساتھیوں کے منہ سے نکلنے والی ایسی ہی آوازیں پڑیں اور پھر اس
کے حواس اس کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔ پھر جس طرح گھپ
اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح بار بار اس کے ذہن میں بھی
روشنی کے نقطے چمکنے لگے اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور
اس کے ساتھ ہی عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار
اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا
اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔

اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر گھوم گئے جب وہ کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھانے کے بعد کافی پی رہے تھے کہ اس کا سر بھاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے تہہ خانے میں موجود ہے۔ اس کے جسم کو کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے موجود تھے اور ان سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ مخصوص ذہنی مشقوں کی وجہ سے اسے خود بخود ہوش آ گیا ہے لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ان کے ساتھ یہ کارروائی کس نے کی ہے کیونکہ وہ یہاں ہر لحاظ سے اجنبی تھے اور پھر انہیں ہوٹل میں پہنچے زیادہ دیر بھی نہ ہوئی تھی۔ بہرحال اس نے رسیوں کا جائزہ لیا اور پھر اپنے ناخنوں میں موجود بلیڈوں سے اس نے رسیاں کاٹنے کی کوشش شروع کر دی۔ ابھی وہ اس کوشش میں مصروف تھا کہ اس تہہ خانے نما کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک خالی ہاتھ تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور دونوں ہی اپنے انداز اور چہرے مہرے سے زیر زمین دنیا کے افراد لگ رہے تھے۔

''اوہ۔ تمہیں خود بخود ہوش آ گیا۔ کیا مطلب ۔کیسے''...... خالی ہاتھ والے نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میری کافی کی پیالی میں بے ہوشی کی دوا شاید کم ڈالی گئی ہو گی لیکن یہ سب آخر کیا ہے۔ تم لوگ کون ہو اور تم نے ہمیں کیوں بے ہوش کر کے یہاں باندھ رکھا ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچنے والا ہے اور پھر تمہیں اس کے حوالے کر دیا جائے گا''...... خالی ہاتھ والے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو اور تم نے بغیر کسی تصدیق کے ہمیں کیوں قید کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ہیلی کاپٹر کو روہات کی طرف آتے ہوئے مارک کر لیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی یہاں کے تمام ہوٹلوں میں احکامات پہنچا دیئے گئے تھے اور تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی قدوقامت کی تفصیل بتا دی گئی تھی اور ہم سب الرٹ ہو گئے۔ پھر تم اس ہوٹل میں پہنچے تو ہم نے تمہیں پہچان لیا۔ چونکہ ہمیں کہا گیا تھا کہ تم انتہائی خطرناک لوگ ہو اس لئے ہم نے کافی میں بے ہوشی کی دوا ملا کر تمہیں بھجوائی اور تم چونکہ ہر لحاظ سے مطمئن تھے۔ اس لئے تم نے یہ کافی پی لی اور اس کے نتیجے میں تم یہاں موجود ہو۔ تمہارے بارے میں اطلاع پہنچا دی گئی ہے اور چونکہ ابھی اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف خود یہاں پہنچ رہا ہے اس لئے میں تم لوگوں کو چیک کرنے یہاں آیا تھا''...... اس آدمی نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے اور کیا تم اس ہوٹل کے منیجر ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں میں منیجر ہوں اور میرا نام شاکانت ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''کیا تم بتاؤ گے کہ سیکرٹ سروس کے چیف نے خود تمہیں فون کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے فون شیتال سے کیا گیا تھا۔ شیتال کی فوجی چھاؤنی کے انچارج کرنل دلیش مکھ نے احکامات دیئے تھے اور ہم ان کے احکامات کے پابند ہیں ورنہ ہمارا ہوٹل دوسرے لمحے تباہ کیا جا سکتا ہے''...... شاکانت نے جواب دیا۔

''اب تمہیں کس نے اطلاع دی ہے کہ چیف خود آ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کرنل دلیش مکھ نے۔ میں نے انہیں تمہاری گرفتاری کی اطلاع دی تھی''...... شاکانت نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف تم سے زیادہ عقلمند ہو گا۔ اسے جب معلوم ہو گا کہ تم نے غلط افراد کو پکڑ لیا ہے تو وہ یقیناً ہم سے معذرت کر لے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے رسیاں کاٹنے کا کام غیر محسوس انداز میں جاری رکھا تھا۔ اس لئے اب رسیاں کافی حد تک کٹ گئی تھیں۔ لیکن بہرحال انہیں جسم سے مکمل طور پر ہٹانے میں ظاہر ہے ابھی

وقت چاہئے تھا اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

''تم یہیں رہو گے بلوندر۔ اگر یہ آدمی کوئی غلط حرکت کرے تو اسے بے شک گولی مار دینا''۔ شاکانت نے مشین گن بردار سے کہا

''اسے دوبارہ بے ہوش کیوں نہ کر دیا جائے''۔ بلوندر نے کہا۔

''نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ شاید دوسروں کو بھی ہوش میں لانا پڑے۔ ویسے بھی یہ بندھے ہوئے ہیں اور بے بس ہیں۔ بس تم نے ان کا خیال رکھنا ہے''...... شاکانت نے کہا اور بلوندر نے اثبات میں سر ہلا دیا تو شاکانت مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا تہہ خانے سے باہر چلا گیا جبکہ بلوندر دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا تھا البتہ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

''کیا تمہارا تعلق بھی اس ہوٹل سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں میں منیجر صاحب کا باڈی گارڈ ہوں''...... بلوندر نے کہا۔

''تو کیا منیجر صاحب کو جان کا خطرہ لاحق ہے کہ اس نے تمہیں باقاعدہ مشین گن سے مسلح کر رکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہاں ایک گروپ ہمارا مخالف ہے۔ اس سے خطرہ رہتا ہے''...... بلوندر نے کہا۔

''کون سا گروپ ہے اور کیا جھگڑا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم اس بات کو چھوڑو۔ تمہارا اس سے کیا تعلق''...... بلوندر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا چلو ایک گلاس پانی پلوا دو۔ یہ کام تو تم کر سکتے ہو۔ اس

میں تو کوئی خطرہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو بلونڈر بے اختیار
ہنس پڑا۔
''سوری۔ میں نے یہیں رہنا ہے۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ
خطرناک آدمی ہو۔ اسی لئے تم خود بخود ہوش میں بھی آ گئے ہو
اس لئے سوری۔ میں تمہارا کوئی کام نہیں کروں گا۔ اب چپ ہو جاؤ
تم''...... بلونڈر نے کہا۔
''کمال ہے۔ ایک بندھا ہوا آدمی تمہیں خطرناک نظر آ رہا ہے تو
تم نے کیا خاک مینجر صاحب کی حفاظت کرنی ہے۔ حیرت ہے۔
واقعی حیرت ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''ہونہہ۔ میں ایسی باتوں کا برا نہیں مناتا۔ جو مرضی آئے کہتے
رہو''...... بلونڈر نے کہا۔
''چلو مشین گن ساتھ لے جاؤ۔ اگر تمہیں خطرہ ہے کہ میں
بندھے ہوئے ہاتھوں سے مشین گن اٹھا لوں گا''...... عمران نے کہا
تو بلونڈر ایک بات پھر ہنس پڑا۔
''تم بلونڈر کو بزدل کہہ رہے ہو۔ ہونہہ۔ کاش کہ مینجر صاحب
تمہیں زندہ رکھنے پر مجبور نہ ہوتے تو میں ابھی تمہیں گولیوں سے
چھلنی کر دیتا''...... بلونڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''تو پھر چلو تم مجھے ایک گلاس پانی پلا دو۔ میں یقین کر لوں گا
کہ تم واقعی بہادر''...... عمران نے کہا۔
''لگتا ہے تم ضدی انسان ہو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں

یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا۔ پھر تم بار بار کیوں یہ بات کر رہے
ہو''...... بلونڈر نے غصیلے کہا۔
''یہیں کھڑے کھڑے پلوا دو۔ پانی پلانے سے تمہارا کیا جائے
گا''...... عمران نے کہا تو بلونڈر نے بے اختیار ایک طویل سانس
لیا۔
''ہونہہ۔ تم باز نہیں آؤ گے۔ ٹھیک ہے میں لے آتا ہوں
پانی''...... بلونڈر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف
گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر یکلخت تیز تیز قدموں کی
آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ
بلونڈر دروازے کے باہر کھڑا قدم زمین پر مار رہا ہے اور وہی ہوا۔
چند لمحوں کے بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بلونڈر اچھل کر
اندر آ گیا۔
''کمال ہے اتنا قریب تھا پانی اور تم پھر بھی گھبرا رہے
تھے''...... عمران نے کہا۔
''مجھے نجانے تم سے کیوں خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ بہرحال ٹھیک
ہے۔ اب میں پانی لے آتا ہوں''...... بلونڈر نے عمران کے جسم پر
موجود رسیاں دیکھ کر کہا اور پھر پھرتی سے مڑ کر دروازے سے باہر
چلا گیا۔ اس بار اس کے قدموں کی آوازیں واقعی دور جاتی ہوئی
سنائی دیں تو عمران کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے
اور دو تین جھٹکوں کے بعد اس نے ہاتھ بلند کئے اور پھر تیزی سے

رسیاں جسم سے کھول کر نیچے فرش پر پھینک دیں اور پھرتی سے کھڑا ہوا۔ پھر وہ دبے پاؤں سیدھا دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالا تو جیبوں میں اسلحہ موجود تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ان کی تلاشی نہیں لی گئی۔

وہ دروازے کی سائیڈ پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دروازہ کھلا اور بلونڈر اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور بلونڈر چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات گھومی اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا بلونڈر ایک بار پھر چیخ مار کر نیچے گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔

اس کی مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی جو اس کے نیچے گرنے سے ایک طرف جا گری تھی۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جو دوسری طرف جا گری تھی۔ عمران نے مشین گن اٹھائی اور پھر تیزی سے باہر آ گیا لیکن تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا کیونکہ یہ آبادی سے ہٹ کر ایک عمارت تھی جہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ ایک کار باہر موجود تھی۔ پھر اس نے پانی کی بوتل اٹھائی اور اپنے ساتھیوں کے منہ کھول کر پانی ان کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب کافی وقت گزر چکا ہے اس لئے اب پانی سے بھی ان کی بے ہوشی دور ہو جائے گی اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش

میں آتے چلے گئے۔ عمران نے سب کی رسیاں کھول دی تھیں۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کون لایا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"اس کا خاتمہ کرو اور نکلو یہاں سے۔ کسی وقت بھی شاگل یہاں موت بن کر پہنچ سکتا ہے"...... عمران نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے بلونڈر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر کار تک پہنچتے پہنچتے تنویر بھی ان کے ساتھ آ کر مل گیا تھا۔ وہ اس بلونڈر کا خاتمہ کرنے کے لئے وہیں رک گیا تھا جبکہ باقی ساتھی عمران کے پیچھے ہی باہر آ گئے تھے۔

"لیکن اب ہم جائیں گے کہاں کیونکہ اس بار تو ہم برے پھنسے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں سے نکلو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا اور وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود موجود تھا۔ کار کے اگنیشن میں چابی موجود تھی۔ شاید ایمرجنسی کے لئے ایسا کیا گیا تھا لیکن اس سے انہیں بہرحال آسانی ہو گئی تھی۔ صفدر نے نیچے اتر کر پھاٹک کھولا اور عمران نے کار پھاٹک سے باہر نکالی اور صفدر پھاٹک بند کر کے چھوٹی کھڑکی سے باہر آیا اور کار میں سوار ہو گیا۔ عمران نے کار کو مغرب کی طرف موڑ دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ

ایک مین روڈ پر پہنچ گئے۔

یہ جگہ شہر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھی کیونکہ شہر کی عمارتیں دور سے نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے کار کا رخ شہر کی طرف کیا اور پھر اسے تیزی سے دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ شہر کے آغاز میں ہی ایک کالونی کا بورڈ انہیں نظر آ گیا۔ یہ نئی کالونی تھی اور ابھی اس میں رہائش یونٹوں کی تعداد بے حد کم تھی اور کافی سارے یونٹ ابھی زیر تعمیر نظر آ رہے تھے۔ عمران نے کار کا رخ اس کالونی کی طرف موڑ دیا اور پھر عمران کو توقع کے عین مطابق ایک کوٹھی پر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ نظر آ گیا۔ گیٹ کے باہر تالا لگا ہوا تھا۔ عمران نے کار اس کوٹھی سے کافی آگے جا کر روک دی۔

"اس کوٹھی میں عقبی طرف سے کود کر اندر جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کار تو یہاں چیک ہو جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں کار تو ہمارے لئے اب پھندہ بن جائے گی۔ اسے یہاں سے دور چھوڑنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو تم اندر جا کر چھوٹا پھاٹک کھول دو۔ میں اسے یہاں سے دور کھیتوں میں چھوڑ کر واپس آ جاتا ہوں"...... تنویر نے کہا تو سب نیچے اترے اور سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ سب اس کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ عمران کے کہنے پر صفدر نے جا کر چھوٹا پھاٹک اندر سے کھول دیا تھا اور تھوڑی دیر بعد

ویر واپس آ گیا تھا۔ چونکہ یہاں بھی کرائے پر فرنیشڈ اور ہر لحاظ ے رہائش کے لئے موزوں مکان دیئے جاتے تھے۔ اس لئے یہاں فرنیچر بھی موجود تھا اور فون بھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔ عمران نے انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل سنگرام کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف ے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"سنگرام ہوٹل"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"منیجر سے بات کراؤ۔ میں دارالحکومت سے بات کر رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"سوری جناب۔ منیجر صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ آپ اسسٹنٹ منیجر نٹور صاحب سے بات کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ کراؤ بات"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میں اسسٹنٹ منیجر نٹور بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد

ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں دارالحکومت سے شری کانت بول رہا ہوں۔ میرا تعلق جیکال سینڈیکیٹ سے ہے۔ مجھے تمہارے منیجر شاکانت نے کہا کہ یہاں ان کا کوئی مخالف گروپ ہے جس کا خاتمہ وہ ہمارے سینڈیکیٹ سے کرانا چاہتے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ کارروائی کی جا سکے''...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ جناب۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ منیجر صاحب نے ایسا کہا ہے۔ بہرحال وہ گروپ تو یہاں کا مشہور جیسوال گروپ ہے اور جاٹور کلب ان کا مین اڈہ ہے''...... نٹور نے کہا۔

''اوکے ٹھیک ہے۔ میں اپنے باس کو رپورٹ دے دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور وہاں سے جاٹور کلب کا فون نمبر معلوم کر کے اس نے وہ نمبر پریس کر دیئے۔

''جاٹور کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جیسوال سے بات کرو میں دارالحکومت سے شری کانت بول رہا ہوں''...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ جیسوال بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''مسٹر جیسوال۔ میرا نام شری کانت ہے اور میرا تعلق دارالحکومت کے جیکال سینڈیکیٹ سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ اچھا۔ میں جانتا ہوں جیکال صاحب کو۔ فرمائیں کیسے فون کیا ہے''...... جیسوال نے چونک کر کہا۔

''جیکال صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس فون پر رہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''تم کیا کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''شاگل کو جب معلوم ہو گا کہ ہم نکل گئے ہیں تو اس نے اس سارے شہر کی سخت ترین ناکہ بندی بھی کرا دینی ہے اور شاید وہ فوج کو یہاں چڑھا دے اور ہم نے بہرحال یہاں بند ہو کر نہیں بیٹھنا۔ اس لئے میں تم سب کو لے کر یہاں سے فوری طور پر نکلنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جاٹور کلب''...... رابطہ ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''جیسوال سے بات کراؤ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی کوئی بھوکا بھیڑیا غرا رہا ہو۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے شاید غراہٹ بھری

آواز سن کر ہی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو میں جیسوال بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جیسوال کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''جیکال بول رہا ہوں''...... عمران نے لہجے کی غراہٹ کو مزید تیز کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ جناب۔ آپ نے خود مجھ سے بات کر کے مجھے میری زندگی کا سب سے بڑا اعزاز بخش دیا ہے۔ حکم کریں جناب۔ میں آپ کا غلام ہوں جناب''...... جیسوال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے تمہارے بارے میں رپورٹ مل چکی ہے کہ تم کام کرنے والے آدمی ہو اور ہم تمہیں اپنے دوستوں کی لسٹ میں شامل کر سکتے ہیں لیکن پہلے تمہیں ایک ٹیسٹ کلیئر کرنا ہو گا''...... عمران نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو میرے لئے انتہائی خوش قسمتی کا باعث ہو گا جناب۔ آپ حکم دیں۔ میں آپ کے حکم پر پورے روہات کو بھی تباہ کر سکتا ہوں۔ جناب''...... جیسوال نے انتہائی مسرت بھرے لیکن انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمارے دوستوں کا ایک گروپ روہات میں موجود ہے۔ اس گروپ کے پیچھے سرکاری ایجنسیاں لگی ہوئی ہیں۔ کیا تمہارے کلب کو بھی شیتال کے فوجی انچارج کرنل دلیش مکھ کے احکامات کسی

گروپ کے سلسلے میں پہنچے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب''...... جیسوال نے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ شیتال میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو ہمارے آدمیوں کو وہاں فوجیوں سے چھپا کر پناہ دے سکے اور فوجیوں تک اس کی اطلاع نہ پہنچے''...... عمران نے کہا۔

''بالکل ہے جناب۔ اس کا نام گوکھرانی ہے۔ وہ فوجیوں کو شراب سپلائی کرتا ہے اور یہاں مجھے بھی۔ وہ انتہائی بااعتماد آدمی ہے۔ اسے جب آپ کے بارے میں بتایا جائے گا تو وہ ہر ممکن تعاون کرے گا۔ بس جناب وہ فوجیوں کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا۔ باقی ہر کام کرے گا''...... جیسوال نے کہا۔

''وہ فوجیوں کو اطلاع تو نہیں دے دے گا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ اس سلسلے میں وہ انتہائی با اعتماد آدمی ہے''۔ جیسوال نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ سرکاری ایجنسیاں یہاں روہات کی ناکہ بندی کریں۔ ایسی صورت میں تم میرے آدمیوں کو جو پانچ افراد ہیں کیسے شیتال پہنچاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''جناب شیتال سے گوکھرانی کا ٹرک آج رات کو شراب لے کر روہات پہنچ رہا ہے۔ چونکہ یہ گوکھرانی فوجیوں کو یہاں سے شراب سپلائی کرتا ہے اس لئے اس ٹرک کی تلاشی نہیں لی جاتی۔ اس ٹرک میں آپ کے آدمیوں کو شیتال پہنچا دیا جائے گا اور وہاں

بھی ٹرک کی چیکنگ نہیں ہوتی''...... جیسوال نے کہا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ اوکے۔ اس گروپ کا لیڈر راکیش ہے۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں کہ تمہارے کلب پہنچ جائے لیکن ہوسکتا ہے کہ وہاں سرکاری مخبر موجود ہوں اس لئے تم کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ یہ گروپ تم تک کسی کو معلوم ہوئے بغیر پہنچ جائے''...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ کلب کے عقب میں ایک بند گلی ہے۔ وہاں ایک دروازہ موجود ہے۔ آپ جناب راکیش کو کہیں کہ وہ اس دروازے کو تین بار تھپتھپائے تو میرا خاص آدمی جو وہاں موجود ہو گا انہیں میرے پاس لے آئے گا اور آپ بے فکر رہیں۔ میں ان کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کروں گا''...... جیسوال نے کہا۔

''اوکے۔ گوکھرانی سے تم نے خود بات کرنی ہے۔ جیسے ہی راکیش نے مجھے رپورٹ دی کہ تم نے مکمل تعاون کیا ہے اور تمہاری وجہ سے گوکھرانی نے بھی۔ تو تمہیں دوستی کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ بالکل سر۔ جیسے آپ نے کہا ہے جناب ایسے ہی ہو گا''...... جیسوال کے لہجے میں بے پناہ مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

''اوکے۔ میں راکیش کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ تم تک پہنچ جائے گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ جیکال کون ہے جو ہے تو دارالحکومت میں۔ لیکن اس کا رعب و دبدبہ اتنے طویل فاصلے پر بھی موجود ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ڈرگ اور شراب کا دھندا کرنے والے سب سے بڑے گروپ کا چیف ہے۔ پورے کافرستان میں اس کا دھندہ ہے۔ اس سے دوستی کا مطلب تو تم سمجھ سکتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن یہ جاٹور کلب ہے کہاں''...... جولیا نے کہا۔

''ہم نے یہاں سے ایک ایک کر کے نکلنا ہے اور پیدل ہی جانا ہے۔ راستے میں کسی سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ وہاں سب اکٹھے ہو جائیں گے لیکن جب تک میں نہ پہنچوں تم نے اکٹھے نہیں ہونا اور نہ ہی کلب میں جانا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''کیا ہم پیدل سفر کریں یا ٹیکسیوں میں جا سکتے ہیں''...... تنویر نے پوچھا۔

''تم چاہو تو پیدل سفر کر سکتے ہو باقی سب ٹیکسیوں میں جا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے جبکہ تنویر خود اپنے ہی سوال پر شرمندہ ہو کر رہ گیا کہ نادانستگی میں اس نے واقعی عمران سے غلط سوال پوچھ لیا تھا جس کا جواب ظاہر ہے اسے ایسا ہی ملنا تھا۔

شاگل کا چہرہ اس وقت غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک لاش پڑی ہوئی تھی جبکہ وہاں موجود کرسیوں کے سامنے رسیوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے اور ہوٹل کا منیجر شاکانت آنکھیں پھاڑے یہ سب کچھ اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''کہاں ہیں وہ لوگ۔ بولو کہاں گئے ہیں وہ۔ بولو ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا نانسنس''...... شاگل نے یکلخت غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس کے پیچھے اس کا آدمی مہندر بھی موجود تھا جس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

''جناب۔ جناب وہ تو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور میں نے اپنے باڈی گارڈ بلوندر کو خصوصی طور پر ہدایت کی تھی کہ وہ یہاں سے باہر نہ جائے اور جناب۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ انہیں کافی میں بے ہوشی کی دوا دی گئی تھی اور......'' شاکانت نے انتہائی

گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ کیا تم یہاں آئے تھے پہلے''...... شاگل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ جب ہمارے آدمیوں نے انہیں یہاں لا کر باندھ دیا اور مجھے اطلاع دی تو میں یہاں آیا۔ یہاں مستقل طور پر کوئی نہیں رہتا۔ اس لئے میں بلوندر کو ساتھ لے کر آیا تھا۔ پھر میں انہیں چیک کر کے اور تسلی کر کے بلوندر کو یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تاکہ آپ کے آنے پر وہاں موجود رہوں''...... شاکانت نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا اس وقت سب بے ہوش تھے یا کوئی ہوش میں بھی تھا''...... شاگل نے کہا۔

''ایک آدمی ہوش میں تھا لیکن وہ بندھا ہوا تھا''...... شاکانت نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

''اس نے تم سے سب کچھ پوچھا بھی ہو گا''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں جناب اور میں نے اسے بتا دیا کہ یہ سب کچھ آپ کے لئے کیا گیا ہے اور آپ یہاں پہنچنے والے ہیں''...... شاکانت نے جواب دیا۔

''یہاں کوئی سواری بھی موجود تھی''...... شاگل نے پوچھا۔

''یس سر۔ ایک کار یہاں ہر وقت موجود رہتی ہے لیکن اب وہ

غائب ہے جناب''......شاکانت نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ کار میں کہاں تک جا سکتے ہیں۔ انہیں اب تلاش کرنا پڑے گا''......شاگل نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ وہ ہیلی کاپٹر پر کلانکا سے واپس شیتال پہنچا تھا تو اسے اطلاع دی گئی کہ ہیلی کاپٹر کو روہات کی طرف جاتے چیک کیا گیا ہے اور وہاں ملٹری انچارج کے ذریعے یہاں تمام ہوٹلوں میں احکامات دیئے گئے اور پھر ایک ہوٹل کے منیجر نے رپورٹ دی کہ اس گروپ کو چیک کر کے بے ہوش کر کے ایک علیحدہ عمارت میں پہنچا دیا گیا ہے تو شاگل، مہندر کے ساتھ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچا تھا۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر ہوٹل کے قریب اتارا اور پھر منیجر کے ساتھ جیپ میں سوار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔ لیکن یہاں سے یہ لوگ پہلے ہی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

''جناب مجھے یقین ہے کہ وہ اس کار میں لازماً شیتال پہنچیں گے اس لئے ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے انہیں چیک کر سکتے ہیں''۔ مہندر نے باہر آتے ہوئے شاگل سے کہا۔

''شیتال یہاں سے سترّاسی کلومیٹر دور ہے اور اس طرح مشکوک کار میں وہ اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتے اور ان کا یہاں کوئی واقف بھی نہیں ہو گا لیکن بہرحال اب چیکنگ تو کرنی ہے''......شاگل نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ان کی جیپ واپس ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''جناب۔ ہوٹل میں پہنچ کر میں اپنے گروپ کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اس کار کو تلاش کر لیں گے''......ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شاکانت نے کہا۔

''یہاں کی ناکہ بندی ہونی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ رات کو یہاں سے نکلیں۔ کیا یہاں کوئی گروپ ہے جو انہیں ٹریس کر سکے''......شاگل نے کہا۔

''ٹریسنگ کیسے ہو سکتی ہے جناب۔ مجھے بتائیں۔ ہو سکتا ہے کہ میرے ہی آدمی یہ کام کر لیں''......شاکانت نے کہا۔

''یہ پورا گروپ ہے اور لازماً یہاں ان کا کوئی واقف نہیں ہے اور نہ ہی یہاں سے انہیں میک اپ کا سامان کہیں سے مل سکتا ہے۔ اس لئے وہ انہی حلیوں اور لباسوں میں ہوں گے جو تم نے دیکھے ہیں۔ یہاں وہ لازماً کسی ہوٹل، کلب یا کسی پرائیویٹ رہائش گاہ پر ہی چھپے ہوں گے''......شاگل نے کہا۔

''اوہ جناب۔ پھر میرے آدمی ان کا سراغ لگا لیں گے''۔ شاکانت نے کہا۔

''مہندر تم ہیلی کاپٹر پر شیتال جانے والی روڈ پر چیکنگ کرو گے جبکہ یہاں منیجر کے آدمی چیکنگ کریں گے اور میں ہوٹل میں ہی رہوں گا''......شاگل نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے مہندر سے کہا۔

''یس سر''......مہندر نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ واپس ہوٹل

پہنچ گئی۔ مہندر اتر کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاگل ایک علیحدہ راستے سے شاکانت کے آفس میں پہنچ گیا۔ شاکانت نے سب سے پہلے شاگل کے لئے شراب منگوائی اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنے آدمیوں کو چیکنگ کے لئے پورے روہات میں پھیل جانے اور کار کو تلاش کرنے کا کہہ دیا۔

"یہ لوگ آخر کہاں جا سکتے ہیں"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ لیکن شاکانت نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاکانت نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاکانت نے کہا۔

"اوہ اچھا وہیں اردگرد چیکنگ کرو"...... شاکانت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جناب خالی کار کھیتوں میں کھڑی مل گئی ہے"...... شاکانت نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں سے ملی ہے وہ کار۔ وہ لوگ وہاں سے قریب کہیں موجود ہوں گے"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ مہندر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"واپس آ جاؤ۔ کار مل گئی ہے اس لئے اس کی تلاش کی ضرورت نہیں۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو شاکانت نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاکانت نے کہا۔

"جناب میں سکھوندر بول رہا ہوں۔ پانچ افراد کا گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے جاٹور کلب کی عقبی گلی میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاکانت بے اختیار چونک پڑا۔

"تفصیل بتاؤ"...... شاکانت نے کہا۔

"جناب یہ گروپ پہلے فرنٹ کی طرف الگ الگ جگہ پر موجود رہا۔ پھر وہ اکٹھے ہو کر عقبی گلی میں چلے گئے اور وہاں سے غائب ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جیسوال کے آفس میں پہنچے ہیں جناب اور یہ معلومات حتمی ہیں"...... سکھوندر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں"...... شاکانت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"جناب اس گروپ کا پتہ چل گیا ہے"...... شاکانت نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ جلدی بتاؤ"...... شاگل نے بے اختیار

اچھلتے ہوئے کہا اور شاکانت نے سکھوندر سے معلوم ہونے والی ساری بات بتا دی۔

''اوہ اوہ۔ کیا جاٹور کلب میں تمہارا کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس سے کنفرم کرو''...... شاگل نے کہا۔

''جناب۔ وہ میرا مخالف گروپ ہے۔ وہ تو مجھے قتل کرنے کے درپے رہتا ہے''...... شاکانت نے کہا۔ اسی لمحے مہندر اندر داخل ہوا۔

''جاٹور کلب کا نمبر پریس کر کے رسیور مجھے دو۔ میں بات کرتا ہوں''...... شاگل نے کہا تو شاکانت نے جلدی سے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے اٹھ کر رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

''جاٹور کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ جیسوال سے بات کراؤ''...... شاگل نے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے یکلخت بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو سر۔ میں جیسوال بول رہا ہوں سر۔ آپ کا خادم سر۔ آپ حکم فرمائیں سر''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ

ں آواز سنائی دی۔

''میں یہاں روہات میں موجود ہوں اور مجھے تم سے انتہائی ضروری کام ہے۔ میں اپنے نائب کے ساتھ تمہارے کلب آرہا ہوں''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ میرے لئے انتہائی اعزاز کی بات ہے جناب۔ میں آپ کے استقبال کے لئے گیٹ پر موجود ہوں گا جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ اس جاٹور کلب کی چاروں طرف سے نگرانی کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں میرے پہنچنے سے پہلے نکال دے''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا جناب۔ ویسے میں بتا دوں جناب کہ جیسوال انتہائی کمینہ اور خطرناک آدمی ہے۔ اس نے یقیناً ان سے بھاری دولت لے کر یہ کام کیا ہو گا اور میں چونکہ اس سے اچھی طرح واقف ہوں اس لئے بتا دوں کہ اس نے ان آدمیوں کو اپنے کلب کے خفیہ تہہ خانے میں چھپا رکھا ہو گا۔ آپ وہاں کی چیکنگ ضرور کریں''...... شاکانت نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کیا تفصیل ہے اس تہہ خانے کی''...... شاگل نے پوچھا تو شاکانت نے تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں خود چیک کر لوں گا''...... شاگل نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر جیپ موجود تھی۔ شاگل

جیپ کی عقبی نشست پر جا کر بیٹھ گیا۔

"کہاں تشریف لے جائیں گے جناب"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مہندر آ جائے گا پھر"...... شاگل نے کہا اور ڈرائیور سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ یہ جیپ شاکانت کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد مہندر جیپ کے قریب پہنچ گیا۔

"بیٹھو۔ مجھے تمہارا ہی انتظار تھا"...... شاگل نے کہا تو مہندر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جاٹور کلب چلو"...... شاگل نے کہا تو ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی تو مہندر تیزی سے نیچے اترا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ شاگل عقبی سیٹ سے نیچے اتر آیا۔

"جاؤ جا کر کلب کے مینجر جیسوال کو میری آمد کے بارے میں اطلاع دو"...... شاگل نے کہا تو مہندر تیزی سے دوڑتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاگل وہیں اکیلا کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پستہ قامت لیکن بھاری جسم کا آدمی جو سر سے گنجا تھا دوڑتے ہوئے انداز میں چلتا ہوا شاگل کے سامنے آ کر تقریباً رکوع کے بل جھک گیا۔

"میں آپ جیسے اعلیٰ ترین آفیسر کو اپنے کلب میں خوش آمدید

کہتا ہوں جناب۔ میرا نام جیسوال ہے"...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم شکل سے تو اچھے آدمی لگتے ہو جیسوال۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے میں تمہیں فوراً گولی مار کر ہلاک کر دوں گا"...... شاگل نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"جناب میں تو آپ کی خاطر سر کٹوانے کو تیار ہوں۔ آپ مجھے ہمیشہ اپنا تابعدار پائیں گے"...... جیسوال نے اور زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چلو آفس میں چلو۔ وہاں تم سے باتیں ہوں گی"...... شاگل نے کہا۔

"تشریف لے آئیں جناب"...... جیسوال نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں شاگل اور مہندر کلب میں داخل ہوئے اور ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کافی بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"تشریف رکھیں جناب اور حکم فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کروں"...... جیسوال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی کچھ نہیں میرے سامنے بیٹھو"...... شاگل نے رعونت بھرے لہجے میں کہا اور جیسوال خاموشی سے سامنے صوفے کی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ شاگل کے

سامنے اپنے آپ کو انتہائی حقیر اور کمزور سمجھ رہا ہے۔

''پانچ افراد کا گروپ تمہارے پاس پہنچا ہے۔ بولو کہاں ہیں وہ لوگ''...... شاگل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو جیسوال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''انکار مت کرنا۔ کیونکہ ہمارے پاس حتمی رپورٹ موجود ہے کہ یہ گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے پہلے تمہارے کلب کی فرنٹ سائیڈ پر علیحدہ علیحدہ جگہ پر موجود رہا پھر اکٹھے ہو کر وہ تمہارے کلب کی عقبی گلی میں گئے اور وہاں سے تمہارے خفیہ آفس میں پہنچ گئے اور یہ سن لو کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور سیکرٹ سروس کے پاس تمہارے اس کلب کے تہہ خانوں تک کی معلومات موجود ہیں۔ اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہارا یہ کلب''...... شاگل نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں آپ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہ گروپ میرے پاس ضرور آیا تھا وہ دارالحکومت کے ایک طاقتور سینڈیکیٹ کی ٹپ لے کر آئے تھے اس لئے مجبوراً مجھے ان کا کام کرنا پڑا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں انہیں ایک بڑی بند باڈی والی وین جس کے فیول ٹینک بھرے ہوئے ہوں اور ایک گائیڈ بطور ڈرائیور دوں جو انہیں شیتال تک چھوڑ آئے اور جناب۔ انہوں نے اس کے

لئے مجھے باقاعدہ معاوضہ بھی دیا۔ اس لئے میں نے انہیں وین اور ڈرائیور مہیا کر دیا اور وہ شیتال چلے گئے ہیں۔ انہیں یہاں سے گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے جناب''...... جیسوال نے کہا۔

''کس طرف سے گئے ہیں وہ''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''عقبی گلی کے راستے سے جناب۔ باہر وین میں ڈرائیور موجود تھا''...... جیسوال نے کہا۔

''کیا تفصیل ہے اس وین کی۔ اس کا ماڈل، کلر اور اس کا نمبر وغیرہ کیا ہے''...... شاگل نے کہا تو جیسوال نے فوری طور پر تمام تفصیل بتا دی۔

''چلو اٹھو اور ہمیں اس تہہ خانے میں لے جاؤ جہاں تم شراب تیار کرتے ہو۔ اٹھو''...... شاگل نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا تو جیسوال بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا البتہ شاگل کی بات سن کر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''جناب تو شاید پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں اور یہ تہہ خانہ تو انتہائی خفیہ ہے۔ پھر آپ کو کیسے اس کا علم ہو گیا جناب''۔ جیسوال نے کہا۔

''میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ چلو''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر''...... جیسوال نے کہا اور تیزی سے

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل اور مہندر اس کے ساتھ تھے۔
تھوڑی دیر بعد وہ ایک کافی بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں
واقعی شراب کا سٹاک رکھا گیا تھا۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا
اور نہ ہی وہاں ایسے آثار موجود تھے جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ
یہاں کچھ لوگ رہے ہوں۔

"ٹھیک ہے اب ہم واپس جا رہے ہیں لیکن یہ سن لو کہ اگر بعد
میں تمہاری بات غلط نکلی تو پھر تمہیں پورے کافرستان میں کہیں
نہ مل سکے گی۔ یاد رکھنا میری بات"...... شاگل نے کہا۔

"جناب میں نے یہاں رہنا ہے اور میں دریا میں رہ کر آپ
جیسے بڑے آدمی سے کیسے مخالفت کر سکتا ہوں۔ میں نے جو کچھ بتایا
ہے وہ واقعی سو فیصد درست ہے"...... جیسوال نے متانت بھرے
لہجے میں کہا۔

"کیا تمہاری وین میں ٹرانسمیٹر نصب ہے"...... شاگل نے باہر
آتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ وہ تو عام سی وین ہے کوئی سرکاری گاڑی
نہیں ہے جناب"...... جیسوال نے کہا۔

"اس ڈرائیور کا کیا نام ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"اس کا نام سامونڈرا ہے جناب"...... جیسوال نے کہا۔

"اپنے آفس چلو"...... شاگل نے کہا تو جیسوال انہیں دوبارہ
آفس میں لے آیا۔

"تمہارے پاس کوئی نقشہ ہے جس میں یہاں سے شیتال تک
کے تمام راستوں کی نشاندہی کی گئی ہو"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ بڑا تفصیلی نقشہ ہے۔ میں منگواتا ہوں جناب"۔
جیسوال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا
اور نمبر پریس کر کے کسی کو نقشہ لانے کا حکم دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"ابھی آ جاتا ہے جناب نقشہ۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے
جناب۔ یہاں ہر قسم کی شراب موجود ہے"...... جیسوال نے کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا تو جیسوال
ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک
نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رول شدہ ایک نقشہ تھا۔
اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور نقشہ شاگل کی طرف
بڑھا دیا۔ شاگل نے نقشہ لے کر اسے سامنے موجود میز پر پھیلا
دیا۔

"بتاؤ کہاں ہے یہ شہر"...... شاگل نے کہا تو جیسوال نے ایک
جگہ انگلی رکھ دی۔

"اور شیتال کہاں ہے"...... شاگل نے کہا تو جیسوال نے
دوسری جگہ انگلی رکھ دی۔ شاگل نے جیب سے قلم نکالا اور دونوں
جگہوں پر دائرے ڈال دیئے اور پھر وہ غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔

"تو یہاں سے شیتال تک پہنچنے کے لئے ایک ہی سڑک
ہے"...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ ایک ہی سڑک ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے جناب میں سچ بول رہا ہوں''...... جیسوال نے کہا۔

''اس سڑک کی دونوں سائیڈوں پر کیا ہے''...... شاگل نے کہا

''خالی میدان ہیں جناب''...... جیسوال نے کہا۔

''یہ نشان کیسا ہے''۔ شاگل نے ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا

''جناب یہ ایک قدیم کھنڈر ہے جو اب ختم ہو چکا ہے۔ صرف اس کے آثار باقی ہیں''...... جیسوال نے کہا۔

''یہاں سے شیتال کی طرف آنے جانے والی ٹریفک کی کیا پوزیشن ہے''...... شاگل نے کہا۔

''جناب۔ اکا دکا جیپیں اور دو یا تین بسیں چلتی ہیں۔ شاید ایک آدھ کار بھی کہیں نظر آ جائے ورنہ عموماً یہ سڑک مکمل طور پر خالی رہتی ہے''...... جیسوال نے کہا۔

''یہ شیتال سے پہلے کون سا گاؤں ہے''...... شاگل نے دائرے کے قریب ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جناب۔ اس کا نام تو ساکاشی گاؤں ہے لیکن عام لوگ اسے کاشی گاؤں ہی کہتے ہیں۔ دو تین سو گھروں پر مشتمل گاؤں ہے۔ یہاں وہ لوگ رہتے ہیں جو شیتال میں جا کر محنت مزدوری کرتے ہیں''...... جیسوال نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہاری باتوں پر یقین کر لیتا ہوں اور یہ نقشہ میں ساتھ لے جا رہا ہوں''...... شاگل نے کہا اور نقشہ اٹھا

کر اس نے مہندر کی طرف بڑھا دیا۔

''جناب آپ کی مہربانی ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے۔ میں ہمیشہ اپنے اس اعزاز پر فخر کرتا رہوں گا''...... جیسوال نے ایک بار پھر انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''آؤ مہندر''...... شاگل نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیسوال بھی انہیں باہر تک چھوڑنے آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ جیپ میں بیٹھے اس طرف کو بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں ان کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

''اب اس پوری سڑک کو چیک کرنا پڑے گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ عمران اس گاؤں میں ڈیرہ ڈالے گا۔ ہمیں اس گاؤں کو بھی چیک کرنا ہو گا''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ میں ٹرانسمیٹر کال کر کے اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اس گاؤں میں ہم سے پہلے پہنچ کر وہاں چیکنگ کر لیں گے اور اگر یہ لوگ ابھی وہاں نہ پہنچے ہوں تو وہاں کی پکٹنگ کر لیں اور جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں ان پر میزائلوں کی بارش کر دی جائے گی''...... مہندر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ ویسے کرنل دیش مکھ کو بھی کال کر کے کہنا پڑے گا کہ وہ بھی شیتال میں پوری طرح محتاط رہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ کب اس تک پہنچ جائیں''...... شاگل نے کہا اور مہندر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بند باڈی والی وین خاصی تیز رفتاری سے شیتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹوں پر جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ انہیں روہات سے چلے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا۔ سڑک پر اکا دکا جیپیں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں اور سڑک کے دونوں اطراف میں بنجر میدان تھے۔ سیٹوں کا درمیانی حصہ کھلا ہوا تھا اس لئے وہ سب عمران سے آسانی سے بات کر سکتے تھے۔

''عمران صاحب۔ اس شاگل نے لامحالہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور اس کے پاس ہیلی کاپٹر ہے وہ کسی بھی وقت ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''چھوڑو صفدر۔ یہ باتیں مت کرو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کم از کم اب ہم اپنے مشن کی طرف تو بڑھ رہے ہیں''...... عمران کے جواب دینے سے پہلے تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں نے روہات سے فوراً نکلنے کو اس لئے ترجیح دی ہے کہ شاگل وہاں جاٹور کلب میں کسی بھی لمحے پہنچ سکتا تھا کیونکہ اس شاکانت اور جیسوال میں دشمنی چل رہی ہے۔ اس لئے لامحالہ اس کے آدمی وہاں بطور مخبر موجود ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اگر شاگل کو ہماری اس وین کے بارے میں علم ہو گیا تو وہ ہمیں کسی صورت شیتال نہیں پہنچنے دے گا''۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جہاں تک میں شاگل کی فطرت کو سمجھتا ہوں۔ وہ راستے میں اپنے ہیلی کاپٹر سے ہم پر حملہ نہیں کرے گا بلکہ وہ ٹرانسمیٹر پر اپنی فورس کو کال کر کے ہمارے مقابلے پر لائے گا۔ اسے خطرہ ہو گا کہ ہم جواب میں اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی تباہ نہ کر دیں اور شاگل کو سب سے زیادہ عزیز اپنی زندگی ہے۔ اس لئے بے فکر رہو۔ شیتال تک ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور ہم نے براہ راست شیتال نہیں جانا بلکہ ہمارا ٹھکانہ شیتال سے پہلے آنے والا گاؤں کاشی ہے۔ ڈرائیور ساموندرا سے میری تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ یہ دو تین سو گھروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس گاؤں کا سردار جگنو سنگھ نامی آدمی ہے جسے یہاں سردار کہا جاتا ہے۔ وہ بے حد لالچی آدمی ہے۔ اسے اگر رقم دی جائے تو وہ ہر طرح سے تعاون پر تیار ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہ کیا تعاون کرے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اس گاؤں سے لوگ محنت مزدوری کے لئے شیتال روزانہ
آتے جاتے ہیں اور ان سب کے پاس ملٹری کے جاری کردہ
خصوصی کارڈ موجود ہیں۔ ان کے روپ میں ہم آسانی سے شیتال
میں داخل ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔
''لیکن عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ شاگل کو بھی یہ
بات معلوم ہو جائے اور وہ اس گاؤں پر اپنی فورس کے ساتھ اٹیک
کر دے''...... صفدر نے کہا۔
''وہ ایسے معاملات میں بے حد ہوشیار ہے اس لئے لازماً وہ
ایسا ہی کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کے آدمی ہمارے پہنچنے سے
پہلے شیتال سے اس گاؤں میں پہنچ چکے ہوں لیکن ہم نے براہ
راست اس گاؤں میں نہیں جانا بلکہ اس گاؤں سے پہلے ایک قدیم
اور منہدم کھنڈر آتا ہے۔ ہم وہاں رک جائیں گے۔ ساموندرا وہاں
سے پیدل جا کر اس سردار کو لے آئے گا اور ساموندرا نے بتایا ہے
کہ بظاہر یہ گاؤں محنت مزدوری کرنے والوں کا گاؤں ہے لیکن اس
کے ساتھ ساتھ وہاں ایسے خفیہ گودام موجود ہیں جہاں اسمگلروں کا
مال خفیہ طور پر رکھا جاتا ہے اور ان سب گوداموں کا انچارج سردار
اور اس کا مخصوص گروپ ہے۔ یہ گروپ دولت کی خاطر سب کچھ
کرنے پر تیار رہتا ہے''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں
سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ساموندرا نے جیپ کو
موڑا اور جیپ سڑک کو چھوڑ کر تیزی سے سامنے کچھ فاصلے پر موجود

منہدم کھنڈر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
عمران سمیت سب لوگ اب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ جیپ کھنڈر
کے قریب جا کر رک گئی تو عمران اور اس کے ساتھی باہر آ گئے۔
ساموندرا نے جیپ آگے بڑھائی اور پھر وہ اسے گھما کر ایک ایسی
جگہ پر لے گیا جہاں سے وہ اوپر سے نظر نہ آ سکتی تھی۔
''یہ آدمی پیدل کیوں جائے گا۔ جیپ پر چلا جائے''...... جولیا
نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔
''میں نے اسے خود منع کیا ہے۔ جیپ کا وہاں جانا چھپ نہ
سکے گا اور شاگل اپنی فورس سمیت وہاں پہنچ جائے گا''...... عمران
نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
''میں سردار کو لے آتا ہوں جناب''...... ساموندرا نے اس جگہ
سے باہر آتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ یہ لو دو گڈیاں۔ ایک تمہاری اور دوسری گڈی اس سردار
کو دے دینا''...... عمران نے جیب سے دو گڈیاں نکال کر ساموندرا
کو دیتے ہوئے کہا۔
''بہت شکریہ۔ آپ بے فکر رہیں جناب۔ سب کام اوکے ہو
جائے گا''...... ساموندرا نے کہا۔
''سنو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہاں
سرکاری لوگ پہنچ چکے ہوں۔ اس صورت میں تم نے ان کے سامنے
نہیں جانا۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ جلدی کی

وجہ سے الٹا ہم پھنس جائیں''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں جناب۔ میں ایسے کئی کھیلوں میں شریک رہ چکا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں''...... ساموندرا نے کہا تو عمران نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور ساموندرا سڑک کی طرف بڑھ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

''اوہ اوہ۔ ہیلی کاپٹر کی آواز۔ چھپ جاؤ''...... اچانک عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئے جہاں ساموندرا نے جیپ چھپائی تھی۔ وہاں ٹوٹی پھوٹی سی چھت موجود تھی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز اب انہیں کھنڈر کے اوپر سے سنائی دے رہی تھی اور پھر ہیلی کاپٹر نے کھنڈر کے اوپر دو چکر لگائے اور اس کے بعد اس کی آواز آگے جا کر معدوم ہو گئی۔

''اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ بال بال بچے ہیں۔ یہ یقیناً شاگل کا ہیلی کاپٹر تھا''...... عمران نے کہا۔

''کہیں اس نے اس ساموندرا کو نہ چیک کر لیا ہو''...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ساموندرا تیز آدمی ہے۔ وہ یقیناً اوٹ میں ہو گیا ہو گا''...... عمران نے کہا تو صفدر خاموش ہو گیا۔

''یہ تمہارے پاس اتنی بھاری رقم کہاں سے آ گئی''...... اچانک جولیا نے کہا۔

''یہ صفدر کا کارنامہ ہے۔ اس نے جاٹور کلب میں وقت ضائع

نہیں کیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو اسی لئے صفدر غائب رہا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ ہمیں رقم کی بے حد ضرورت تھی اور جاٹور کلب کا ایک حصہ صرف مشینی جوئے کے لئے مخصوص ہے اس لئے مجھے وہاں جا کر کھیلنا پڑا''...... صفدر نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر واپس نہ مڑا تھا اور دو گھنٹے گزر جانے کے باوجود ساموندرا کی واپسی نہ ہوئی تھی۔ ان سب نے وہاں بیٹھنے کے لئے کافی جگہ صاف کر لی تھی۔ اس لئے وہ سب وہاں بیٹھے ساموندرا کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔

''میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی کو باہر ہونا چاہئے ورنہ اچانک یہاں ریڈ بھی ہو سکتا ہے''...... اچانک صفدر نے کہا۔

''ساموندرا پکڑا جائے تو ریڈ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ بہرحال بات تو ٹھیک ہے ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہئے۔ تم یہاں رہو۔ میں باہر جاتا ہوں''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں عمران صاحب۔ آپ بیٹھیں۔ یہ کام میں اور تنویر بہتر انداز میں کر لیں گے۔ آؤ تنویر''...... صفدر نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں باہر چلے گئے۔

''عمران صاحب۔ شیتال چھاؤنی میں داخل ہونے کے بارے میں آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بڑا آسان پلان ہے۔ وہاں اس کرنل دلیش مکھ کو کور کرنا پڑے

گا۔ فوجی وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کے روپ میں اندر داخل ہوا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ اس شیتال گاؤں میں ایڈجسٹ ہونے کا ہے۔ اس کے بعد چھاؤنی میں داخل ہونے کا مرحلہ آئے گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ صفدر تیزی سے واپس آیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''ساموندرا ایک آدمی کے ساتھ آرہا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا اور کیپٹن شکیل بھی کھڑے ہو گئے۔ تنویر ابھی تک باہر ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد تنویر بھی اندر داخل ہوا تو اس کے ساتھ ایک آدمی تھا جو بظاہر تو بوڑھا لگتا تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ خاصا طاقتور معلوم ہوتا تھا۔

''یہ کاشی گاؤں کا سردار جگنو سنگھ ہے جناب''...... ساموندرا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو اس سردار نے بڑے مؤدبانہ انداز میں انہیں سلام کیا۔

''پہلے وہاں کے بارے میں بتاؤ۔ بہت دیر لگا دی تم نے''۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ مجھے وہاں ڈیڑھ گھنٹہ تو چھپنا پڑا۔ وہاں جیپوں پر سرکاری لوگ آئے ہوئے تھے اور وہ پورے گاؤں کی تلاشی لے رہے تھے۔ پھر ایک ہیلی کاپٹر بھی وہاں آ گیا اور پھر جب وہ تلاشی لے کر واپس چلے گئے تو میں آگے بڑھا اور سردار سے ملا''......

ساموندرا نے کہا۔

''کون لوگ تھے وہ جگنو سنگھ۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے سردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب۔ وہ شیتال سے آئے تھے۔ ان کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک وین میں پاکیشیائی دشمنوں کا ایک گروپ یہاں پہنچا ہے۔ اس گروپ میں ایک عورت اور چار مرد ہیں اور ہم نے انہیں چھپا رکھا ہے لیکن جناب مجھے تو کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ انہوں نے پورے گاؤں کے ایک ایک گھر کی تلاشی لی۔ شیتال کے فوجی انچارج کرنل دلیش مکھ کے دو آدمی بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے سارے گاؤں کے مردوں کے کارڈ بھی چیک کیے۔ پھر ان کا بڑا افسر ہیلی کاپٹر پر آ گیا۔ اس کا نام شاگل تھا وہ غصیلا آدمی تھا جناب۔ اس نے مجھے اور پورے گاؤں کو ایسی خوفناک دھمکیاں دیں کہ ہم سب بے حد ڈر گئے لیکن گاؤں میں کوئی ہوتا تو ہم بھی بتاتے یا انہیں ملتا۔ اچھی طرح تلاشی لے کر آخر کار وہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد ساموندرا میرے پاس پہنچا اور اس نے آپ کے بارے میں بتایا تو جناب میں نے پہلے تو صاف انکار کر دیا کیونکہ میں اپنے ملک کے دشمنوں کو پناہ نہیں دے سکتا۔ لیکن ساموندرا نے بتایا کہ آپ کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے جو اس سرکاری ایجنسی کی مخالفت میں کام کر رہے ہیں اور اس نے مجھے نوٹوں کی گڈی دی تو میں یہاں آنے کے لئے تیار ہو گیا

جناب۔ ویسے اس بڑے صاحب نے مجھے اور گاؤں کے لوگوں کو
جس طرح بے عزت کیا ہے اس سے ہم سب اس کے خلاف ہو
چکے ہیں۔ آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں۔ ویسے یہ بتا دوں کہ
ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ رات کو دوبارہ چیکنگ شروع کر دیں''۔ سردار
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہم شیتال گاؤں میں اس طرح پہنچنا چاہتے ہیں کہ وہاں ہمیں
چیک نہ کیا جا سکے اور ہمیں وہاں پناہ بھی مل جائے کیونکہ دشمن وہاں
کام کر رہے ہیں جبکہ یہ بڑے صاحب بھی ہمارے پیچھے لگے ہوئے
ہیں کہ ہم ان دشمنوں کو پکڑ نہ سکیں اور کریڈٹ وہ لے جائیں اور یہ
سن لو کہ اگر تم نے دھوکہ دیا یا دینے کی کوشش کی تو پھر معاملات
ہمارے بس سے باہر ہو جائیں گے اور تمہیں اور تمہارے گاؤں کو
اس کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا لیکن اگر تم تعاون کرو تو اس
جیسی دس گڈیاں تمہیں نقد مل سکتی ہیں''...... عمران نے کہا تو سردار
بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات
ابھر آئے تھے۔

''ج۔ ج۔ جناب کیا آپ درست کہہ رہے ہیں''...... سردار
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ہم جس طرح رقم دینے میں
فیاض ہیں اسی طرح دھوکہ دینے والے کے لئے ہم سے بڑا جلاد
بھی کوئی نہیں ہوسکتا''...... عمران نے کہا۔

''جناب آپ بے فکر رہیں۔ آپ اتنی دولت دے رہے ہیں
کہ اتنی شاید ہم ایک سال میں بھی نہ کما سکیں تو مجھے دھوکہ دینے کی
کیا ضرورت ہے''...... سردار نے کہا۔

''تم یہ بتاؤ کہ کس طرح ہمارا کام کرو گے۔ تفصیل بتاؤ
مجھے''...... عمران نے کہا۔

''جناب شیتال میں مکمل طور پر فوج کا کنٹرول ہے اور فوجی کارڈ
کے بغیر وہاں کوئی آدمی نہ داخل ہوسکتا ہے اور نہ رہ سکتا ہے۔ آپ
یہ بتائیں کہ آپ نے وہاں کتنے دن رہنا ہے''...... سردار نے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ دو دن''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم آپ کو فوجی کارڈ مہیا کر دیتے ہیں اور
ہمارے وہ آدمی ایک ہفتے تک گاؤں میں رہیں گے۔ ان کارڈ کی
وجہ سے وہاں آپ کو کوئی مشکل نہ ہو گی۔ جہاں تک رہائش کا تعلق
ہے تو شیتال میں ایک خفیہ اڈہ موجود ہے جہاں فوج کے ہاتھ بھی
نہیں پہنچ سکتے۔ یہ اولڈ ماسٹر کا اڈہ ہے۔ وہاں آپ کو رہائش، کھانا،
اسلحہ، شراب بلکہ جو کچھ آپ چاہیں آپ کو مل سکتا ہے۔ لیکن اس
کے لئے آپ کو علیحدہ رقم دینا پڑے گی''...... سردار نے کہا۔

''کیا ان کارڈ پر تصویریں بھی ہوتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ کارڈوں پر صرف نام، پتہ اور شناختی نشان ہوتا
ہے''...... سردار نے کہا۔

''کیا عورتیں بھی وہاں جاتی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں جناب۔ ہمارے گاؤں کی کئی عورتیں بھی وہاں کام کرتی ہیں''...... سردار نے کہا۔

''لیکن اس اولڈ ماسٹر تک ہم پہنچیں گے کیسے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''میرا ایک آدمی آپ کے ساتھ جائے گا۔ وہ میرا پیغام اولڈ ماسٹر تک پہنچا دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہمارا خاص آدمی ہے''...... سردار نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اب ہمارے مطابق کارڈ فراہم کرو اور اپنے آدمی کو بھیج دو تاکہ ہم اس کے ساتھ آگے بڑھ سکیں۔ ہم یہاں سے جیپ پر جائیں گے اور پھر شیتال سے پہلے جیپ چھوڑ دیں گے اور جیپ سامونڈرا واپس لے جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ وہ رقم......'' سردار نے کہا تو عمران کے اشارے پر صفدر نے پانچ گڈیاں نکال کر سردار کے حوالے کر دی۔

''یہ آدھی رقم ہے اور آدھی اس وقت جب تم کارڈز لے کر آؤ گے''...... عمران نے کہا اور سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے گڈیاں فوراً جیب میں ڈالیں اور وہ سامونڈرا کو لے کر تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت تک سامونڈرا اور سردار جگنو سنگھ کو دیکھتے رہے جب تک وہ وہاں سے دور نہ چلے گئے۔

شاگل کا چہرہ بدستور غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ شیتال کی ایک عمارت میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمارت کرنل دلیش مکھ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ شاگل اس وقت کرنل دلیش مکھ کے آفس میں تھا اوراس کے سامنے کرسی پر شیتال کی فوجی چھاؤنی کا انچارج کرنل دلیش مکھ موجود تھا۔

''میری بات کا یقین کریں کرنل دلیش مکھ۔ یہ لوگ شیتال میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ بات طے سمجھیں''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ شیتال میں اڑنے والی چڑیا بھی ہماری نظروں سے بچ نہیں سکتی اور آپ ایک پورے گروپ کی بات کر رہے ہیں''...... کرنل دلیش مکھ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ یہاں زیادہ سے زیادہ کارڈز چیک کر سکتے ہیں اور کارڈز یہ لوگ کہیں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا کے سب

سے خطرناک ایجنٹ ہیں۔ انتہائی خطرناک ایجنٹ''...... شاگل نے کہا۔

''جناب یہاں جو لوگ آتے جاتے ہیں ان کے بارے میں میرے آدمی کافی حد تک جانتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کے پاس کارڈز بھی ہوئے تب بھی وہ پکڑے جائیں گے''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''یہاں کوئی ایسا اڈہ ہے جہاں یہ رہ سکیں۔ کوئی بھی خفیہ اڈہ''...... شاگل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''نہیں جناب۔ یہاں ایسا کوئی اڈہ نہیں ہے۔ وہ یہاں کسی بھی مکان میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ یہاں ہر مکان کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ یہاں کتنے افراد رہتے ہیں''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل دلیش مکھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل دلیش مکھ بول رہا ہوں''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''کیپٹن مہا ویر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''جناب ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک خفیہ اڈہ بھی موجود ہے کسی اولڈ ماسٹر کا۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر کے ہی وہاں ریڈ کیا جائے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ خفیہ اڈہ اور یہاں۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''جناب ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ شیتال کے شمال میں جہاں مزدوروں کی آبادی ہے وہاں ایک بڑا سا احاطہ ہے جہاں مزدور رات کو مل کر رہتے ہیں۔ وہاں سے کسی خفیہ اڈے کو راستہ جاتا ہے جو زیر زمین ہے اور وہاں نہ صرف ہر قسم کی عیاشی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے بلکہ وہاں ایسے لوگوں کو پناہ بھی دی جاتی ہے جو مجرم ہوں۔ یہ اطلاع جس نے دی ہے وہ اس اولڈ ماسٹر کا ساتھی تھا لیکن پھر کسی وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اس آدمی نے ہمیں مخبری کر دی ہے''...... کیپٹن مہا ویر نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس پر تو ابھی اور اسی وقت ریڈ ہونا چاہئے۔ تم ریڈ پارٹی تیار کرو۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا ابھی اور اسی وقت''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اوہ۔ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا اور میرے آدمی بھی''...... شاگل نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ ضرور چلیں''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا تو شاگل نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس مہندر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مہندر کی آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ شیتال میں ایک خفیہ اڈے کا پتہ چلا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ پاکیشائی ایجنٹ وہاں چھپے ہوئے ہوں۔ اس لئے فوج کے ساتھ ساتھ ہم نے بھی وہاں ریڈ کرنا ہے۔ تم ساتھیوں سمیت جیپ لے کر یہاں ملٹری ہیڈ کوارٹر آجاؤ ابھی اور اسی وقت"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کیپٹن مہا ویر اور مہندر دونوں اکٹھے ہی اندر داخل ہوئے تو شاگل اور کرنل دلیش مکھ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی ان کی جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئیں اس آبادی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جہاں کے بارے میں انہیں نشاندہی کی گئی تھی۔ وہاں فوج نے اس احاطے کو پہلے ہی گھیر رکھا تھا اور لوگ اس احاطے کے باہر سہمے ہوئے انداز میں کھڑے تھے۔

"کہاں ہے وہ اولڈ ماسٹر"...... کرنل دلیش مکھ نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔

"اندر ہو گا جناب۔ ہم نے ابھی تک کوئی مداخلت نہیں کی۔ صرف محاصرہ کر رکھا ہے"...... کیپٹن مہا ویر نے کہا۔

"تم نے حماقت کی ہے کیپٹن۔ وہ پاکیشائی ایجنٹ اگر اندر

ہوئے تو وہ نکل گئے ہوں گے"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب وہ محاصرے سے کیسے نکل سکتے ہیں۔ وہ اندر ہیں تو اندر ہی ہوں گے"...... کیپٹن مہا ویر نے قدرے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر شاگل اور کرنل دلیش مکھ اپنے آدمیوں سمیت اندر داخل ہوئے۔ اولڈ ماسٹر بوڑھا آدمی تھا۔ اس نے دو تھپڑوں میں سب کچھ اگل دیا اور پھر شاگل اور اس کے آدمی بھی اس تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں شراب اور اسلحے کا سٹاک موجود تھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"وہ پانچ افراد کہاں ہیں جو یہاں پہنچے تھے تمہارے پاس۔ بولو جلدی بولو۔ ورنہ......" شاگل نے اچانک اولڈ ماسٹر کو گریبان سے پکڑ کر چیختے ہوئے کہا۔

"پپ پانچ افراد۔ کون سے افراد جناب۔ آپ کن افراد کی بات کر رہے ہیں جناب"...... اولڈ ماسٹر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک عورت اور چار مرد۔ جو یہاں تمہارے اڈے میں موجود تھے۔ کہاں ہیں وہ بولو"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں کسی عورت کا کیا کام۔ آپ پورا اڈہ اچھی طرح چیک کر لیں۔ یہاں کوئی نہیں آیا۔ یہاں تو صرف فوج کے لئے شراب کا سٹاک رکھا جاتا ہے جناب اور کچھ نہیں"...... اولڈ ماسٹر نے کہا تو شاگل نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"مہندر اس اڈے کی ایک ایک اینٹ چیک کرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اگر وہ لوگ آئے ہوں گے تو لازماً یہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے اور اگر یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے تو پھر کیپٹن مہا ویر کی حماقت کی وجہ سے وہ نکل گئے ہوں گے لیکن اگر کنفرم ہو جائے کہ وہ یہاں موجود تھے تو میں پورے گاؤں کو چیک کروں گا۔ چلو جلدی کرو"...... شاگل نے تیز تیز اور نہایت غصیلے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... مہندر نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھ گیا جبکہ شاگل اور کرنل دلیش مکھ باہر احاطے میں آ گئے تھوڑی دیر بعد مہندر واپس آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

"جناب۔ یہاں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور نہ ہی اندر کوئی آدمی موجود ہے"...... مہندر نے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بعد میں یہاں پہنچیں اس لئے کیپٹن مہا ویر تم نے یہاں اپنے خاص آدمی چھوڑنے ہیں اور جیسے ہی ان کے بارے میں اطلاع ملے تم نے مجھے اطلاع دینی ہے میری ذاتی فریکوئنسی پر"...... شاگل نے کیپٹن مہا ویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن مہا ویر نے کہا۔

"چلو مہندر۔ اب ہم اپنی رہائش گاہ پر جائیں گے۔ باقی کام

فوج کر لے گی"...... شاگل نے کہا اور کرنل دلیش مکھ سے اجازت لے کر وہ جیپ میں سوار ہو گیا اور اس کی پیروی اس کے ساتھیوں نے کی اور پھر جیپیں ایک رہائشی کوٹھی کی طرف بڑھتی چلی گئی لیکن شاگل کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں اور کیسے ٹریس کرے۔ یہ بات تو بہرحال طے تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کسی نہ کسی انداز میں یہاں آنا ضرور ہے کیونکہ یہاں آئے بغیر وہ کسی صورت بھی چھاؤنی میں داخل نہ ہو سکتے تھے اور ظاہر ہے وہ یہاں جیپ کے ذریعے ہی پہنچ سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹر پر تو نہیں آ سکتے تھے لیکن یہاں آ کر اس نے فوج کی چیکنگ کا جو نظام دیکھا تھا اس سے بہرحال یہ بات طے تھی کہ وہ لوگ یہاں کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے اور اگر کسی بھی طرح داخل ہو جائیں تو لازماً چیک بھی ہو جائیں گے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس لئے وہ آرام کرنے کے لئے بیڈروم میں جانے کی بجائے ملحقہ کمرے میں آ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر کچھ دیر بعد ہی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اس وقت یہاں فون"...... شاگل نے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل دلیش مکھ بول رہا ہوں۔ اس گروپ کو ٹریس کر کے

گرفتار کر لیا گیا ہے اور وہ اس وقت میرے ہیڈ کوارٹر میں ہے آپ آ جائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا وہ زندہ ہیں''...... شاگل نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ گرفتار ہو گئے ہیں اور ظاہر ہے ہم انہیں ہلاک تو نہیں کر سکتے۔ انہیں قانون کے حوالے کیا جائے گا''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''کہاں سے ٹریس ہوئے ہیں وہ اور کیسے''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ شیتال کے مشرق میں ایک دیوار کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے کہ اچانک چند فوجیوں کے وہاں پہنچنے کی وجہ سے انہیں باہر آنا پڑا جس پر فوج نے انہیں گھیر لیا۔ ان کے پاس کارڈز بھی نہیں تھے اور وہ ایک عورت اور چار مرد تھے اس لئے انہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا ہے اور میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''اوہ۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں کرنل دلیش مکھ۔ تم انہیں فوری طور پر بے ہوش کر دو۔ ورنہ وہ کسی بھی لمحے سچوئیشن بدل سکتے ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں نے انہیں اس انداز میں جکڑ رکھا ہے کہ وہ سانس بھی نہیں لے سکتے۔ آپ آ جائیں''...... کرنل دلیش

مکھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں''...... شاگل نے کہا اور اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی جیپ چلاتا ہوا ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس نے جیپ احاطے میں لے جا کر روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کرنل دلیش مکھ کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آفس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر لائٹ جل رہی تھی۔ شاگل اندر داخل ہوا ہی تھا کہ یکلخت اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

اس کے سر پر اچانک خوفناک دھماکہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اس طرح تاریکی پھیلتی چلی گئی جیسے کسی نے اچانک پردہ ڈال دیا ہو۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے لیکن آخری لمحات میں اس کے ذہن میں بہرحال یہ بات ابھری تھی کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے اور پھر اس کے ذہن میں تاریکی کے سائے پھیلتے چلے گئے۔

عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر شیتال میں داخل ہو گیا۔ ان کے کارڈ ایک جگہ چیک کئے گئے لیکن یہ چیکنگ صرف کارڈز تک ہی محدود رہی کیونکہ چیک پوسٹ پر اور بھی کئی مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ سردار نے ان کے ساتھ جو آدمی بھیجا تھا اس کا نام گوش تھا اور عمران باوجود اس گوش کے کہنے کے اولڈ ماسٹر کے اڈے میں نہ گیا تھا بلکہ اس نے گوش کو کہہ دیا تھا کہ وہ اولڈ ماسٹر کو باہر لے آئے ۔ جب تک اس سے تفصیلی بات نہ ہو گی وہ اندر نہیں جائیں گے اور پھر گوش نے واپس آ کر جو کچھ بتایا اس پر عمران کے ساتھی عمران کی پیش بندی پر حیران رہ گئے۔ گوش نے بتایا تھا کہ اولڈ ماسٹر کے اڈے کو فوج نے گھیر رکھا ہے اور بڑے افسران آئے ہوئے ہیں۔

''اوہ اوہ۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کرنل دلیش مکھ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ تو یہاں سے کچھ دور ہے''...... گوش نے کہا۔

''تم ہمیں وہیں لے چلو''...... عمران نے کہا۔

''آپ وہاں کیا کریں گے۔ وہاں تو فوج کا پہرہ ہوتا ہے''...... گوش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم وہاں چلو تو سہی۔ تم اندر نہ جانا''...... عمران نے کہا اور گوش سر ہلاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

''ہم نے اس ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنا ہے اور پھر فوری طور پر آگے بڑھنا ہے اب اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لئے سب تیار رہیں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں ایک احاطہ تھا جس کے اندر چھوٹی سی عمارت تھی۔ عمارت پر فوج کا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا لیکن وہاں کوئی پہرے دار نظر نہ آ رہا تھا۔

''تم اب کہاں جاؤ گے''...... عمران نے گوش سے کہا۔

''میں تو ابھی اسی وقت واپس جاؤں گا۔ میں یہاں نہیں رک سکتا جناب''...... گوش نے کہا۔

''ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو''...... عمران نے کہا تو گوش انہیں سلام کر کے واپس مڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

''آؤ اسلحہ لے لو لیکن کوشش یہی ہونی چاہئے کہ فائرنگ نہ

ہو‘‘...... عمران نے کہا اور وہ سب احاطے میں داخل ہو گئے اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد انہوں نے اس عمارت پر قبضہ کر لیا۔ وہاں صرف چار آدمی تھے جنہیں آسانی سے کور کر لیا گیا۔

ان میں سے ایک نے بتایا کہ یہاں صرف کرنل دیش مکھ کی رہائش اور آفس ہے۔ جبکہ باقی فوج علیحدہ علاقے میں رہتی ہے اور ان کا عملی انچارج کیپٹن مہا ویر ہے اور اس وقت کرنل دیش مکھ، کیپٹن مہا ویر اور سیکرٹ سروس کے چیف اور آدمیوں کے ساتھ کسی خفیہ اڈے پر ریڈ کے لئے گیا ہوا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ یہ سب اولڈ ماسٹر کے اڈے پر گئے ہوں گے اور یہ بات سن کر عمران کے ذہن میں آیا تھا کہ وہ اب شاگل کو پہلے کور کرے گا پھر آگے کوئی کام ہو سکے گا چنانچہ ان چاروں آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کرنل دیش مکھ کے انتظار میں وہیں اندر ہو کر چھپ گئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک جیپ احاطے میں داخل ہوئی۔

''اوکے۔ اب تم جاؤ۔ صبح آ جانا‘‘...... جیپ سے اترنے والے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے مڑ کر جیپ ڈرائیور سے کہا اور جیپ ڈرائیور نے جیپ بیک کی اور واپس چلا گیا جبکہ وہ آدمی فوجی انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ صفدر اور تنویر نے اسے چھاپ لیا۔ پھر عمران نے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کر کے تمام ضروری معلومات حاصل کر

لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے کرنل دیش مکھ سے شاگل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لیں اور اس عمارت کا فون نمبر بھی معلوم کر لیا جہاں شاگل رہائش پذیر تھا۔

کرنل دیش مکھ کو بے ہوش کر دیا گیا اور پھر عمران نے رسیور اٹھایا اور شاگل کے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف سے جب شاگل نے فون اٹنڈ کیا تو اس نے کرنل دیش مکھ کی آواز اور لہجے میں اسے اپنے گروپ کی گرفتاری کے بارے میں بتایا۔ شاگل کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ان کے زندہ ہونے کی وجہ سے وہاں آنے سے کترا رہا ہے۔ لیکن عمران نے آخر کار اسے آمادہ کر لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک جیپ احاطے میں پہنچ کر رک گئی اور شاگل جیپ سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے مارا اور شاگل ایک ہی ضرب کھا کر بے ہوش ہو گیا۔ عمران کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے اسے بھی کرنل دیش مکھ کے ساتھ ایک کرسی پر رسیوں سے باندھ دیا۔

''اب تم نے اس عمارت پر ریڈ کرنا ہے جہاں شاگل کے آدمی موجود ہیں۔ وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا اور پھر اندر جا کر ان سب کو ہلاک کر دینا‘‘...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اس سے کیا ہو گا۔ صبح ہوتے ہی جیسے ہی ان کی لاشیں ملیں گی یہاں ہنگامہ برپا ہو جائے گا‘‘...... صفدر

نے کہا۔

''عمران ٹھیک کہہ رہا ہے صفدر۔ ہمیں اصل خطرہ شاگل اور اس کے آدمیوں سے ہے۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں جبکہ عام فوجی اس انداز میں کام نہیں کر سکتے''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن پھر اس شاگل کا بھی تو خاتمہ کرنا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''وہ بھی کر لیں گے۔ تم پہلے یہ کام تو کرو''...... عمران نے کہا اور پھر جولیا کے علاوہ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں عمارت سے باہر چلے گئے۔

''تم ان کا خیال رکھو ساتھیوں کے واپس آنے تک۔ میں باہر رہوں گا''...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''لیکن اگر اس دوران کوئی فون آ گیا تو پھر''...... جولیا نے کہا۔

''فون کی گھنٹی سن کر میں آ جاؤں گا پھر فون اٹنڈ کر لوں گا۔ تم بے فکر رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ اچانک کوئی ہمارے سروں پر پہنچ جائے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران احاطے میں آ کر ایک جیپ کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اسے اپنے ساتھی احاطے میں داخل ہوتے دکھائی دیئے۔

''کیا ہوا''...... عمران نے جیپ کی اوٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

''کام مکمل ہو گیا۔ دس آدمی وہاں موجود تھے۔ ان کی گردنیں توڑ کر انہیں نیچے تہہ خانے میں ڈال دیا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم یہاں ڈیوٹی دو۔ میں اس کرنل دلیش مکھ اور شاگل سے مذاکرات کر لوں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس کمرے میں داخل ہوا جہاں کرنل دلیش مکھ اور شاگل دونوں کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے موجود تھے۔

''انہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ حیرت ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہوش آیا تھا۔ میں نے دوبارہ ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''تمہیں ضرب لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف بے ہوش ہو جانے کا حکم دینا ہی کافی تھا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تم نے تو آج تک میرا کوئی بھی حکم مانا نہیں۔ تو یہ کیسے مان لیتے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں تو ہمیشہ حکم کی تعمیل کے لئے ہی کوشاں رہا ہوں لیکن یہ صفدر اصل میں ڈنڈی مار جاتا ہے''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کرنل دلیش مکھ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات

نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا بھی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''شاگل کے ساتھیوں کا کیا ہوا''...... جولیا نے پوچھا۔

''تنویر کے ہوتے ہوئے کون اپنے انجام سے بچ سکتا ہے''۔ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم اپنا خیال رکھا کرو۔ کسی وقت واقعی تنویر کے ہاتھوں نقصان اٹھا سکتے ہو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید خوشگوار موڈ میں تھی۔

''اس سے بڑا نقصان اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اب تک تین بار ہاں کرنے سے ہی محروم چلا آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم خود۔ بہرحال چھوڑا اور کوئی بات کرو''...... جولیا بات کرتے کرتے موضوع بدل گئی تھی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ کرنل دلیش مکھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ یہ مجھے کس لئے باندھا ہے۔ اوہ اوہ چیف شاگل بھی یہاں موجود ہے۔ یہ سب کیا ہے''...... کرنل دلیش مکھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر

اور سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرنل دلیش مکھ ہم وہی ہیں جن کی تلاش کے لئے تم نے اولڈ ماسٹر کے اڈے کو گھیر رکھا تھا۔ میرا نام علی عمران ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل دلیش مکھ اس انداز میں جھٹکے کھانے لگا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ اچانک گزرنے لگ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی جا رہی تھی۔

''اوہ۔ اوہ تم۔ تم یہاں ہیڈ کوارٹر میں۔ کیا، کیا مطلب۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ یہ سب کیا ہوا ہے''...... کرنل دلیش مکھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اس کی حالت حقیقتاً خراب ہو گئی تھی۔

''تم ابھی ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے لیکن یہ چیف شاگل سب کچھ جانتا ہے اور میں نے اسے ہوش نہیں دلایا کیونکہ اس نے ہمیں دیکھتے ہی چیخنا چلانا شروع کر دینا ہے۔ یہ جذباتی آدمی ہے جبکہ تم مجھے سنجیدہ اور سمجھدار دکھائی دے رہے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تم کیا چاہتے ہو''...... اس بار کرنل دلیش مکھ نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم نے شیتال چھاؤنی کے اندر موجود لیبارٹری سے پاکیشیا کا وہ آلہ جسے تم نے ڈائی جن کا کوڈ دیا تھا واپس حاصل کرنا ہے جو کافرستانی ایجنٹوں نے پاکیشیائی ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ سے حاصل

کیا ہے''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''لیکن اس سلسلے میں میرا کیا رول ہے۔ میرا تو چھاؤنی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ میں تو یہاں شیتال گاؤں کا انچارج ہوں۔ میرا تو چھاؤنی میں داخلہ تک ممنوع ہے''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''تم ہمیں تفصیلات تو بتا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''سوری یہ ملک سے غداری ہے اور میں بطور فوجی ملک سے غداری کسی صورت نہیں کرسکتا۔ چاہے تم مجھے ہلاک ہی کیوں نہ کر دو''...... کرنل دلیش مکھ نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے ایسی کوئی بات نہیں پوچھنی جو غداری کے زمرے میں آئے''...... عمران نے بجائے غصے کے انتہائی نرم لہجے میں کہا تو کرنل دلیش مکھ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... کرنل دلیش مکھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چھاؤنی کا انچارج کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جنرل بھوپندر''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''لیبارٹری کا عملی چارج کس کے ہاتھ میں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنل مکیش لیبارٹری کے معاملات کا انچارج ہے۔ اس کا سیکشن اور آفس علیحدہ ہے''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا۔

''اس کرنل مکیش کا فون نمبر کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے''...... کرنل دلیش مکھ نے جواب دیا۔

''کرنل دلیش مکھ فون نمبر بتانا تو غداری کے زمرے میں نہیں آتا۔ یہ تو یہاں کی ایکس چینج کو فون کر کے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو کرنل دلیش مکھ بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس نے فوری نمبر بتا دیا۔

''کرنل مکیش کا قدوقامت اور حلیہ کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم''...... کرنل دلیش مکھ نے کہا وہ ایک بار پھر ضد پر اتر آیا تھا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ اور تمہارا ضمیر بھی داغدار نہ ہو لیکن اگر تم خواہ مخواہ کی ضد کر کے مرنا ہی چاہتے ہو تو پھر ایسا ہی سہی''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اوہ اوہ۔ رکو۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں''...... کرنل دلیش مکھ نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

’’کرنل مکیش تمہارا کیا لگتا ہے رشتے میں‘‘...... عمران نے کہا تو کرنل دیش مکھ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو تم‘‘...... کرنل دیش مکھ نے کہا۔

’’تم نے جو حلیہ بتایا ہے وہ تمہارے بنیادی خدوخال سے ملتا ہے۔ اس لئے یا تو یہ کرنل مکیش تمہارا حقیقی بھائی ہے یا پھر فرسٹ کزن ہے‘‘...... عمران نے کہا تو کرنل دیش مکھ کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلتی چلی گئیں۔

’’تم۔ تم کیا ہو۔ تم کیسے یہ سب کچھ جان لیتے ہو‘‘...... کرنل دیش مکھ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

’’میں تمہیں ہلاکت سے بچانا چاہتا ہوں کرنل دیش مکھ اور کچھ بھی نہیں‘‘...... عمران نے مسکرا کہا۔

’’کرنل مکیش میرا خالہ زاد بھائی ہے اور میری بہن کا شوہر ہے‘‘...... کرنل دیش مکھ نے کہا۔

’’کیا تمہاری بہن بھی چھاؤنی میں رہتی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ وہ دارالحکومت میں رہتی ہے۔ یہاں فیملیز نہیں رہتیں‘‘...... کرنل دیش مکھ نے کہا۔

’’جولیا اسے ہاف آف کر دو‘‘...... عمران نے کہا تو جولیا تیزی

سے اٹھی اور کرنل دیش مکھ کی طرف بڑھ گئی۔

’’کیا کیا مطلب۔ کیا کر رہے ہو‘‘...... کرنل دیش مکھ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ہی تھا کہ دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ اس کی کنپٹی پر جڑ دیا تھا اور پھر دوسری ضرب کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی تو جولیا واپس مڑ آئی۔

’’تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا اس کرنل مکیش سے بات کرو گے کرنل دیش مکھ کی آواز میں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہاں لیکن نتیجہ کیا نکلتا ہے اس کا ابھی اندازہ نہیں ہے۔ بہرحال کوشش تو کی ہی جا سکتی ہے‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس‘‘...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’کرنل دیش مکھ بول رہا ہوں۔ کرنل مکیش سے بات کراؤ‘‘۔ عمران نے کرنل دیش مکھ کی آواز اور لہجے میں کہا۔

’’اوہ صاحب تو بیڈ روم میں چلے گئے ہیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’بات کراؤ میری۔ سمجھے‘‘...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ ہولڈ کریں سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہیلو دیش مکھ۔ کیا بات ہے۔ مکیش بول رہا ہوں۔ اس وقت

کیسے فون کیا ہے''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت تھی۔

''کیا تم کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو جانتے ہو''......عمران نے بھی اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ کیوں کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''تو پھر تم ان سے خود بات کر لو۔ میں تو کچھ کہہ بھی نہیں سکتا''......عمران نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''۔ عمران نے شاگل کے انداز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کرنل مکیش بول رہا ہوں سر۔ کیا بات ہے جناب''...... دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''آپ کو معلوم ہے کہ ہم پرائم منسٹر کے خصوصی حکم پر یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے آئے ہوئے ہیں''......عمران نے کہا۔

''لیس سر۔ مجھے معلوم ہے سر۔ جنرل بھوپندر صاحب کو اس کی باقاعدہ اطلاع دی گئی تھی لیکن مسئلہ کیا ہے جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ چھاؤنی میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس حتمی اطلاع ہے اور میں اس سلسلے میں چھاؤنی آنا چاہتا ہوں تاکہ

ان کو وہاں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر سکوں لیکن کرنل دلیش مکھ بضد ہیں کہ وہ لوگ یہاں بھی نہیں پہنچے اور چھاؤنی میں بھی نہیں گئے۔ میں چاہوں تو انہیں اپنے حکم سے ہی معطل کر سکتا ہوں لیکن میں ان حالات میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے بات کی جائے''......عمران نے شاگل کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''جناب یہ بات تو طے ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں داخل ہو ہی نہیں سکتے۔ یہاں ایک ایک قدم پر چیکنگ ہوتی ہے اور تمام چیکنگ کمپیوٹرائزڈ ہے اس لئے آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے''۔ کرنل مکیش نے کہا۔

''آپ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہیں جانتے۔ ان کے سامنے آپ کا کمپیوٹر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ انہوں نے ایسی بے شمار لیبارٹریاں تباہ کی ہوئی ہیں جن میں دنیا کے ٹاپ اور جدید ترین سپر کمپیوٹر کام کرتے تھے البتہ آپ کو یقین دلانے کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں شیتال میں کرنل دلیش مکھ کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں آ جائیں۔ یہاں اس کے ثبوت موجود ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ چھاؤنی میں داخل ہو چکے ہیں جو آپ کو دکھائے جا سکتے ہیں اور میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ کو وہاں الرٹ کیا جا سکے۔ ہم نے تو بہرحال یہیں رہنا ہے لیکن جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں آپ کو یہ ثبوت دکھانا چاہتا ہوں

تاکہ آپ اسی طرح مطمئن نہ رہیں اور الرٹ رہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں ہیلی کاپٹر پر آجاتا ہوں۔ آپ کرنل دلیش مکھ سے میری بات کرائیں''...... کرنل مکیش نے کہا۔

''یس دلیش مکھ بول رہا ہوں''...... عمران نے فوراً ہی کرنل دلیش مکھ کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''دلیش مکھ تم نے ثبوت دیکھے ہیں۔ کیا ثبوت ہیں''...... کرنل مکیش نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''چیف شاگل نے ایک آدمی پکڑا ہے۔ اس کے پاس چھاؤنی کا مخصوص کمپیوٹرائزڈ کارڈ بھی ہے اور اس سے ایک ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا ہے جس میں کال ٹیپ ہو جاتی ہے۔ اس ٹیپ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ کوڈ میں گفتگو ہوئی ہے اور اس کوڈ کے مطابق وہ چھاؤنی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ چیف شاگل صاحب نے اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے چھاؤنی میں ان کے چھپنے کی مخصوص جگہ بھی چیک کر لی ہے لیکن ظاہر ہے وہ تو کبھی اس چھاؤنی میں آئے ہی نہیں اس لئے وہ اس سلسلے کو تفصیل سے تمہارے ساتھ ڈسکس کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جب مجھے دھمکی دی کہ وہ پرائم منسٹر سے اس معاملے میں بات کرتے ہیں تو میں نے تم سے بات کی ہے''...... عمران نے کرنل دلیش مکھ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔ یہ واقعی انتہائی اہم باتیں ہیں۔ ہمیں بہرحال ہر طرف سے چوکنا اور محتاط رہنا چاہئے''...... کرنل مکیش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس طرح چیف شاگل صاحب مطمئن ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے میں آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''اب باہر جا کر اپنے ساتھیوں کو ساری بات بتا دو تاکہ وہ اس کو کور کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اکیلا نہ آئے''...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ویسے تم واقعی جادوگر ہو''...... آج مجھے بھی یقین آگیا ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کاش ایسا ہوتا تو کوہ قاف کی سوئس پری میری قید میں ہوتی''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا کا چہرہ یکلخت گلنار ہو گیا اور وہ زیر لب مسکراتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران کو باہر سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دینے لگی تو وہ اٹھ کر دروازے کی اوٹ میں ساکت کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اترنے کے ساتھ ساتھ ایک ہلکی سی چیخ اس کے کانوں میں پڑی اور پھر چند لمحوں کے بعد صفدر کاندھے پر

ایک آدمی کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس آدمی نے باقاعدہ فوجی
یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

"اسے کرسی پر ڈال دو۔ اکیلا تھا یا کوئی اور بھی ساتھ تھا"۔
عمران نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر پائلٹ بھی تھا اسے بھی کور کر لیا گیا ہے"...... صفدر
نے کاندھے پر لدے ہوئے اس کرنل مکیش کو کرسی پر ڈالتے ہوئے
کہا۔

"اُسے آف کر دو"...... عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا
واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے جولیا اندر داخل ہوئی تو عمران نے جولیا کی
مدد سے کرنل مکیش کو رسیوں کے ساتھ کرسی سے باندھ دیا اور پھر
اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس
کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عمران نے
ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر
گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ۔ یہ کیا کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیا ہے"...... کرنل مکیش نے
ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کی حالت
پہلے سے زیادہ خراب ہو گئی۔

"تم نے کرنل دلیش مکھ کو تو پہچان لیا ہو گا کرنل مکیش۔ البتہ یہ
بتا دوں کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر کافرستان سیکرٹ سروس کا

چیف شاگل ہے اور میرا نام علی عمران ہے اور میں پاکیشیائی
ہوں"...... عمران نے کہا تو کرنل مکیش کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔
اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے آپ پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیا، کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے یہاں کیسے قبضہ کر
لیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو میری ان دونوں سے بات ہوئی
ہے"...... کرنل مکیش نے کہا۔

"وہ سب گفتگو میں نے تم سے کی تھی اور میں یہ سب کچھ اس
لئے تمہیں بتا رہا ہوں تاکہ تم پوری طرح ہوش و حواس میں
آ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"وری بیڈ۔ مجھے تصور بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ وری
بیڈ"...... کرنل مکیش نے کہا۔

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ لیبارٹری کے اندر داخل ہونے اور
لیبارٹری کو کھلوانے کی کیا تفصیلات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم مجھ سے کچھ نہیں معلوم کر سکتے۔
چاہے تم کچھ بھی کر لو"...... کرنل مکیش نے کہا تو عمران کرسی سے اٹھا
اس نے کرسی اٹھا کر اس کے عین سامنے رکھی اور پھر کوٹ کی
اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"ابھی تم سب کچھ بتاؤ گے۔ سب کچھ"...... عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور کمرہ کرنل مکیش کے
حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ پھر ابھی چیخ کی بازگشت ختم

نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار کرنل مکیش
کے حلق سے پہلے سے بھی زیادہ بلند چیخ نکلی۔ اس کے دونوں نتھنے
آدھے سے زیادہ کٹ چکے تھے اور وہ تکلیف کی شدت سے اپنا سر
دائیں بائیں مار رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا
تھا۔

''اب تم سب کچھ خود بتاؤ گے''...... عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے خنجر ایک سائیڈ پر رکھا اور ایک ہاتھ سے اس کا سر
پکڑ کر اس نے دوسرے ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی
پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مارا تو کرنل مکیش کا جسم
اس طرح کانپنے لگا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔ اس کی
آنکھیں ابل کر آدھی سے زیادہ باہر آ گئی تھیں اور چہرہ انتہائی حد
تک مسخ ہو گیا تھا۔ عمران نے دوسری ضرب لگا دی۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کرنل مکیش۔ کرنل مکیش۔ میں کرنل مکیش
ہوں''...... کرنل مکیش کے منہ سے اس طرح مسلسل آواز نکلنے لگی
جیسے کوئی ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ مسلسل اپنا نام بتا
رہا تھا اور پھر عمران نے اس سے سوالات کرنے شروع کر دیئے
کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل مکیش کا شعور ختم ہو چکا ہے اور
اب وہ لاشعوری طور پر سب کچھ بتا دے گا۔ عمران مسلسل سوالات
کئے چلا جا رہا تھا پھر اچانک کرنل مکیش جواب دیتے دیتے خاموش

ہو گیا۔ اس کی گردن ڈھلک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی
آنکھیں بے نور ہو گئیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
اس کے سر سے ہاتھ ہٹایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جھک کر خنجر
اٹھایا اور اس کو کرنل مکیش کی یونیفارم سے صاف کیا اور پھر جیب
میں ڈال لیا۔

''میرا خیال تھا کہ تم یونیفارم کو خراب نہیں کرو گے تاکہ اس
یونیفارم میں ہم میں سے کوئی وہاں پہنچ سکے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ ایک تو ہمارے پاس میک اپ کا جدید سامان نہیں ہے
اور دوسری بات یہ کہ وہاں ہر طرف کمپیوٹرائزڈ چیکنگ ہے۔ اس
لئے یہ آئیڈیا وہاں کام نہیں دے سکتا''...... عمران نے کرسی اٹھا کر
پیچھے جولیا کی کرسی کے ساتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا کرو گے''...... جولیا نے کہا۔

''اب وہاں کے بارے میں تمام تفصیلات کا علم ہو گیا ہے۔ یہ
کرنل دیش مکھ کا ہیڈ کوارٹر ہے یہاں اسلحہ بھی وافر مقدار میں موجود
ہے۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ وہاں تنویر ایکشن کیا
جائے''...... عمران نے کہا۔

''اس شاگل کا کیا کرو گے۔ اس کے سارے ساتھی تو ہلاک ہو
چکے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ویسے مجھے حیرت ہے کہ اتنا طویل وقت گزر گیا ہے لیکن اسے
دوبارہ ہوش نہیں آیا۔ اتنا کمزور تو نہیں ہے یہ''...... عمران نے کہا تو

جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

''اسے میں نے بے ہوش کیا ہے اس لئے یہ ازخود ہوش میں آ ہی نہیں سکتا''...... جولیا نے کہا۔

''ارے کیوں۔ کیا کیا ہے تم نے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میں نے اس کی ناک ایک ہاتھ سے بند کر کے سر پر چوٹ لگائی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ اچھا پھر تو واقعی یہ خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتا۔ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کو اندر بھجوا دو اور خود باہر تنویر کے پاس رہو''۔ عمران نے کہا۔

''کیوں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مشورہ کرنا ہے کہ ناکیں کس طرح بچائی جا سکتی ہیں۔ تنویر سے تو مشورہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ تو ایک جملے میں ہی بات ختم کر دے گا کہ سرے سے ناک ہی اڑا دی جائے''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''تمہاری تو ناک ہی نہیں ہے۔ تم اسے کیا بچاؤ گے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اندر داخل ہوئے۔

''کیا تفصیلات معلوم ہوئی ہیں عمران صاحب''...... صفدر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے مختصر طور پر بتا دیا۔ وہ

دونوں اس دوران ساتھ موجود کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

''پھر آپ نے کیا پلان بنایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے کیونکہ تنویر کے بارے میں تو میں جانتا ہوں کہ اس نے کیا مشورہ دینا ہے۔ جبکہ تم سپر ایجنٹ ہو اور کیپٹن شکیل پاور ایجنٹ۔ اس طرح تم دونوں مل کر سپر پاور بن جاتے ہو''...... عمران نے کہا تو دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''اور آپ سپریم پاور ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ سپریم پاور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ میں تو اس کا انتہائی عاجز اور حقیر سا بندہ ہوں۔ بہرحال اس کرنل مکیش سے ہمیں ہیلی کاپٹر کراسنگ کارڈ تو مل جائے گا اور ہم کراسنگ کر کے اندر پہنچ جائیں گے لیکن جیسے ہی ہم نے ہیلی کاپٹر سے باہر نکلنا ہے وہاں الارم بج اٹھیں گے اور اس کے بعد ہمارا باہر نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ جبکہ ہم نے لیبارٹری کو کھلوانا ہے۔ وہاں سے آلہ حاصل کرنا ہے اور اس کے بعد زندہ سلامت باہر بھی آنا ہے۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیسے ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''موجودہ حالات میں تو ایسا ہونا ناممکن ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ناممکن کو ممکن بنانا ہی ہمارا کام ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہو تو بتائیں۔ کم از کم ان

حالات میں میرے ذہن میں تو کوئی پلان نہیں آ رہا''...... صفدر نے کہا۔

''تم کیا کہتے ہو کیپٹن شکیل''...... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم مین آپریشن روم پر قبضہ کر لیں۔ اس کے بعد وہاں فائرنگ کر کے اس قدر گڑبڑ پھیلا دیں کہ کسی کو کسی کا ہوش ہی نہ رہے۔ اس دوران ہم مشن مکمل کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''چلو شکر ہے تم نے کچھ سوچا تو ہے لیکن وہاں تربیت یافتہ فوج ہے اور ہماری تعداد محدود ہے اور ہم ظاہر ہے کہیں چھپ بھی نہ سکیں گے۔ پھر''...... عمران نے کہا۔

''پھر کیا کیا جا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس سپر کمپیوٹر کو پہلے اڑا دیا جائے اس کے بعد کارروائی کی جائے۔ جہاں تک لیبارٹری کا تعلق ہے اسے کھلوایا نہیں جاسکتا لیکن میزائلوں سے گیٹ تو اڑایا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ واپسی کا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ آلہ وہاں باہر نمائش کے لئے تو نہیں رکھا گیا ہو گا۔ لامحالہ اسے کسی ہارڈ روم کے سیف میں رکھا گیا ہو گا اسے وہاں سے نکلوانے یا نکالنے میں کافی وقت لگے گا اور اس

دوران کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اب کیا کیا جائے۔ اسی لئے تو تنویر کہتا ہے کہ زیادہ سوچنے سے معاملات سنورنے کی بجائے بگڑتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے تمہیں لیبارٹری کے بارے میں جو تفصیل بتائی ہے اس میں یہ پوائنٹ خاص طور پر بتایا ہے کہ اس کی ایک سائیڈ چھاؤنی کے مشرقی حصے سے اٹیچ ہے اور ہیلی کاپٹر وہاں آسانی سے جا سکتا ہے۔ اسے چیک کیا جائے گا تو میں کرنل مکیش کی آواز میں چیکنگ کا بہانہ کر دوں گا اور وہاں سے لیبارٹری کے اندر پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ کیا کوئی سرنگ لگائیں گے۔ لیکن اس کے لئے مخصوص مشینری کی ضرورت ہے اور اگر میزائل یا بم فائر ہوئے تو پھر سب کو علم ہو جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ ہمارا دوست شاگل کس کام آئے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیبارٹری کا خفیہ راستہ اس طرف ہے اور لیبارٹری انچارج کا

نام ڈاکٹر پرتاب ہے جو پہلے دارالحکومت کی مین لیبارٹری میں کام کرتا رہا ہے اور ظاہر ہے وہ شاگل کو اچھی طرح جانتا ہوگا''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن اس کا فون نمبر یا ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کا علم کیسے ہوگا''۔ صفدر نے کہا۔

''وہاں ٹرانسمیٹر نہیں صرف فون ہے اور لیبارٹری کا فون نمبر کرنل مکیش نے بتا دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن آپ باہر سے فون کیسے کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہاں وائرلیس فون موجود ہے۔ یہ ملٹری ہیڈکوارٹر ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ ملٹری میں وائرلیس فون استعمال کیا جاتا ہے تاکہ طویل فاصلوں کو اس کی مدد سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کی طرح سے کور کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن بات کس سے کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ اصل مسئلہ ہے۔ باہر چھاؤنی میں جو سپر کمپیوٹر ہے اس میں وائس چیکنگ سسٹم نہیں ہے کیونکہ اسے جنرل استعمال کے لئے رکھا گیا ہے لیکن لیبارٹری میں جو کمپیوٹر ہے اس میں وائس چیکنگ سسٹم موجود ہے اور جنرل بھوپندر نے ظاہر ہے شاگل کی آواز سپر کمپیوٹر میں فیڈ کرائی ہوگی تاکہ اس کا رابطہ چھاؤنی سے رہ سکے۔ اس لئے اگر میں نے لیبارٹری میں بات کی تو فوراً چیک ہو جائے گی اور اگر

شاگل نے خود کی تو چیکنگ نہیں ہو سکے گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن آپ شاگل کو کیسے آمادہ کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''شاگل جس قدر موت سے ڈرتا ہے اتنا شاید اور کوئی نہ ڈرتا ہوگا۔ اس لئے تم نے دیکھا ہوگا کہ جہاں معمولی سا بھی خطرہ ہو وہاں شاگل خود سامنے نہیں آتا''.... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس شاگل کو کھول دو اور لے جا کر ہیلی کاپٹر میں بٹھاؤ۔ میں اس کرنل دیش مکھ کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد ہم ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر چھاؤنی روانہ ہو جائیں گے۔ پھر جو ہوگا اللہ مالک ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلائے اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عمران کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

رات کا وقت تھا۔ کیپٹن مہاویر ابھی تک اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کیپٹن مہاویر چونک پڑا۔ کمرے میں ایک نوجوان داخل ہوا تھا۔

''باس۔ باس۔ ایک ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر سے چھاؤنی کی طرف گیا ہے۔ چھاؤنی کا ہیلی کاپٹر تھا''...... کمرے میں داخل ہونے والے نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

''چھاؤنی کا ہیلی کاپٹر اور ہیڈ کوارٹر سے گیا ہے۔ کیا مطلب رات کے وقت تمہیں کیسے یہ معلوم ہوا ہے''...... کیپٹن مہاویر نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''باس۔ میں اوپر چھت پر تھا۔ میں نے دور سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ وہ ملٹری ہیڈ کوارٹر سے ہی اڑ رہا تھا اور پھر وہ گھوم کر واپس چھاؤنی کی طرف چلا گیا۔ اس لئے میں آپ کو

اطلاع دینے آیا ہوں''...... آنے والے نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ کرنل صاحب نے کسی مشورے کے لئے چھاؤنی سے کرنل مکیش کو بلایا ہو''...... کیپٹن مہاویر نے اس بار قدرے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ چھاؤنی کی طرف ہیلی کاپٹر کے جانے کا سن کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اس میں غلط لوگ نہیں ہو سکتے۔

''باس آپ کرنل صاحب کی عادت جانتے ہیں کہ وہ رات کو کسی صورت ڈسٹرب نہیں ہوتے۔ میں تو ان کے ساتھ بطور اردلی پانچ سال رہا ہوں اور پھر اگر انہوں نے ایسا کرنا ہوتا تو وہ لازماً آپ کو بھی کال کرتے''...... آنے والے نوجوان نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے چیک کر لیتے ہیں۔ ہیلی کاپٹر ابھی گیا ہے تو لازماً کرنل صاحب جاگ رہے ہوں گے''...... کیپٹن مہاویر نے کہا اور جوتے پہن کر وہ بیڈ روم سے باہر آ گیا۔ ملحقہ کمرے کو اس نے آفس بنایا ہوا تھا اور فون وہاں موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کال ہی اٹنڈ نہ ہو۔ تم ایسا کرو کہ جیپ لے جاؤ اور جا کر معلوم کر آؤ''...... کیپٹن مہاویر نے رسیور رکھتے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔

''یس باس''...... اس نوجوان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا

واپس کمرے سے باہر چلا گیا۔

''خواہ مخواہ اس احمق نے آ کر پریشان کر دیا۔ ہوگا کوئی مسئلہ''...... کیپٹن مہاویر نے اس نوجوان کے جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اب اسے اس کی واپسی کا انتظار کرنا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے باہر سے جیپ کی آواز سنائی دی۔

''باس باس۔ وہاں قتل عام ہو چکا ہے باس۔ کرنل صاحب کی بھی لاش پڑی ہوئی ہے اور باس چھاؤنی کے ایک کرنل صاحب کی بھی لاش پڑی ہوئی ہے۔ وہاں کے چار آدمی بھی ہلاک ہو چکے ہیں باس''...... اس نوجوان نے دوڑ کر اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی متوحش لہجے میں کہا تو کیپٹن مہاویر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب''...... کیپٹن مہاویر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس، باس۔ کرنل دلیش مکھ صاحب اور چھاؤنی کے ایک کرنل صاحب کی لاشیں کرسیوں سے بندھی ہوئی پڑی ہیں۔ باقی افراد کی لاشیں ایک علیحدہ کمرے میں پڑی ہیں''...... اس نوجوان نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچ گئے ہیں''...... کیپٹن مہاویر نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو یہ اہم اطلاع دینا چاہتا تھا کیونکہ کرنل دلیش مکھ کے بعد اب چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس ہی یہاں سب سے بڑا افسر تھا لیکن دوسری طرف ایک بار پھر گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو کیپٹن مہاویر نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''وہ سب سو رہے ہوں گے۔ اٹھاؤ سب کو۔ جیپیں نکالو۔ جلدی کرو۔ اسلحہ بھی لے لو اور ملٹری ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ میں چیف شاگل کو اطلاع دے کر وہاں پہنچ رہا ہوں''...... کیپٹن مہاویر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس عمارت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں شاگل اور اس کے ساتھی رہائش پذیر تھے۔ پھاٹک بند تھا۔ اس نے جیپ پھاٹک کے باہر روکی اور اچھل کر نیچے اترا تو دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ چھوٹا پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور وہ دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

اس کی چھٹی حس مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ پھر ایک کمرے میں پہنچ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہاں دس افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان سب کو گردنیں توڑ کر ہلاک کیا گیا تھا۔ کمرے کا بلب چونکہ جل رہا تھا اس لئے لاشیں اس کی نظروں کے سامنے تھیں۔

''ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ''...... کیپٹن مہاویر نے کہا اور تیزی

سے مڑا اور پھر دوسرے کمروں میں گیا لیکن چیف شاگل اسے کہیں نظر نہ آیا اور نہ ہی کہیں اس کی لاش ملی تو وہ واپس دوڑتا ہوا اس عمارت سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد اس کی جیپ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی ملٹری ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھی پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ کیپٹن مہاویر نے خود ساری صورتحال دیکھی تو وہ فوراً پہچان گیا کہ دوسری لاش کرنل مکیش کی ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کرنل دیش مکھ اور کرنل مکیش کزن بھی ہیں اور کرنل دیش مکھ کی بہن کرنل مکیش کی بیوی ہے۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ہیلی کاپٹر میں دشمن ایجنٹ تھے اور وہ چھاؤنی کی طرف آئے ہیں۔ ویری بیڈ۔ اٹس رئیلی ویری ویری بیڈ“...... کیپٹن مہاویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے پاس اب اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ چھاؤنی کال کرے۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل دیش مکھ نے اپنے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی وہاں سپر کمپیوٹر میں فیڈ کرائی ہوئی تھی اس لئے اس کی کال رسیو ہو جائے گی۔

”یس“...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں کیپٹن مہاویر بول رہا ہوں شیتال گاؤں کے ملٹری ہیڈ کوارٹر سے۔ کسی بڑے افسر سے بات کراؤ۔ انتہائی اہم بات کرنی ہے“...... کیپٹن مہاویر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ڈیوٹی آفیسر کرنل گوپال بول رہا ہوں۔ کیا مسئلہ ہے کیپٹن مہاویر۔ کرنل دیش مکھ کہاں ہیں“...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا تو کیپٹن مہاویر نے ساری تفصیل بتا دی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل مکیش کی لاش بھی وہاں پڑی ہے لیکن کرنل مکیش تو یہاں چیف شاگل کے ساتھ چھاؤنی کے بیرونی حصوں کی چیکنگ کر رہے ہیں“...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”وہ دشمن ایجنٹ ہیں جناب۔ کرنل مکیش کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کی لاش یہاں میرے سامنے کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی ہے“...... کیپٹن مہاویر نے کہا۔

”اوہ اوہ ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں ان کا بندوبست“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن مہاویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ لیکن پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ابھی یہیں رہے گا کیونکہ کسی بھی وقت کسی کی طرف سے کال آ سکتی ہے اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کیپٹن مہاویر نے رسیور اٹھا لیا۔

”کیپٹن مہاویر بول رہا ہوں“...... کیپٹن مہاویر نے کہا۔

”جنرل بھوپندر بول رہا ہوں۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو کہ

کرنل مکیش کی لاش وہاں موجود ہے''...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے سر''...... کیپٹن مہاویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیکن سپر کمپیوٹر نے ان کی آواز کو اوکے کیا ہے جبکہ چیف شاگل کی آواز کو بھی اوکے کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ان کی آواز کی نقل کرتا تو سپر کمپیوٹر تو اسے کسی صورت اوکے ہی نہ کرتا''...... جنرل بھوپندر نے تیز لہجے میں کہا۔

''مجھے یہ سب کچھ معلوم نہیں ہے جناب۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ کرنل دلیش مکھ اور کرنل مکیش کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور چیف شاگل کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ ان کے دس ساتھیوں کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھ کر آیا ہوں''...... کیپٹن مہاویر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو گے۔ میں کرنل گوپال کو تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن مہاویر سمجھ گیا کہ وہ اس پر اعتماد نہیں کر رہے اس لئے کرنل گوپال خود چیکنگ کرنے آ رہا ہے لیکن ظاہر ہے وہ اس کے سوا اور کیا کر سکتا تھا کہ ان کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے۔

سیاہ رنگ کا ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا چھاؤنی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ عمران پائلٹ سیٹ پر تھا جبکہ اس کے ساتھی عقبی سیٹ پر موجود تھے۔ ابھی ہیلی کاپٹر چھاؤنی کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ اس کے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اسے فوجی چھاؤنیوں کے اصولوں کا علم تھا کہ جب تک چیکنگ نہ ہو جائے وہ ہیلی کاپٹر کو آگے نہیں لے جا سکتا تھا۔

''ہیلو۔ ہیلو کون ہے ہیلی کاپٹر میں۔ اوور''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل مکیش بول رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کرنل مکیش کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ اب بولیں کرنل صاحب۔ اوور''...... چند لمحوں کی

خاموشی کے بعد کہا گیا۔

''کرنل مکیش بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل صاحب بھی ہیں۔ چیف شاگل کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ چھاؤنی کی مشرقی طرف چھپے ہوئے ہیں اس لئے ہم وہاں چیکنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ ابھی چھاؤنی میں نہیں آ رہے ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نہیں۔ میرے ساتھ چیف شاگل ہیں۔ انہوں نے واپس بھی جانا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے آپ بے فکر ہو کر چیکنگ کریں۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کو ٹارگٹ نہیں کیا جائے گا۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا کر وہ مشرقی سائیڈ میں لے گیا۔

چھاؤنی کی دیوار کے ساتھ وہ اسے اڑاتا ہوا آگے بڑھاتا چلا گیا۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ لیبارٹری کی سائیڈ کہاں ہو گی۔ قلعے نما دیوار پر جگہ جگہ بلب جل رہے تھے اور سرچ لائٹس بھی روشن تھیں جس کی وجہ سے نیچے زمین پر کافی فاصلے تک ہر چیز جگمگ کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کو دیوار کے قریب لے جا کر ایک جگہ اتار دیا۔

''شاگل کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دیئے گئے ہیں یا

نہیں''...... عمران نے مڑ کر کہا۔

''جی ہاں باندھ دیئے گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اب اسے ہوش میں لے آؤ اور وائرلیس فون سیٹ بھی بیگ میں سے نکال کر مجھے دے دو''...... عمران نے کہا۔

''کیا اس ہیلی کاپٹر کے اندر سے کال کرو گے''۔ جولیا نے کہا۔

''کچھ پتہ نہیں کہ باہر نکلتے ہی ہمیں چیک کر لیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ باہر سی سی ٹی وی کیمرے نصب ہوں یا ریز سے چیکنگ جاری ہو۔ اندر کی کارروائی کا علم نہ ہو سکے گا''...... عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ شاگل بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر کی عقبی طرف فرش پر پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اسے ہیلی کاپٹر میں ڈالنے سے پہلے ایک بار پھر ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے شاگل کو اٹھایا اور اسے درمیانی سیٹ پر لٹا کر صفدر نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے۔

''اب خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لو''...... عمران نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد شاگل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں رسی سے بندھے ہوئے تھے اور

عمران نے ایسی گانٹھ لگائی تھی کہ وہ کسی صورت اسے نہ کھول سکے۔ شاگل ہوش میں آتے ہی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی جادونگری میں آ گیا ہو۔

''چیف شاگل۔ میرا نام علی عمران ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل اس طرح اچھلا جیسے اسے لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

''کیا کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ میں تو ملٹری ہیڈکوارٹر گیا تھا کہ میرے سر پر ضرب لگائی گئی تھی۔ کیا ہوا۔ تم کون ہو اور یہ ہیلی کاپٹر''...... شاگل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ملٹری ہیڈکوارٹر پر اس وقت ہمارا قبضہ تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں وہاں بلا کر بے ہوش کر دیا اور تمہارے دس ساتھیوں کو اس کوٹھی میں جہاں وہ سب موجود تھے ہلاک کر دیا گیا اور یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں۔ یہ سب متفقہ طور پر بضد ہیں کہ تمہیں بھی گردن توڑ کر ہلاک کر دیا جائے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے میں چیف ہوں۔ مجھے مت مارو۔ نہیں نہیں''...... شاگل نے یکلخت خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی معصوم ہرن شیروں کی کچھار میں آجائے۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید ترین خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''سنو شاگل ہم اس وقت ہیلی کاپٹر میں شیتال چھاؤنی کی

مشرقی دیوار کے قریب موجود ہیں اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ تم ہیلی کاپٹر میں موجود ہو۔ میں اب تک بڑی مشکل سے تمہاری زندگی بچائے ہوئے ہوں اور میرے ساتھی سختی سے اپنی بات پر مصر ہیں کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے بڑی مشکل سے انہیں راضی کیا ہے کہ اگر تم ہماری ایک شرط پوری کر دو تو تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے''۔ عمران نے اسی طرح خشک اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا شرط۔ بتاؤ کیا شرط ہے''...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

''معمولی سی شرط ہے کہ تم لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر پرتاب کو وائرلیس فون پر کال کرو اور اسے کہو کہ وہ اپنی لیبارٹری کی مشرقی دیوار میں موجود خفیہ دروازہ کھول کر تمہیں ساتھ لے جائے اور تم وہاں سے ہمیں وہ آلہ لا کر دے دو جو کافرستان بلیک سٹار ایجنسی نے پاکیشیا کی ایٹمی بلیک ایئر کرافٹ سے حاصل کیا ہے۔ اس طرح تمہاری جان بچ جائے گی اور ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا، کیا مطلب۔ کیا یہاں دیوار میں کوئی راستہ ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس بات کو چھوڑو۔ بس اپنی زندگی بچانے کی کوشش کرو۔ ورنہ میرے ساتھی تمہیں دوسرا سانس لینے کا موقع بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں یقین دلایا ہے

کہ چیف شاگل جو وعدہ کرتا ہے وہ ہر حالت میں پورا کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں وعدہ پورا کروں گا''...... شاگل نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی تھی تو عمران نے صفدر کے ہاتھ سے وائرلیس فون پیس لے لیا۔

''لیکن ڈاکٹر پرتاب کو ہمارے بارے میں معلوم نہ ہو۔ بس تم نے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے کہ اندر سے وہ پاکیشیائی آلہ لا کر ہمیں دے دو''...... عمران نے کہا۔

''تم میرے ہاتھ کھول دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں وہ آلہ مل جائے گا''...... شاگل نے کہا۔

''جب راستہ کھل جائے گا تو تمہارے ہاتھ بھی کھول دیئے جائیں گے۔ پہلے میں تمہیں نمبر ملا دیتا ہوں۔ تم بات کرو''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیس کو آن کیا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور فون پیس کو شاگل کے کان سے لگا دیا۔ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''۔ شاگل نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ آپ۔ میں ڈاکٹر پرتاب بول رہا ہوں۔ آپ نے کیسے یہاں فون کیا ہے۔ آپ کو کیسے یہاں کا نمبر معلوم ہوا''۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ڈاکٹر پرتاب۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ میرے لئے یہ معمولی باتیں ہیں''۔ شاگل نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں واقعی۔ بہرحال فرمائیں کیسے کال کیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈاکٹر پرتاب میں چھاؤنی کی مشرقی دیوار کے قریب موجود ہوں۔ آپ لیبارٹری کا مشرقی دروازہ کھول دیں تاکہ میں آپ کے پاس اندر آ سکوں۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں آپ کو پرائم منسٹر کا خصوصی پیغام دینا ہے جو میں دوسروں کے سامنے نہیں دے سکتا''...... شاگل نے کہا۔

''اوہ اوہ آپ یہاں ہیں۔ مگر مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ مین گیٹ سے آ جائیں اور کرنل مکیش یا جنرل بھوپندر کے ذریعے مجھ سے بات کریں''...... ڈاکٹر پرتاب نے کہا۔

''ڈاکٹر پرتاب۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں نے پرائم منسٹر کا ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں آپ کو خصوصی پیغام دینا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب کے حکم پر میں ایسا کر رہا ہوں ورنہ مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا کہ میں اس انداز میں آپ کے پاس آؤں''...... شاگل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ اچھا۔ آپ کی آواز چونکہ چیکنگ کمپیوٹر نے اوکے کر دی ہے اور پھر آپ سیکرٹ سروس کے چیف بھی ہیں۔ اس لئے میں دروازہ کھلواتا ہوں۔ آپ اندر آ جائیں''...... ڈاکٹر پرتاب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے بھی صرف پیغام دے کر واپس جانا ہے''...... شاگل نے کہا تو عمران نے فون پیس ہٹایا اور پھر اسے آف کر دیا۔

''میں ڈاکٹر پرتاب کو پرائم منسٹر کا خصوصی پیغام یہی دوں گا کہ وہ آلہ میرے حوالے کر دے اور پھر میں واپس آ کر یہ آلہ تمہیں دے دوں گا''...... شاگل نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ تم واقعی بے حد عقلمند ہو''...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر سے کچھ فاصلے پر دیوار کی جڑ میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے ایک چھوٹا سا خلا نمودار ہوا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے شاگل کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک مارا اور شاگل ہلکی سی چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔

''آؤ اب ہم نے بجلی کی سی تیزی سے اندر جانا ہے''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''آپ ہو آئیں۔ ہم باہر رہیں گے۔ کہیں کوئی آ نہ جائے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں میں تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے

یہ راز کھل سکتا ہے اور ہم اکٹھے زیادہ بہتر جدوجہد کر سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اس کو تو گولی مار دیں''...... تنویر نے شاگل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس کی وجہ سے تو ہماری واپسی ہو گی۔ آؤ اسلحہ لے لو۔ ہم نے فوری کارروائی کرنی ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر سے اترا اور دوڑتا ہوا دیوار میں موجود خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس خلا میں سے گزر کر آگے ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی جس کی آنکھوں پر نظر والی عینک تھی اندر داخل ہوا تو بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم ڈاکٹر پرتاب ہو''...... عمران نے تیزی سے اسے بازو سے پکڑ کر سینے سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔

''ہاں ہاں مگر تم کون ہو''...... اس بوڑھے نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''یہ خلا کیسے بند ہو گا۔ پہلے اسے بند کرو''...... عمران نے کہا۔

''اس کی سائیڈ پر جڑ میں ایک اینٹ ابھری ہوئی ہے اس پر پیر مارو تو یہ بند ہو جائے گا مگر تم کون ہو''...... گردن پر بازو کا جھٹکا کھا کر ڈاکٹر پرتاب نے بے اختیار سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی

ابھری ہوئی اینٹ کی طرف اشارہ کر دیا۔ عمران کے اشارے پر صفدر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا تو خلا ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے بند ہو گیا۔

''اب بتاؤ لیبارٹری میں کتنے آدمی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''دس۔ مگر تم کون ہو۔ وہ وہ سیکرٹ سروس کا چیف شاگل کہاں ہے''...... ڈاکٹر پرتاب نے کہا اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔

''صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں جا کر ان دس افراد کو آف کر دو۔ جلدی کرو۔ میں اس دوران اس سے مزید پوچھ گچھ کرتا ہوں''...... عمران نے کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھول کر دوسری طرف غائب ہو گئے۔

''وہ پلاٹنک پلار کہاں ہے جو پاکیشیا سے لایا گیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''اوہ اوہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ مم مم مگر......'' ڈاکٹر پرتاب نے رک رک کر کہا لیکن جیسے ہی عمران نے اس کی گردن کے گرد بازو کو جھٹکا دیا تو اس کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔

''سنو ڈاکٹر پرتاب۔ میں سائنسدانوں کو زندہ چھوڑ دینے کا قائل ہوں اس لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو وہ آلہ ہمارے حوالے کر دو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ نہیں نہیں''...... ڈاکٹر پرتاب

نے کہا تو عمران نے یکلخت بازو اس کی گردن سے ہٹا کر اسے زور سے دھکا دیا تو ڈاکٹر پرتاب اچھل کر چیختا ہوا منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ڈاکٹر پرتاب کی کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر اور صفدر واپس آ گئے۔

''اندر دس افراد تھے۔ سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر اسے اٹھاؤ اور چلو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر پرتاب کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر تنویر کی رہنمائی میں عمران اس دروازے سے گزر کر ایک راہداری سے ہوتا ہوا ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔

یہ ہال واقعی انتہائی قیمتی مشینری سے پر تھا۔ یہ لیبارٹری تھی۔ فرش پر دس افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنہوں نے سفید اوور آل پہن رکھے تھے اور وہ سب شکل وصورت سے سائنسدان ہی دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں زیادہ تعداد بوڑھوں کی ہی تھی۔

''کیا دشمنی ہے تمہیں سائنسدانوں سے''...... عمران نے کہا اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

''سائنسدان ہی تو پوری دنیا کو تباہ کرنے پر تلے رہتے

ہیں''...... تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران ایک کیبن میں داخل ہوا تو وہاں ایک کنٹرولنگ مشین کے ساتھ ساتھ ایک قد آدم مشین بھی ایک سائیڈ پر موجود تھی۔

عمران اس مشین کو دیکھتے ہی چونک پڑا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کچھ دیر تک غور سے اس مشین کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور اس پر موجود سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ پھر ایک سرخ رنگ کا بڑا بلب جلا اور بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین کے تمام بلب بھی بجھ گئے اور مشین دوبارہ بے جان ہو گئی۔

''میں نے لیبارٹری کو سیلڈ کر دیا ہے۔ اب اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اسے باہر سے کسی صورت کھولا جا سکے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم نے بھی باہر جانا ہے۔ تم اس شاگل کو بھی ساتھ لے آتے۔ اسے ہوش بھی آ سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''شاگل کو میں جان بوجھ کر ساتھ نہیں لایا کیونکہ ہمارے نکلنے میں کوئی مشکل پیش آئی تو شاگل ہی ہمارے کام آئے گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ وہ تو الٹا ہمارے لئے مصیبت بن جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ فوجی چھاؤنی ہے۔ یہاں تمام کنٹرول فوجیوں کا ہے اور فوجیوں کو وہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی جسے سیکرٹ سروس والے فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ بہرحال یہ بعد کی بات ہے۔ ڈاکٹر پرتاب کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''باہر ہال میں پڑا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم لوگ پوری لیبارٹری کو چیک کرو۔ سائنسدانوں کی رہائش گاہوں کو بھی چیک کرو۔ میں اس ڈاکٹر پرتاب سے معلوم کرتا ہوں کہ پلاننگ پلار کہاں ہے''...... عمران نے کہا اور اس کیبن سے باہر آ گیا۔

''اس مشین کو تباہ کر دیا جائے''...... تنویر نے کہا۔

''ابھی نہیں۔ ڈاکٹر پرتاب کو اس کی تباہی کی دھمکی تیر کی طرح سیدھا کر دے گی''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ہال میں آ کر فرش پر پڑے ہوئے ڈاکٹر پرتاب کا جھک کر ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ سوائے جولیا کے اس کے باقی ساتھی ہال سے باہر چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد جب ڈاکٹر پرتاب کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو کر اس نے بوٹ کی سائیڈ اس کی گردن پر رکھ دی۔ چند لمحوں کے بعد ڈاکٹر پرتاب نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اٹھنے کے لئے تیزی سے سمٹنے لگا تو عمران نے

پیر کو دبا کر آگے کی طرف موڑ دیا اور ڈاکٹر پرتاب کا اٹھنے کے لئے سمٹا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔
اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو عمران نے پیر کو واپس موڑ کر دباؤ کم کر دیا۔
''کہاں ہے وہ پلاٹنک پلار۔ بولو کہاں ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
''سس۔ سپیشل سیف میں۔ سپیشل سیف میں ہے''...... ڈاکٹر پرتاب نے اس طرح رک رک کر کہنا شروع کیا جیسے الفاظ لاشعوری طور پر اس کے منہ سے نکل رہے ہوں۔
''کہاں ہے سپیشل سیف۔ تفصیل بتاؤ جلدی''...... عمران نے پیر کو تھوڑا سا آگے کی طرف موڑ کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔
''یہ یہ عذاب ختم کرو۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ عذاب ختم کرو۔ پلیز پلیز''...... ڈاکٹر پرتاب نے رک رک کر کہا تو عمران نے فوراً پیر ہٹا لیا اور ڈاکٹر پرتاب نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ وہ بوڑھا آدمی تھا اس لئے عمران نے اس کی حالت دیکھ کر اس پر مزید دباؤ ڈالنا فوراً بند کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کرسی پر بٹھا دیا۔
''بولو ورنہ......'' عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''سپیشل سیف مشین ہال میں ہے۔ یہاں اس مشین ہال میں۔ وہ سامنے اس دیوار میں''...... ڈاکٹر پرتاب نے رک رک کر اور دونوں ہاتھوں سے مسلسل اپنی گردن کو مسلتے ہوئے کہا۔
''اٹھو اور اسے کھولو''...... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر انتہائی بے دردی سے جھٹکا دے کر کھڑا کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر پرتاب کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا پھر وہ سنبھل گیا۔
''سنو تمہارے سب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں ڈاکٹر پرتاب۔ کیونکہ انہوں نے ہماری بات نہیں مانی تھی ورنہ ہم سائنسدانوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے اور اگر تم نے بھی تعاون نہ کیا تو پھر تم بھی دوسرا سانس نہ لے سکو گے''۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
''مم مم مجھے مت مارو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں تو سائنسدان ہوں۔ میں مجرم نہیں ہوں''...... ڈاکٹر پرتاب نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''تو پھر تعاون کرو اور نکالو پلاٹنک پلار اور یہ سن لو کہ کوئی گیم کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں خود ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی ہوں۔ اس لئے میں پاکیشیائی پلاٹنک پلار کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر پرتاب کو بازو سے پکڑا اور ایک لحاظ سے گھسیٹتا ہوا دیوار کی طرف لے گیا۔ ڈاکٹر پرتاب نے دیوار پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور پھر اسے

ہٹا کر بایاں ہاتھ رکھا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہوگئی۔ اب وہاں ایک بڑا سا سیف نظر آرہا تھا لیکن یہ سیف انتہائی جدید ترین تھا۔ اس پر نہ تو کوئی نمبر تھا اور نہ چابی وغیرہ کا سوراخ۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فولادی چادر ہو۔

''اسے کھولو''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر پرتاب نے فوراً ایک کوڈ بولا تو سیف درمیان سے پھٹ کر اس طرح کھلتا چلا گیا جیسے اسے اندر سے کسی نے کھولا ہو۔ اس میں فائلیں پڑی ہوئی تھیں البتہ سب سے نچلے خانے میں ایک ڈبہ پڑا ہوا تھا جس کے گرد پیرا شوٹ کپڑا لپٹا ہوا تھا۔

''اس ڈبے میں پلانٹک پلار ہے''...... ڈاکٹر پرتاب نے کہا۔

''اٹھاؤ اسے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر پرتاب نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور عمران کی طرف بڑھ آیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی ہال میں داخل ہوئے۔

عمران نے کپڑا ہٹایا اور خصوصی پیکنگ میں لپٹے ہوئے اس پرزے کو باہر نکال کر اس نے اسے چاروں طرف سے گھما کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ کوئی بہت بڑا آلہ نہیں تھا اور نہ ہی زیادہ چوڑا تھا۔ صرف چند انچوں پر محیط تھا۔ پھر اس نے اسے روشنی کی طرف کر کے غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور جب اسے پاکیشیا اور شوگران کے الفاظ نظر آگئے تو اس نے اطمینان بھرے انداز میں

اسے واپس ڈبے میں ڈالا اور ڈبہ کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

''کیا رہا''...... عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔

''کچھ نہیں۔ یہ واقعی ایک لیبارٹری ہے۔ ان دس افراد کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ رہائش گاہیں بھی خالی پڑی ہوئی ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کہیں کوئی اسلحہ بھی ہے یا نہیں''...... عمران نے اس بار مخصوص کوڈ میں پوچھا۔

''نہیں کہیں کوئی اسلحہ نظر نہیں آیا''...... صفدر نے بھی کوڈ میں جواب دیا۔

''تمہارے پاس ڈبل ٹراس بلاسٹر تو موجود ہے۔ اسے آپریٹ کر کے ایسی جگہ پر رکھ دو کہ پوری لیبارٹری اڑ سکے۔ لیبارٹری میں نہ سہی چھاؤنی میں اسلحے کے ڈپو موجود ہوں گے''...... عمران نے اسی طرح کوڈ میں کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''آؤ میرے ساتھ ڈاکٹر پرتاب۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے اب تم زندہ رہو گے''...... عمران نے اس بار ڈاکٹر پرتاب سے کہا اور ڈاکٹر پرتاب کے چہرے پر یکلخت زندگی کی نوید ملنے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ابھی وہ ہال کے درمیان میں ہی پہنچے تھے کہ کیبن میں سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''اس کے منہ پر ہاتھ رکھو''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کیبن میں داخل ہو گیا۔ فون میز پر موجود تھا اور عمران اسے پہلے ہی چیک کر چکا تھا اور اس نے اس کے ساتھ منسلک وائس چیکر کمپیوٹر بھی دیکھ لیا تھا لیکن اس وقت چونکہ وہ خود فون اٹنڈ کر رہا تھا اس لئے اسے وائس چیکر کی پرواہ نہ تھی۔

''یس ڈاکٹر پرتاب بول رہا ہوں''...... عمران نے ڈاکٹر پرتاب کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر پرتاب میں جنرل بھوپندر بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ اور لیبارٹری میں۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہاں وہ کیسے آ سکتے ہیں''...... عمران نے ڈاکٹر پرتاب کی آواز اور لہجے میں کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''چیف آف سیکرٹ سروس شاگل نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو چھاؤنی کی مشرقی دیوار میں موجود راستے سے اندر جاتے ہوئے دیکھا ہے''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''مشرقی دیوار میں راستہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ راستہ تو پہلے ہی سیلڈ کیا جا چکا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں داخل ہو سکیں''...... عمران نے کہا۔

''چیف شاگل سے بات کریں''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''ہیلو شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''...... چند لمحوں بعد شاگل کی تیز آواز سنائی دی۔

''جی فرمایئے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ ہم سے چھپا رہے ہیں یا پھر آپ ڈاکٹر پرتاب نہیں بول رہے بلکہ آپ کی جگہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران بول رہا ہے۔ میں نے انہیں خود اندر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں اس وقت ہیلی کاپٹر میں نیم بے ہوشی کے عالم میں تھا''...... دوسری طرف سے شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''پھر آپ انہیں روک لیتے۔ آپ تو سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ بہرحال وہ یہاں موجود نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ آپ فوراً لیبارٹری کا مین گیٹ اوپن کریں۔ ہم اندر آ کر خود چیکنگ کریں گے''...... دوسری طرف سے شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں ڈاکٹر پرتاب ہوں سمجھے آئندہ مجھے شاؤٹ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ جب میں نے کہہ دیا کہ یہاں ایجنٹ نہیں ہیں تو پھر نہیں ہیں اور مین گیٹ سیلڈ ہے اور اب جب تک کام مکمل نہ ہو جائے مین گیٹ نہیں کھل سکتا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''میں نے کہا تھا تمہیں کہ شاگل کو ساتھ لے آتے یا اسے گولی

مار دیتے۔ اب بھگتو''...... کیبن کے دروازے پر موجود تنویر نے کہا۔

''اس ڈاکٹر کو آف کر دو''...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا تو تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہال ڈاکٹر پرتاب کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا وہ زمین پر گر کر چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔

''اب یہاں سے باہر کیسے جائیں گے۔ باہر تو پوری فوج ہو گی''...... جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''شاگل ہمیں نکلنے کا راستہ دے گا۔ پہلے انہیں لیبارٹری کا مین گیٹ اوپن کرنے کی کوشش کر لینے دو۔ جسے میں نے سب سے پہلے سیلڈ کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کس طرح''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''کیبن میں جو مشین موجود ہے اس سے''...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے صفدر واپس آ گیا۔

''عمران صاحب۔ یہاں ایک سٹور میں نے تلاش کر لیا ہے جو لیبارٹری کے انتہائی مغربی کونے میں ہے۔ ظاہر ہے اگر مشرقی کونا دیوار کے ساتھ ہے تو یہ مغربی کونا چھاؤنی کے تقریباً سائیڈ پر ہو گا اور میں نے وہاں ڈبل ٹراس لگا دیا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''یس''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

''میں جنرل بھوپندر بول رہا ہوں۔ میں آپ کی بات پرائم منسٹر سے کرواتا ہوں ڈاکٹر پرتاب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کون ڈاکٹر پرتاب جنرل بھوپندر۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر پرتاب اور اس کے ساتھی سائنسدان سب یہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''کیا کیا۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو''...... دوسری طرف سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا گیا۔

''ہاں مجھے فخر ہے اپنے پاکیشیائی ہونے پر اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے اس پوری لیبارٹری اور چھاؤنی کو بلاسٹ کرنے کا بھی انتظام کر لیا ہے۔ اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو شاگل سے میری بات کراؤ ابھی اور اسی وقت''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''شاگل بول رہا ہوں کیا تم عمران بول رہے ہو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے شاگل کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

''شاگل میری بات غور سے سن لو۔ میں اگر چاہتا تو وہیں ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ہی تمہیں کرنل مکیش اور کرنل دلیش مکھ کے ساتھ ہی گولی مار کر ہلاک کر دیتا اور اگر چاہتا تو تمہیں اپنے ساتھ لیبارٹری میں لے آتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم ان فوجیوں سے زیادہ سمجھدار ہو۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ یہ انتہائی قیمتی لیبارٹری اور چھاؤنی

اور اس میں موجود ہزاروں فوجی زندہ بچ جائیں تو ہمیں یہاں سے نکلنے کا راستہ مہیا کر دو۔ اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کر لینا۔ ہم تمہارا ہاتھ نہیں روکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم بچ کر تو نہیں جا سکتے اور نہ ہی لیبارٹری میں کوئی ایسا اسلحہ موجود ہے جسے تم بلاسٹ کر سکو''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''اسے چھوڑو۔ یہ ہمارا کام ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ ہاں یا نہ میں جواب دو''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بات کر کے تمہیں دوبارہ فون کرتا ہوں''...... شاگل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب وہ لیبارٹری اور چھاؤنی کی تباہی قبول کر لیں گے لیکن ہمیں نہیں چھوڑیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''مشن اور ملک کے لئے قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں۔ اگر ہم بھی قربانی دے دیں گے تو کون سی نئی بات ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''شاگل بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب نے میری کوشش کے

باوجود تمہیں زندہ باہر آنے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے اب تم جو چاہو کر لو۔ تم کسی صورت زندہ نہیں بچ سکتے۔ البتہ میں اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بچا سکتا ہوں۔ اگر تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو گے تو ورنہ نہیں''...... شاگل نے کہا۔

''اگر تم واقعی بے بس ہو چکے ہو تو پھر چھاؤنی سے نکل جاؤ۔ میں تمہیں انتہائی خلوص سے یہی مشورہ دے سکتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اب کیا ہوگا''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''گھبرا کیوں رہے ہو۔ تم سپر ایجنٹ ہو۔ سپر ایجنٹ گھبرایا نہیں کرتے۔ ہم نے ہر صورت میں راستہ بنانا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس مشین کی طرف بڑھ گیا جس کے ذریعے اس نے راستے کو سیلڈ کیا تھا۔ اس نے جا کر اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے مشین کو آف کیا اور واپس آ گیا۔

''وہ ڈی چارجر مجھے دو ڈبل ٹراس بلاسٹر کا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے وہ آلہ لے کر اسے ایک بار دیکھا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

''میں نے مشرقی دیوار والا راستہ اوپن کر دیا ہے جہاں سے ہم

اندر داخل ہوئے تھے۔ اب ہم نے وہیں سے باہر نکلنا ہے''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ باہر تو پوری فوج میدان میں موجود ہو گی اور اوپر ہیلی کاپٹر موجود ہوں گے۔ ہم تو گھیرے میں آئے ہوئے ہرنوں کی طرح مارے جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں باہر نکلتے ہی بلاسٹر فائر کر دوں گا۔ اگر تو اسلحہ کا کوئی ڈپو ساتھ پھٹ گیا تو یہاں قیامت خیز تباہی شروع ہو جائے گی اور ایسی صورت میں ہر کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے گا اور اس طرح ہمیں نکل جانے کا چانس مل سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران اگر ہم فوج کو اپنی گرفتاری دے دیں تو یہ ہمیں فوراً گولی نہیں ماریں گے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں یہ ممکن نہیں۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم لڑتے ہوئے تو مر سکتے ہیں لیکن دشمن فوج کے سامنے ہتھیار نہیں ڈال سکتے''۔ یکلخت تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اصل مسئلہ اس پلانٹک پلار کا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے تلاشی لے کر اسے نکال لینا ہے اور اس کے بعد اس کا ملنا محال ہو جائے گا''..... عمران نے کہا اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے ان حالات میں بھی اپنے مخصوص شگفتہ اور مطمئن لہجے میں کہا۔

''شاگل بول رہا ہوں سنو میں نے بڑی مشکل سے پرائم منسٹر اور جنرل بھوپندر کو رضامند کیا ہے۔ اس لئے تم لیبارٹری کا مین گیٹ کھول کر باہر آ جاؤ۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا''......شاگل نے کہا۔

''مجھے نہ تمہارے ملک کے پرائم منسٹر پر اعتماد ہے اور نہ ہی تمہارے جنرل بھوپندر پر۔ اگر مجھے اعتماد ہے تو صرف تم پر۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر چھاؤنی کی مشرقی دیوار کے قریب اکیلے پہنچ جاؤ جہاں سے راستہ نمودار ہوا تھا۔ اس کے بعد تم ہیلی کاپٹر سے اتر کر دیوار کے قریب پہنچ جانا۔ یہاں ایسی مشینری موجود ہے جس سے ہم تمہیں اور ہیلی کاپٹر کو چیک کر لیں گے۔ اگر ہیلی کاپٹر خالی ہوا اور ادھر ادھر چھپے ہوئے فوجی نظر نہ آئے تو ہم راستہ کھول کر باہر آ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ جائیں گے۔ اس کے بعد ہمارے ساتھ جو ہو گا دیکھا جائے ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے''......عمران نے کہا۔

''مجھے بتاؤ۔ کیا تم نے وہ آلہ حاصل کر لیا ہے جو تم لینے آئے تھے''......شاگل نے کہا۔

''یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر پرتاب نے بتایا ہے کہ صرف یہ مشہور کیا گیا ہے کہ آلہ یہاں لیبارٹری میں بھیجا گیا ہے ورنہ وہ یہاں نہیں بھیجا گیا اور چونکہ میں سچ اور جھوٹ کو فوراً پہچان لیتا ہوں اس لئے مجھے اس پر یقین آ گیا کہ وہ واقعی سچ بول رہا تھا''۔ عمران

نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو گے ہم ویسے ہی کریں گے لیکن تمہیں بہرحال گرفتاری دینا ہو گی''...... شاگل نے کہا۔

''ایک شرط پر گرفتاری دے سکتا ہوں کہ یہ گرفتاری تم کرو اور ہمیں فوج کے حوالے نہ کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا اور یہ سن لو کہ میرا وعدہ کہ میں تمہیں بچا لوں گا چاہے مجھے پرائم منسٹر صاحب کے پیر ہی کیوں نہ پکڑنے پڑیں''...... شاگل نے بے حد خلوص بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''دوستی میں بھروسہ اسی کا نام ہے۔ تم ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچو۔ ہم اسکرین پر تمہیں چیک کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''دیکھا ہمارا کتنا ہمدرد ہے چیف شاگل''...... عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ پوری فوج کو چڑھا لائے گا اور پھر ہیلی کاپٹر کو بھی میزائلوں سے اڑایا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تم نے اسے بتا دینا تھا کہ ہم یہ آلہ حاصل کر چکے ہیں پھر وہ ہمیں اس انداز میں ہلاک نہ کرتا۔ جس طرح اب کرے گا''۔ جولیا نے کہا۔

''پھر تو معاملات بے حد بگڑ جاتے۔ اب بھی تم فکر نہ کرو۔

شاگل ہمارے ساتھ ہو گا اور جبکہ ہم یہ آلہ بھی حاصل نہیں کر سکے تو شاگل کی وجہ سے ہمارا ہیلی کاپٹر فضا میں تباہ نہیں کیا جائے گا''۔ عمران نے کہا اور ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے وہ راستہ باہر جاتا تھا۔ عمران نے دیوار کی جڑ میں ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا تو راستہ کھل گیا اور عمران نے آگے بڑھ کر سر باہر نکالا اور ادھر ادھر دیکھا۔ میدان ویران تھا اور دیوار کے اوپر کیا تھا یہ انہیں یہاں سے نظر نہ آ رہا تھا۔

''ہم باہر نکل کر دیوار کی جڑ میں نہ لیٹ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''تاکہ گن شپ ہیلی کاپٹر کی فائرنگ سے وہ اطمینان سے ہمیں بھون ڈالیں''...... عمران نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''پھر بتاؤ کرنا کیا ہے''...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

''انتظار''...... عمران نے کہا۔

''ایسا نہ ہو کہ ہم انتظار ہی کرتے رہ جائیں اور پھر سب کچھ ہی ختم ہو جائے''...... اس بار جولیا نے کہا۔

''اللہ پر بھروسہ رکھو۔ وہ ہمیں ضرور اس مشکل سے نکالے گا''۔ عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل ایک کمرے میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ جنرل بھوپندر اور کرنل گوپال بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر شدید پریشانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''میں آپ سے پھر کہہ رہا ہوں آپ مت وہاں جائیں چیف شاگل۔ ہم کسی فوجی کو آپ کے روپ میں وہاں بھیج دیتے ہیں ورنہ انہیں ہلاک کرنا ناممکن ہو جائے گا''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''اس نانسنس کو دھوکہ دینا ناممکن ہے جنرل بھوپندر۔ وہ انتہائی کائیاں آدمی ہے۔ میں نے پلان بنایا ہے کہ میں اپنے لباس کے نیچے ماسٹر زیرو پیرا شوٹ باندھ لوں گا اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گا میں اچانک نیچے چھلانگ لگا دوں گا اور آپ اسے اطمینان سے فضا میں ہی ہٹ کر دیں۔ اس طرح لیبارٹری بھی بچ جائے گی، چھاؤنی بھی، میں بھی اور یہ لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے''۔ شاگل

نے کہا۔ اسے کرنل گوپال نے آ کر ہیلی کاپٹر میں ٹریس کیا تھا۔ کرنل گوپال چھاؤنی سے ملٹری ہیڈ کوارٹر آ گیا تھا اور وہاں جب اس نے کرنل دیش مکھ اور کرنل مکیش کی لاشیں دیکھیں اور پھر دوسری عمارت میں شاگل کے ساتھیوں کی لاشیں بھی دیکھیں تو وہ ہیلی کاپٹر پر واپس آیا اور اس نے چیکنگ کے دوران مشرقی دیوار کے پاس کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا تھا۔ پھر جب اس نے ہیلی کاپٹر چیک کیا تو وہاں چیف شاگل بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

چونکہ وہ چیف شاگل سے دارالحکومت میں ملا ہوا تھا اس لئے وہ اسے فوراً ہی پہچان گیا تھا اور پھر وہ اسے وہاں سے اٹھوا کر اور وہاں موجود ہیلی کاپٹر کو لے کر چھاؤنی پہنچ گیا جہاں شاگل کو جب ہوش دلایا گیا تو شاگل نے انہیں بتایا کہ وہ ملٹری ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تھا کہ اس کے سر پر ضرب لگائی گئی تھی اور پھر اسے اس وقت معمولی سا ہوش آیا جب وہ چھاؤنی کی دیوار کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس نیم بے ہوشی میں دیکھا تھا کہ وہاں ایک خلاء تھا جس میں چند لوگ اندر جا رہے تھے اور پھر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا اور اب اسے ہوش آیا ہے۔

اس سے یہ بات سمجھ لی گئی کہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں موجود ہیں۔ پھر ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے فون پر بات ہوئی۔ پہلے تو انہوں نے ڈاکٹر پرتاب کے لہجے میں بات کی لیکن پھر وہ لوگ کھل گئے اور اس کے بعد متعدد تجاویز کے تحت انہیں ٹریپ کرنے

کی کوشش کی گئی۔ ان کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کسی طرح وہ باہر آجائیں کیونکہ لیبارٹری کو واقعی اندر سے سیلڈ کر دیا گیا تھا اور اب باہر سے ان کی مرضی کے بغیر کوئی اندر نہ جا سکتا تھا۔ آخر کار یہ طے ہوگیا کہ چیف شاگل گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر مشرقی دیوار کے پاس اس جگہ پہنچے گا جہاں پہلے اس کا ہیلی کاپٹر رہا تھا اور ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ دیوار کے قریب جا کر رک جائے گا۔

پاکیشیائی ایجنٹ اندر سے چیکنگ کریں گے جب وہ مطمئن ہوں گے تو باہر آجائیں گے لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ چیف شاگل ان کے ساتھ تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کو فضا میں میزائلوں سے ہٹ نہیں کیا جا سکتا تھا جس کے لئے شاگل نے ماسٹر زیرو پیرا شوٹ کی تجویز پیش کی تھی اور یہ تجویز سب کو بے حد پسند آئی۔

''ویری گڈ چیف شاگل۔ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں یہ واقعی فول پروف تجویز ہے۔ ویری گڈ۔ کرنل گوپال جلدی سے ماسٹر زیرو پیرا شوٹ منگواؤ اور ایک گن شپ ہیلی کاپٹر تیار کراؤ اور سنو۔ یہاں چھاؤنی میں ریڈ الرٹ کر دو۔ تمام چیکنگ ٹاورز کو ہدایات دے دو کہ جیسے ہی چیف شاگل ہیلی کاپٹر سے نیچے کودیں اس ہیلی کاپٹر پر چاروں طرف سے میزائل فائر کئے جائیں۔ اسے کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے''...... جنرل بھوپندر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یہ تمام انتظامات پہلے ہی کر لئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ

نزدیکی ائیر فورس کے اڈے پر بھی ہدایات بھجوا دی گئی ہیں۔ وہاں فائٹر طیاروں کا ایک پورا اسکوارڈن بھی ہمارے احکامات کی تعمیل کے لئے تیار رہے گا''...... کرنل گوپال نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بنڈل تھا۔ شاگل نے اس کے ہاتھ سے بنڈل لیا اور اٹھ کر علیحدہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''اہم بات یہ ہے کہ لیبارٹری میں کوئی اسلحہ نہیں ہے ورنہ شاید وہ لیبارٹری ہی تباہ کر دیتے''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''جناب مجھے ان لوگوں کی دلیری اور حوصلے پر حیرت ہے کہ وہ کس طرح تمام رکاوٹوں کے باوجود لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں''...... کرنل گوپال نے کہا۔

''ہاں واقعی یہ لوگ انتہائی دلیر اور حوصلہ مند ہیں لیکن چونکہ یہ ہمارے دشمن ہیں اس لئے مجھے ان کی موت پر کوئی افسوس نہیں ہو گا''...... جنرل بھوپندر نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد شاگل واپس آیا تو اس نے لباس کے نیچے مخصوص ماسٹر زیرو پیرا شوٹ باندھ لیا تھا جو باہر سے کسی صورت بھی نظر نہ آسکتا تھا۔

''گن شپ ہیلی کاپٹر تیار ہے''...... شاگل نے جنرل بھوپندر سے کہا۔

''جی ہاں آیئے''...... جنرل بھوپندر نے اٹھتے ہوئے کہا اور

اس کے اٹھتے ہی کرنل گوپال بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک طرف بنے ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے جہاں چار گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

''آپ اسے خود پائلٹ کریں گے''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''ہاں کیونکہ عمران نے شرط رکھی ہے کہ میں ہیلی کاپٹر میں اکیلا آؤں۔ وہ صرف میری ذات پر اعتماد کرتا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''لیکن اگر انہوں نے آپ کو ہی پائلٹ رہنے پر مجبور کر دیا تو پھر تو آپ چھلانگ نہ لگا سکیں گے''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''پھر تو میں زیادہ آسانی سے چھلانگ لگا لوں گا۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر ویسے ہی نیچے گر کر تباہ ہو جائے گا اور اسے بلاسٹ بھی نہ کرنا پڑے گا''...... شاگل نے کہا۔

''اور اگر انہوں نے آپ کے ہاتھ باندھ دیئے تو پھر''۔ جنرل بھوپندر نے کہا۔

''ہاتھ کھولنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا جنرل صاحب۔ ہم نے اس کے لئے خصوصی ٹریننگ لے رکھی ہے''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بہرحال یہ بات طے سمجھ لیں کہ ہم ایک حد تک آپ کی ہیلی کاپٹر میں موجودگی برداشت کریں گے اس کے بعد نہیں۔ اس لئے آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے چھلانگ لگا دیں''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''کیا مطلب کیا واقعی چھاؤنی سرحد پر ہے''...... شاگل نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''سرحد پر۔ نہیں۔ کیا مطلب''...... جنرل بھوپندر نے حیران ہو کر کہا۔

''تو پھر کسی حد کی بات آپ نے کیسے کر دی ہے جنرل بھوپندر صاحب۔ آپ محض ایک جنرل ہیں جبکہ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور میرا عہدہ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے بعد ملک کا تیسرا بڑا عہدہ ہے۔ میں چاہوں تو آپ کو اپنے حکم سے معطل کر سکتا ہوں۔ اس لئے آئندہ ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالا کریں''۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے سامنے جنرل کی بجائے کوئی چھوٹا ملازم موجود ہو۔

''ہمیں آپس میں لڑنے کی بجائے دشمن کے خاتمہ کے لئے مل کر کام کرنا چاہئے''...... کرنل گوپال نے صورتحال کو بگڑتے دیکھ کر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''سوری میرا مطلب آپ کی توہین نہ تھا''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''آئندہ محتاط رہنا۔ میں ایسی گفتگو کا عادی نہیں ہوں''۔ شاگل کا غصہ بدستور موجود تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر ایک سائیڈ پر علیحدہ کھڑے ہوئے گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''ہونہہ ایک معمولی سا جنرل ہو کر مجھ پر رعب ڈال رہا تھا نانسنس''...... شاگل نے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے انجن کی چیکنگ شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد اس نے انجن سٹارٹ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے تیزی سے رخ موڑا اور پہلے وہ چھاؤنی کے مین گیٹ کی طرف سے آگے کھلے میدان میں گیا اور پھر چکر کاٹ کر وہ مشرقی دیوار کی طرف آ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے دیوار میں بنا ہوا ایک خلاء نظر آ گیا۔ اس نے صرف اندازے کی بناء پر جنرل بھوپندر کو بتایا کہ اس نے نیم بے ہوشی کے عالم میں خلاء میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا حالانکہ اسے خلاء کے نمودار ہونے سے پہلے ہی بے ہوش کر دیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں یہ بھی نہ بتایا تھا کہ اس نے خود کال کر کے ڈاکٹر پرتاب کو راستہ کھولنے پر آمادہ کیا تھا کیونکہ اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کے لیبارٹری میں پہنچانے کا سارا الزام اس کے سر پر آ جاتا۔ اس نے اس خلاء کے قریب جا کر ہیلی کاپٹر زمین پر اتارا اور پھر سر سے کنٹوپ ہٹا کر وہ نیچے اترا اور اس خلاء کی طرف چل پڑا۔

''اندر آ جاؤ چیف شاگل''...... اندر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''تم باہر آ جاؤ۔ میں کیوں اندر آؤں''...... شاگل نے ٹھٹھک کر کہا۔

''میں نے چیکنگ کرنی ہے کہ تم اکیلے ہو یا نہیں اور جب تک تم اندر نہیں آؤ گے ہم چیکنگ نہیں کر سکتے ورنہ تمہارے ساتھ آئے ہوئے آدمی ہم پر فائر کھول دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں اکیلا آیا ہوں''...... شاگل نے کہا۔

''پھر تمہیں اندر آنے میں کیا جھجک ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں آ جاتا ہوں''...... شاگل نے کہا اور آگے بڑھ گیا اور تیزی سے خلاء میں داخل ہو گیا لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ اچانک اس کے سر پر دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے اور وہ بے ہوش کر جیسے کسی کے ہاتھوں میں جھولتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بیرونی خلاء کی سائیڈ میں موجود تھا۔ اس نے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو اس طرف آتے دیکھ لیا تھا۔

''سب ہوشیار ہو جاؤ۔ اب ہم حقیقتاً آگ کے سمندر میں کودیں گے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد گن شپ ہیلی کاپٹر خلاء کے قریب آ کر رک گیا۔ عمران نے سامنے سے چیک کر لیا کہ ہیلی کاپٹر میں شاگل اکیلا ہے لیکن جب شاگل خلاء کے قریب آیا تو اس نے اسے اندر آنے کا کہا پہلے تو شاگل نے اندر آنے سے انکار کر دیا لیکن پھر وہ عمران کی بات مان کر اندر آنے پر آمادہ ہو گیا۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر جیسے ہی شاگل اندر داخل ہوا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور شاگل کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ ایک بھرپور ضرب سے ہی ڈھیر ہو گیا

تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ گر جاتا عمران نے اسے اپنے بازوؤں میں سنبھال لیا اور پھر اسے آرام سے زمین پر ڈال دیا۔

''اسے اٹھا کر کاندھے پر لادو اور چلو''...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ صفدر نے شاگل کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے اس خلاء سے باہر نکل آئے۔

''ہیلی کاپٹر پر سوار ہو جاؤ اور اسے عقب میں ڈال دو۔ میں یہ راستہ بند کر کے آ رہا ہوں۔ ہیلی کاپٹر میں خود پائلٹ کروں گا''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس اندر داخل ہوا۔ اس نے اس ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عقب میں چھلانگ لگا دی اور تیزی سے بند ہوتے ہوئے خلاء سے باہر آ گیا اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً اس میں پھنس کر کچلا جا سکتا تھا لیکن چونکہ اسے پہلے سے احساس تھا کہ اسے ایسا کرنا پڑے گا اس لئے وہ ذہنی اور جسمانی طور پر اس کے لئے تیار تھا۔

یہ راستہ یا تو مشین سے کھولا جا سکتا تھا یا اندر سے اس اینٹ کی مدد سے۔ باہر سے اسے کھولنے یا بند کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہ تھا اور وہ اس راستے کو کھلا نہ رہنے دینا چاہتا تھا تاکہ اندر موجود ڈبل ٹراس بلاسٹر کو چیک نہ کر لیا جائے۔ باہر نکل کر وہ دوڑتا ہوا اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی سیٹوں پر بیٹھ چکے

تھے جبکہ شاگل عقبی سیٹ کے پیچھے خالی جگہ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

''عمران صاحب شاگل نے اپنے لباس کے نیچے ماسٹر زیرو پیرا شوٹ باندھا ہوا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ اوہ اس کا مطلب ہے کہ وہ نیچے چھلانگ لگانے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا۔ اس کا پیرا شوٹ کھول لو''..... عمران نے کہا تو صفدر اٹھ کر پیچھے پڑے ہوئے شاگل کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ماسٹر زیرو پیرا شوٹ کھول چکا تھا۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کرنے سے پہلے جیب سے ڈبل ٹراس بلاسٹر کا ڈی چارجر نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''جیسے ہی میں کہوں تم نے اسے آپریٹ کر دینا ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا لیکن عمران نے اسے دیوار سے اوپر لے جانے کی بجائے تھوڑا سا اوپر لے جا کر مغرب کی طرف تیزی سے آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ اچانک اس نے گن شپ ہیلی کاپٹر کو بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر کیا اور خوفناک سیٹی کی آواز پیدا کرتا ہوا ایک میزائل ہیلی کاپٹر کے قریب سے نکل کر آگے زمین سے ٹکرایا اور پھٹ گیا۔

''ڈی چارجر آن کر دو''...... عمران نے گن شپ ہیلی کاپٹر کو

تیزی سے دائیں بائیں اور اوپر سے نیچے لے جاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک اور میزائل کی زد میں آتے آتے بچا۔

''جلدی کرو''...... عمران نے چیخ کر کہا تو جولیا نے بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی انہیں عقب میں ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی لیکن یہ دھماکہ ایسا نہ تھا جس سے احساس ہوتا کہ چھاؤنی کا اسلحہ بھی پھٹ گیا ہے۔ یہ صرف ڈبل ٹراس بلاسٹر کا اپنا دھماکہ تھا۔

''اوہ اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو شاگل کو بھی ہلاک کر دینا چاہتے ہیں''...... عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔ وہ ہیلی کاپٹر کو مسلسل دائیں بائیں کرتا ہوا آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا کہ اچانک ایک اور میزائل کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو اس قدر زور دار جھٹکا لگا کہ وہ فضا میں ہی گھوم گیا۔

''ہیلی کاپٹر سے نکلنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اس انداز میں زمین کی طرف کر دیا کہ سب کے سانس رک سے گئے کیونکہ انہیں یوں لگتا تھا کہ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر پوری قوت سے سیدھا زمین سے ٹکرا جائے گا۔ ہیلی کاپٹر کی دم اڑ گئی تھی اور اس کا توازن آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا تھا۔ زمین کے قریب پہنچ کر عمران نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور پھر ہیلی کاپٹر زمین پر گھسٹتا

ہوا کافی دور تک آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر رکا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے باہر چھلانگیں لگا دیں۔

''دوڑو۔ ابھی گن شپ ہیلی کاپٹر یا جیپیں یہاں پہنچ جائیں گی''...... عمران نے آگے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ دور دور تک خالی میدان تھا اور اس وقت وہ جس پوزیشن میں تھے ان کے بچ نکلنے کو کوئی چانس نہ تھا کہ اچانک انہیں عقب میں گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اور انہوں نے جب مڑ کر دیکھا تو شیتال چھاؤنی پر گرد اور دھوئیں کے گہرے بادل چھاتے چلے جا رہے تھے اور چھاؤنی کی فصیل نما اونچی دیوار کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

''اوہ اوہ چھاؤنی کا اسلحہ ڈپو تباہ ہو رہا ہے۔ نکلو یہاں سے جلدی۔ قدرت ہماری مدد کر رہی ہے''...... عمران نے کہا اور وہ سب تیزی سے ایک بار پھر آگے کی طرف دوڑنے لگے۔ اچانک انہیں اس دھوئیں اور گرد میں سے گن شپ ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی جو تیزی سے ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

''اوہ اوہ زیگ زیگ انداز میں دوڑو''...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک منی میزائل گن نکالی اور اس کا رخ کافی بلندی پر آنے والے گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف کر دیا۔ وہ رک گیا تھا جبکہ اس کے ساتھی مسلسل دوڑتے

ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر چند لمحوں میں تقریباً عمران کے سر پر پہنچا ہی تھا کہ عمران نے یکلخت غوطہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی گن سے نکلنے والی گولیوں کی باڑ سے وہ بال بال بچا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے منی میزائل گن کا بٹن پریس کر دیا تھا اور گن سے منی میزائل نکلا اور پلک جھپکنے میں فضا میں حرکت کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے جا ٹکرایا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور گن شپ ہیلی کاپٹر پرزوں میں بکھر گیا۔

''دوڑو۔ نکلو یہاں سے''...... عمران نے اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچتے ہی کہا جو کافی آگے جا کر رک گئے تھے۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ عمران پیچھے رک گیا ہے اور پھر وہ مسلسل دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک انہیں جنوب کی جانب سے دو جیپیں تیزی سے اپنی طرف بڑھتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ یہ دونوں جیپیں فوجی تھیں۔

''میں ایک جیپ کو نشانہ بناتا ہوں۔ دوسری کو صحیح سلامت پکڑنا ہے''...... عمران نے دوڑتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے جیب سے منی میزائل گن نکال لی۔ جیپیں اب کافی قریب آ چکی تھیں۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی کہ عمران نے رک کر آگے آنے والی جیپ کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔

گن سے منی میزائل نکل کر جیپ سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے

اس کے پرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اس کے پیچھے آنے والی جیپ نے سائیڈ کاٹی اور تیزی سے آگے کی طرف بڑھی تو عمران کے ساتھیوں نے اس پر فائرنگ شروع کر دی لیکن جیپ مسلسل آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔ مشین پسٹل کی گولیوں کا باڈی پر اثر ہی نہ ہو رہا تھا اس لئے عمران نے ایک بار پھر منی میزائل گن کا استعمال کیا اور پھر اس جیپ کا وہی حشر ہوا جو پہلی جیپ کا ہوا تھا۔

"مجبوری تھی۔ یہ ہمیں ہلاک کر دیتے۔ ادھر دوڑو جہاں سے یہ جیپیں آ رہی تھیں۔ ادھر شاید فوجی چیک پوسٹ ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رخ موڑا اور تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔

وہ اب چھاؤنی سے کافی دور نکل آئے تھے لیکن چھاؤنی میں ہونے والے دھماکوں کی آوازیں ابھی تک مسلسل سنائی دے رہی تھیں اور چھاؤنی کا پورا علاقہ گرد اور دھوئیں میں مکمل طور پر چھپ گیا تھا۔ پھر مسلسل دوڑتے ہوئے انہیں دور سے ایک عمارت نظر آنی شروع ہو گئی جس پر کافرستان کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

"بس رک جاؤ۔ اب میں مزید نہیں دوڑ سکتی"...... اچانک جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"صفدر اسے اٹھا لو"...... عمران نے دوڑتے ہوئے کہا اور پھر جولیا چیختی چلاتی رہ گئی لیکن صفدر نے دوڑتے ہوئے اسے اس طرح جھپٹ کر کاندھے پر لاد لیا جیسے جولیا کپڑے کی بنی ہوئی ہلکی پھلکی

گڑیا ہو۔ حالانکہ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے صفدر کا چہرہ بھی قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور وہ قدرے ہانپ بھی رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ جولیا کو کاندھے پر لادے اسی رفتار سے ہی دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ سب اس چیک پوسٹ کی عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی جیپ تھی۔ دو کمروں کی یہ عمارت یکسر خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی وہاں رک گئے۔ صفدر نے جولیا کو بھی کاندھے سے نیچے اتار دیا تھا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ چیک پوسٹ کے لوگ تھے جو چھاؤنی کی تباہی کی وجہ سے وہاں جا رہے تھے اور یقیناً انہیں معلوم ہی نہ ہو گا کہ ہم ان کے دشمن ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اگر یہ ہمیں دشمن سمجھتے تو لازماً مشین گن استعمال کرتے۔ بہرحال اب تو ختم ہو چکے ہیں اور ہم بھی شاید اب تک اس لئے زندہ ہیں کہ چھاؤنی تباہ ہو گئی ہے اور آپ کے پاس منی میزائل گن موجود تھی"...... صفدر نے کہا۔

"یہ گن میں نے ایسے ہی حالات کے لئے حاصل کی تھی بہرحال اب پیدل آگے بڑھنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب یہاں اس کمرے کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے ایک کمرے سے باہر آتے ہوئے

کہا۔

”تہہ خانہ کیسے معلوم ہوا“...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

”یہ دیکھیں۔ اس دیوار کی پوزیشن بتا رہی ہے کہ نیچے تہہ خانہ ہے“...... کیپٹن شکیل نے ایک ابھار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس دیوار کی جڑ کو جھک کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”تہہ خانے میں اسلحہ وغیرہ ہو گا۔ ہمیں یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہم خطرے کی صورت میں اس تہہ خانے میں چھپ بھی سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔ اس دوران عمران نے ایک جگہ دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ عمران چند لمحے خاموش کھڑا رہا اور پھر سیڑھیاں اتر کر نیچے بنے ہوئے ایک کافی وسیع تہہ خانے میں پہنچا تو وہ بے اختیار چونک پڑے کیونکہ تہہ خانے میں اسلحہ کی پیٹیوں کے ساتھ ساتھ دو فوجی موٹر سائیکل بھی موجود تھے لیکن ان کی حالت دیکھ کر فوراً اندازہ ہو گیا کہ یہ ناکارہ ہو جانے پر یہاں رکھے گئے ہیں۔

”یہ موٹر سائیکل اور یہاں“...... عقب سے صفدر کی آواز سنائی

دی۔

”یہ ناکارہ ہو گئے ہوں گے۔ ان کے ٹائر ٹیوب بھی ختم ہو گئے ہیں“...... عمران نے قریب جا کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”دو فوجی ہیلی کاپٹر ادھر آ رہے ہیں“...... اچانک باہر سے تنویر نے چیخ کر کہا تو عمران اور صفدر تیزی سے مڑے اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔ سارے ساتھی کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر سر باہر نکالا تو اسے دو ہیلی کاپٹر اس چیک پوسٹ کی طرف آتے دکھائی دیئے۔

وہ اس وقت تک وہاں پہنچ چکے تھے جہاں دونوں جیپوں کا تباہ شدہ ملبہ پڑا ہوا تھا اور پھر ایک ہیلی کاپٹر وہیں اتر گیا جبکہ دوسرا تیزی سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”یہ ہمارے لئے آ رہا ہے۔ سائیڈ پر ہو جاؤ“...... عمران نے کہا اور خود بھی ایک سائیڈ پر ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر نے ایک راؤنڈ لگایا اور پھر نیچے اترنے کی بجائے وہ واپس اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جو زمین پر اتر چکا تھا اور اس سے تین افراد نکل کر جیپوں کے ملبے اور اس میں موجود فوجیوں کی جلی ہوئی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔ اور پھر دوسرا ہیلی کاپٹر بھی پہلے ہیلی کاپٹر کے ساتھ زمین پر اتر گیا۔

”یہ تو کام غلط ہو گیا۔ اب کیا کریں“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے یہ لوگ منی میزائل گن کی رینج میں تو ہیں لیکن اس

سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ دونوں ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اوہ تہہ خانے میں اسلحے کی پیٹیاں موجود ہیں۔ شاید ان پیٹیوں میں لانگ رینج گنیں موجود ہوں۔ عام طور پر چیک پوسٹوں میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ایسی گنیں بھی سٹور کی جاتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں دیکھتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور تیزی سے تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں سے مسلح فوجی باہر نکل کر آپس میں باتیں کر رہے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کے ساتھی تہہ خانے سے باہر آتے۔ وہ سب ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو گئے۔

''عمران صاحب گنیں تو ہیں لیکن ان کے میگزین نہیں ہیں''...... اسی لمحے صفدر کی تہہ خانے میں سے آواز سنائی دی۔

''تو پھر آ جاؤ۔ ویسے بھی وہ لوگ جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا دونوں ہیلی کاپٹر اس دوران فضا میں بلند ہو چکے تھے لیکن ان کا رخ ایک بار پھر چیک پوسٹ کی طرف ہی تھا۔

عمران سائیڈ پر کھڑا آنے والے ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہا تھا لیکن وہ چیک پوسٹ کے قریب اترنے کی بجائے اوپر سے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ یقیناً ان کی تلاش میں آگے گئے تھے جب ان کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو عمران کمرے سے باہر

آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے کیونکہ وہ سب تہہ خانے سے واپس آ گئے تھے۔

''یہ لمبا راؤنڈ لگا کر واپس آئیں گے۔ اس وقت شاید انہیں خیال آ جائے کہ ہم اس چیک پوسٹ میں چھپ سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن اگر انہیں یہ خیال آ گیا تو وہ نیچے اترنے کی بجائے ان کمروں پر بمباری کرنا زیادہ بہتر سمجھیں گے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب آگے بھی وسیع میدان ہے اور اس میدان میں چھپنے کی کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے اب کیا کیا جائے۔ ہم واقعی بری طرح پھنس گئے ہیں۔ ابھی تو یہ دو ہی ہیلی کاپٹر آئے ہیں۔ کسی بھی وقت پوری فوج بھی یہاں پہنچ سکتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اگر ہمیں فوجی یونیفارم مل جائیں تو شاید کام بن جاتا لیکن اب کیا کیا جائے''...... عمران نے کہا وہ خود اس وقت انتہائی الجھن کا شکار تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے ان کے لئے خطرات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چھاؤنی کی تباہی کی ہنگامی حالت سے نکلتے ہی وسیع پیمانے پر ان کی تلاش شروع ہو جائے گی اور یہاں چھپنا تو ایک طرف اوٹ لینے کی بھی کوئی جگہ نہ تھی۔

''ہمت کرو۔ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ایک بار پھر دوڑنا ہوگا ہمیں''...... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے چیک پوسٹ کی عقبی طرف میدان میں دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ محتاط تھے کہ چیک پوسٹ کے بالکل عقب میں ہی دوڑیں لیکن ظاہر ہے یہ احتیاط ہیلی کاپٹروں کے لئے فضول تھی۔ ابھی انہیں دوڑتے ہوئے بہت تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔

''کیا ہوا''...... سب ساتھیوں نے بھی رکتے ہوئے کہا۔

''دائیں طرف دیکھو۔ میرا خیال ہے کہ کوئی جیپ موجود ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اس طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ ایک نقطہ سا نظر آ رہی تھی۔

''جی ہاں یہ جیپ ہی ہے اور ساتھ ایک خیمہ بھی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''چلو ادھر۔ جلدی کرو''...... عمران نے کہا اور ان سب نے رخ موڑا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ دوڑتے ہوئے بار بار مڑ کر بھی دیکھ رہے تھے کہ کوئی ہیلی کاپٹر تو نہیں آ رہا لیکن آسمان ابھی تک صاف تھا۔ اب واقعی جیپ اور چھوٹا سا خیمہ واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت نظر نہ آ رہی تھی اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے جیپ کے قریب پہنچ گئے۔

انہوں نے پھیل کر اس خیمے کا محاصرہ کر لیا لیکن نہ خیمے سے

باہر کوئی آدمی موجود تھا اور نہ ہی جیپ کے گرد۔ خیمے کا پردہ اندر سے بندھا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ کو جھٹکا دے کر اس کا بند توڑا اور اندر داخل ہوگیا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ خیمے کے اندر ایک لاش پڑی ہوئی تھی جس کا رنگ نیلا ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر شکاریوں جیسا لباس تھا۔ خیمے کے اندر شکار کا مخصوص اسلحہ، پانی کے دو کنٹینرز بھی موجود تھے اور خشک خوراک کے ڈبے بھی۔

''یہ کیا ہوا ہے''...... جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔

''یہ کوئی شکاری تھا اور سانپ کے کاٹنے سے ہلاک ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''سانپ اس قدر زہریلا تھا کہ یہ حرکت بھی نہ کر سکا۔ ورنہ اس کے پاس سانپ کے زہر سے بچنے کی دوا تو لازماً ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ادھر ایمرجنسی میڈیکل باکس بھی موجود ہے۔ بہرحال اس نے قربانی دے کر ہمارا راستہ صاف کر دیا ہے۔ آؤ اب ہم نے فوراً نکلنا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر لاش کی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے جیپ کی چابیاں مل گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں سوار ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ پانی کا ایک کنٹینر وہ اٹھا لائے تھے۔ کیونکہ مسلسل اور تیز

"ہمت کرو۔ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ایک بار پھر دوڑنا ہوگا ہمیں"...... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے چیک پوسٹ کی عقبی طرف میدان میں دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ محتاط تھے کہ چیک پوسٹ کے بالکل عقب میں ہی دوڑیں لیکن ظاہر ہے یہ احتیاط ہیلی کاپٹروں کے لئے فضول تھی۔ ابھی انہیں دوڑتے ہوئے بہت تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا ہوا"...... سب ساتھیوں نے بھی رکتے ہوئے کہا۔

"دائیں طرف دیکھو۔ میرا خیال ہے کہ کوئی جیپ موجود ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اس طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ ایک نقطہ سا نظر آ رہی تھی۔

"جی ہاں یہ جیپ ہی ہے اور ساتھ ایک خیمہ بھی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"چلو ادھر۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا اور ان سب نے رخ موڑا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ دوڑتے ہوئے بار بار مڑ کر بھی دیکھ رہے تھے کہ کوئی ہیلی کاپٹر تو نہیں آ رہا لیکن آسمان ابھی تک صاف تھا۔ اب واقعی جیپ اور چھوٹا سا خیمہ واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت نظر نہ آ رہی تھی اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے جیپ کے قریب پہنچ گئے۔

انہوں نے پھیل کر اس خیمے کا محاصرہ کر لیا لیکن نہ خیمے سے

باہر کوئی آدمی موجود تھا اور نہ ہی جیپ کے گرد۔ خیمے کا پردہ اندر سے بندھا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ کو جھٹکا دے کر اس کا بند توڑا اور اندر داخل ہو گیا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ خیمے کے اندر ایک لاش پڑی ہوئی تھی جس کا رنگ نیلا ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر شکاریوں جیسا لباس تھا۔ خیمے کے اندر شکار کا مخصوص اسلحہ، پانی کے دو کنٹینرز بھی موجود تھے اور خشک خوراک کے ڈبے بھی۔

"یہ کیا ہوا ہے"...... جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی شکاری تھا اور سانپ کے کاٹنے سے ہلاک ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"سانپ اس قدر زہریلا تھا کہ یہ حرکت بھی نہ کر سکا۔ ورنہ اس کے پاس سانپ کے زہر سے بچنے کی دوا تو لازماً ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ادھر ایمرجنسی میڈیکل باکس بھی موجود ہے۔ بہرحال اس نے قربانی دے کر ہمارا راستہ صاف کر دیا ہے۔ آؤ اب ہم نے فوراً نکلنا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر لاش کی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے جیپ کی چابیاں مل گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں سوار ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ پانی کا ایک کنٹینر وہ اٹھا لائے تھے۔ کیونکہ مسلسل اور تیز

دوڑنے کی وجہ سے ان سب کو شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا۔

''باہر چیکنگ کرتے رہنا۔ کسی بھی لمحے ہمیں گھیرا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم چیک کر رہے ہیں''...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''فیول بھی ہے اس میں یا اسے بھی چھوڑنا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔

''فیول ٹینک فل ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس میدان کو کراس کر گئے اور انہیں آبادی نظر آنے لگ گئی۔ اس سے پہلے ایک بڑی سڑک بھی تھی اور پھر عمران نے جیپ کے سڑک پر پہنچتے ہی اس کا رخ بائیں طرف کو موڑ دیا۔

''اس آبادی میں شاید کوئی اور بہتر ذریعہ مل جاتا''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں عام سا گاؤں ہے وہاں کیا ہو گا۔ میں جلد از جلد بڑے قصبے یا شہر تک پہنچنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سڑک پر تھوڑی سی ٹریفک بھی کسی وقت نظر آ رہی تھی۔

''عمران صاحب۔ ایک مسافر بس آ رہی ہے۔ ہمیں جیپ چھوڑ

کر بس میں سوار ہو جانا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں یہ بس جگہ جگہ رک کر وقت ضائع کرے گی۔ جہاں تک یہ جیپ ساتھ دیتی ہے وہاں تک اسی پر چلیں گے بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ گن شپ ہیلی کاپٹروں کا پورا دستہ آ رہا ہے میدان کی طرف سے''...... اچانک دوسری سائیڈ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں میں نے چیک کر لیا ہے۔ اب اللہ مالک ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مجھے امید ہے یہ لوگ اسے عام سی جیپ سمجھ کر آگے نکل جائیں گے''...... عمران نے کہا اور پھر واقعی گن شپ ہیلی کاپٹر شور مچاتے ان کے اوپر سے گزر کر سڑک کراس کر کے اس آبادی کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں جولیا نے جانے کے لئے کہا تھا۔

''یا اللہ تیرا شکر ہے''...... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا تو عمران مسکرا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک کافی بڑے قصبے نما شہر کے آثار شروع ہو گئے تو سب نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھے سے انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک بڑے قصبے گراکرن میں پہنچے ہیں۔ عمران نے جیپ کی رفتار کم کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ کا رخ ایک ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔

''ہم نے یہاں جیپ چھوڑنی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر

''وہ پلاننگ پلار تو موجود ہے نا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیا اسے چھوڑا جا سکتا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کا جواب سن کر سب کے چہروں پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''عمران صاحب۔ اس مشن میں جتنا دوڑنا پڑا ہے شاید اتنا ہم زندگی میں کبھی نہیں دوڑے''...... صفدر نے کہا۔

''اس بار حقیقتاً قسمت نے ہمارا ساتھ دیا ہے ورنہ ہم واقعی بری طرح پھنس گئے تھے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹی وی آن کر دیا۔ ٹی وی پر خبروں کا بلیٹن پیش کیا جا رہا تھا اور مین خبر شیتال چھاؤنی کی تباہی کی ہی تھی جس کی تفصیلات بتائی جا رہی تھیں۔

''اصل مشن ڈبل ٹراس بلاسٹر نے مکمل کیا ہے۔ ہم تو خواہ مخواہ دوڑتے رہے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اگر ڈبل ٹراس بلاسٹر کا دھماکہ اسلحہ کے ڈپو کو متاثر نہ کرتا تو ہم واقعی چوہوں کی طرح شکار کر لئے جاتے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کسی طرح شاگل سے رابطہ ہو جاتا تو لطف آ جاتا''۔ اچانک عمران نے کہا۔

''تم نے جان بوجھ کر اسے ہر موقع پر زندہ چھوڑا ہے ورنہ اس بار اسے آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''اس بار اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی ہماری مدد کی ہے اور مدد کرنے والا دشمن نہیں دوست ہوتا ہے اور بزرگوں کا قول ہے کہ دوستوں سے پیار کیا جاتا ہے انہیں مارا نہیں جاتا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''اس بار تو ہم نے لوز گروپ کی طرح کام کیا ہے۔ بس دوڑتے بھاگتے ہی رہ گئے تھے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ ہمارا لوز گروپ نہیں ہے۔ ہم نے مکمل طور پر پلاننگ اور جرأت مندی سے کام کیا ہے اور مخصوص انداز میں بار بار موت کو چکمہ دیتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچے ہیں۔ آخری لمحات میں جہاں موت یقینی طور پر ہمارے سروں پر پہنچ چکی تھی ہم نے ڈی گروپ بن کر اس کا بھرپور مقابلہ کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ڈی گروپ۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈیشنگ گروپ۔ تم اسے ٹی گروپ بھی کہہ سکتی ہو کیونکہ ہم نے اس بار تنویر ایکشن کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ہم بھی اس کی طرح وقت آنے پر ڈیشنگ گروپ یا ڈی گروپ بن کر کام کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو پھر ہم اس مشن کو ڈی گروپ مشن کہہ سکتے ہیں''...... صفدر

نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اے کاش کہ جس طرح ڈی گروپ نے یہ مشن پورا کیا ہے اسی طرح یہی گروپ میرا ایم مشن بھی پورا کر دے''...... عمران نے کہا۔

''اب یہ ایم مشن کیا ہے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میرج مشن جس کے لئے ظاہر ہے تمہارا اور میرے رقیب روسفید کا راضی ہونا ضروری ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

پرائم منسٹر ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال میں اس وقت شاگل کے ساتھ بلیک سٹار ایجنسی کا چیف اور قومی سلامتی کے مشیر کے ساتھ ساتھ شیتال چھاؤنی کا جنرل بھوپندر بھی موجود تھا۔ ان سب کے چہرے بری طرح سے لٹکے ہوئے تھے۔ خاص طور پر چیف شاگل کی حالت انتہائی مایوسانہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور پریذیڈنٹ صاحب اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے پرائم منسٹر تھے۔ ان کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی شاگل سمیت سب افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر فوجیوں نے باقاعدہ فوجی انداز میں سلیوٹ کیا جبکہ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

''بیٹھیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے انتہائی خشک اور سرد لہجے میں کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد پرائم منسٹر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے جبکہ ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد

شاگل اور دوسرے افراد بھی بیٹھ گئے۔

''جنرل بھوپندر''...... پرائم منسٹر نے جنرل بھوپندر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... جنرل بھوپندر نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تشریف رکھیں اور بیٹھ کر بات کریں''...... پرائم منسٹر نے خشک لہجے میں کہا اور جنرل بھوپندر واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ نے شیتال چھاؤنی اور لیبارٹری کی تباہی کی جو رپورٹ دی ہے اس میں خصوصی طور پر یہ درج کیا ہے کہ ایسا سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے۔ کیا آپ اس کی تفصیل بتائیں گے''...... پرائم منسٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... جنرل بھوپندر نے کہا اور پھر اس نے شاگل کے مشرقی دیوار کے قریب موجود ہیلی کاپٹر میں اکیلے بے ہوش پڑے ملنے اور پھر پاکیشیائی ایجنٹوں سے اس کی سودے بازی اور آخر میں ماسٹر زیرو پیرا شوٹ باندھ کر اکیلے جانے کی تفصیل بتا دی۔

''جناب چیف شاگل کی وجہ سے ہم اس ہیلی کاپٹر پر بھی حملہ نہ کر سکے البتہ جب وہ لوگ واقعی نکلتے نظر آئے تو ہم نے ہیلی کاپٹر کو اتنا نقصان پہنچانے کی اجازت دے دی کہ جس سے وہ نیچے اترنے پر مجبور ہو جائیں اور انہیں پکڑا جا سکے لیکن اس دوران لیبارٹری تباہ ہو گئی اور پھر اس کے اثرات قریبی اسلحہ سٹور پر پڑے اور پھر پوری شیتال چھاؤنی تباہ ہو گئی۔ اس نقصان زدہ ہیلی کاپٹر

میں چیف شاگل ایک بار پھر بے ہوش پڑے ہوئے ملے۔ ان کا ماسٹر زیرو پیرا شوٹ بھی اتار لیا گیا تھا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے دو جیپیں اور ایک فوجی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا۔ اس کے باوجود انہیں انتہائی دور دور تک تلاش کیا گیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ اگر چیف شاگل صاحب اس طرح اکیلے ان کے ساتھ نہ جاتے تو وہ لیبارٹری میں پھنس گئے تھے اور کسی صورت بھی زندہ سلامت باہر نہ نکل سکتے تھے اور نہ ہی لیبارٹری اور شیتال چھاؤنی تباہ ہوتی اور نہ ہی سینکڑوں کی تعداد میں فوجی افسر اور سپاہی ہلاک ہوتے اور نہ گن شپ ہیلی کاپٹر اور دوسرے ہتھیار تباہ ہوتے لیکن ہم ان کی جان بچانے کے لئے اس لئے مجبور تھے یہ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں''...... جنرل بھوپندر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے لیبارٹری کیسے تباہ کی۔ کیا ان کے پاس ایسا اسلحہ تھا جس سے انہوں نے لیبارٹری تباہ کی''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ وہ چیف شاگل کو اغوا کر کے ساتھ لے گئے تھے اور جناب لیبارٹری کے نیچے ایک خصوصی کمرہ محفوظ رہا ہے جہاں فون کالیں ٹیپ ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک کال کی ٹیپ سے پتہ چلا کہ شاگل صاحب نے خود ڈاکٹر پرتاب کو فون کر کے مجبور کیا کہ وہ مشرقی راستہ کھول دیں۔ اس طرح دشمن لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے اگر چیف شاگل ایسا نہ کرتے تو وہ لوگ کسی صورت بھی لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکتے تھے''...... جنرل بھوپندر

نے کہا۔

''لیکن وہ عمران آوازوں کی نقل کرنے کا ماہر ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس نے چیف شاگل کی آواز میں ڈاکٹر پرتاب سے بات کی ہو''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''جناب اگر ایسا ہوتا تو ڈاکٹر پرتاب تک کال ہی نہ پہنچتی۔ کیونکہ لیبارٹری میں نہ صرف سپر کمپیوٹر ہے جو صرف فیڈ شدہ آوازوں کو کراس کراتا ہے بلکہ لیبارٹری میں خصوصی طور پر وائس چیکر کمپیوٹر بھی منسلک تھا۔ اس لئے نقلی آواز کسی صورت بھی ڈاکٹر پرتاب تک نہیں پہنچ سکتی اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ چیف شاگل کو اپنے ساتھ ہی اس لئے لے گئے تھے کہ ان سے کال کرا کر لیبارٹری کا راستہ کھلوا سکیں اور چیف شاگل نے ان کی بات مان کر ڈاکٹر پرتاب سے لیبارٹری اوپن کرا دی جس کے بعد یہ سب کچھ ہوا''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''چیف شاگل آپ ان الزامات کا کیا جواب دیتے ہیں''۔ پرائم منسٹر نے اس بار چیف شاگل سے کہا۔

''جناب مجھے شیتال گاؤں کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں کرنل دلیش مکھ نے کال کی تھی کہ انہوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو پکڑ کر ہلاک کر دیا ہے لیکن میرے وہاں پہنچنے پر میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں چھاؤنی میں تھا۔ اس کے بعد اس عمران سے بات ہوئی۔ وہ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا تھا

تو میں لیبارٹری کو بچانے کے لئے اور اسے باہر نکالنے کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے پر تیار ہو گیا لیکن انہوں نے اچانک مجھ پر ایک بار پھر وار کیا اور میں بے ہوش ہو گیا اور پھر جب مجھے ہوش آیا تو پتہ چلا کہ یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس ہی نہ کر سکے حالانکہ جس طرف وہ گئے تھے وہاں میلوں تک وسیع میدان تھا اور وہ لوگ بغیر کسی سواری کے تھے۔ اگر جنرل بھوپندر اپنے ہوش حواس درست رکھتے یا مجھے فوری طور پر ہوش میں لے آتے تو میں لازماً انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دیتا لیکن مجھے اس وقت ہوش میں لایا گیا جب وہ لوگ غائب ہو چکے تھے''...... شاگل نے کہا۔

''جنرل بھوپندر۔ کیا آپ نے وہ ٹیپ اپنی رپورٹ کے ساتھ بھیجی ہے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر''...... جنرل بھوپندر نے کہا۔

''چیف شاگل میں نے آپ کو بڑے طویل عرصے تک مواقع دیئے لیکن اب معاملات اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے آئی ایم سوری۔ اب انصاف ہو گا۔ اس بار آپ کا کورٹ مارشل ہو گا''...... پریذیڈنٹ صاحب نے تلخ لہجے میں کہا۔

''لیکن سر''...... شاگل نے کہنا چاہا۔

''نو آرگومنٹس۔ فی الحال میں آپ کو گرفتار نہیں کرا رہا لیکن آپ کے خلاف جلد ہی ایک انکوائری بٹھائی جائے گی اور اگر آپ کا قصور ثابت ہو گیا تو پھر آپ اس بار سزا سے نہیں بچ سکیں

گئے"..... پریذیڈنٹ صاحب نے کہا تو شاگل ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ انکوائری کمیشن کا سن کر وہ قدرے مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس پر انکوائری کمیشن بٹھایا گیا تو وہ انہیں آسانی سے ہینڈل کر لے گا اور وقت مل جانے کی صورت میں وہ انکوائری کمیشن کے سامنے جنرل بھوپندر اور کرنل گوپال کو ہی غلط ثابت کر دے گا چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔

ختم شد